بسم اللہ الرحمن الرحیم

پردہ کی شرعی حیثیت

مفتی غلام سرور قادری

اشاعۃ القرآن پبلی کیشنز رجسٹرڈ

۴۔ جلال بلڈنگ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پردہ کی شرعی حیثیت

JAMIA GHOSIA NAEEMIA
LIBRARY
Book No. 130
Date
Mufti Ahmed Yar Khan Road Gujrat.

مفتی غلام سرور قادری

اشاعت القرآن پبلی کیشنز
۴ جلال بلڈنگ الکریم مارکیٹ
اردو بازار لاہور

نام کتاب ---------- پردہ کی شرعی حیثیت
مؤلف ---------- مُفتی غلام سرور قادری
صفحات ---------- ۲۰۴
تعداد ---------- ۱۱ سو
تاریخِ اشاعت ---------- اگست ۱۹۹۵ء بار اوّل
مطبع ---------- پاکستان پرنٹنگ ورکس
قیمت ----------

مِلنے کا پتہ

اشاعۃُ القرآن پبلی کیشنز
۴۔ جلال بلڈنگ، اکرم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۱	پردہ کی شرعی نوعیت	۳
۲	استخراج احکام	۶
۳	امام ابن جریر طبری رحمتہ اللہ	۸
۴	امام ابن جریر کا فیصلہ	۹
۵	تفسیر مظہری	۱۰
۶	خفاجی شرح تفسیر بیضاوی میں	۱۰
۷	امام فخردین رازی رحمتہ اللہ	۱۲
۸	مسائل	۱۳
۹	امام فخردین رازی علیہ الرحمتہ	
۱۰	امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ	۱۵
۱۱	دور جاہلیت کی بے پردگی	۱۵
۱۲	تفسیر خازن میں ہے	۱۶
۱۳	چاروں اماموں کا مسلک	۱۷
۱۴	حدیث اعمیٰ کا جواب	۱۸
۱۵	تفسیر نور العرفان میں واقع فروگزاشت	۱۹
۱۶	حدیث اعمیٰ	۲۱
۱۷	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	۲۳
۱۸	عورت کی آواز کا مسئلہ	۲۶
۱۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا پردہ	۲۹
۲۰	ایک بابرکت خواب	۳۱
۲۱	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سودہ	۳۵
۲۲	اصلاح تفہیم القرآن	۳۶
۲۳	اصلاح	۳۶
۲۴	فرج بن فضالہ ضعیف راوی	۴۰
۲۵	صفیہ بن عصمہ	۴۳

۲۶	احادیث	۴۷
۲۷	استخراج مسائل	۵۳
۲۸	قابل توجہ	۵۸
۲۹	فقہ اسلامی (علامہ قدوری)	۵۹
۳۰	استفسارات کے جوابات	۶۹
۳۱	اعلیٰ حضرت کا شاہ عبدالعزیز سے اختلاف	۷۲
۳۲	قابل توجہ	۷۳
۳۳	تنبیہ	۸۵
۳۴	چہرہ کا پردہ اور تجدد پسندی	۸۷
۳۵	شان نزول پر غور فرمان اعلیٰ حضرت	۸۸
۳۶	دونوں معنوں میں تطبیق	۹۳
۳۷	کتاب اللہ	۹۵
۳۸	احادیث، فقہ حنفی، حوالہ جلالین	۹۶
۳۹	مولانا ابوداؤد کی زیادتی	۹۷
۴۰	مبسوط سے مسائل کا استخراج	۱۰۴
۴۱	تعجب ہے	۱۰۸
۴۲	غلط فہمی	۱۰۹
۴۳	بارگاہ رسالت اور صحابہ و اہلبیت	۱۱۰
۴۴	قدوری، جواہر نیرہ (اللباب)	۱۱۲
۴۵	کنزالدقائق، فتح المعین، زیلعی	۱۱۳
۴۶	بحرالرائق، شرح وقایہ، ھدایہ	
	درمختار، فتاوی شامی، مبسوط	۱۱۴
۴۷	امام ابن ابی جمرہ	۱۱۵
۴۸	امام زین الدین عراقی، منتقی	۱۱۶
۴۹	درالمنتقی	۱۱۷

۵۰	سید صاحب علیہ الرحمۃ	۱۱۸
۵۱	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ	۱۱۹
۵۲	مطلب	۱۲۱
۵۳	استخراج مسائل از فتاوی رضویہ	۱۲۲
۵۴	بہار شریعت، علامہ ابوالحسنات	۱۲۳
۵۵	بہار شریعت	۱۲۵
۵۶	تحفۃ الفقہاء، امام ابن رشد مالکی	۱۲۶
۵۷	فقہ اسلامی	۱۲۷
۵۸	احوال استثنائیہ	۱۲۹
۵۹	احکام الاحکام	۱۲۹
۶۰	استخراج مسائل	۱۳۱
۶۱	بدائع الصنائع	۱۳۲
۶۲	بدائع الصنائع سے مسائل	۱۳۸
۶۳	حجت نامہ	۱۴۱
۶۴	واضحات	۱۴۲
۶۵	فقہاء احناف کا اجماع	۱۴۳
۶۶	فصل الخطاب فی التبصرہ علی القول الصواب	۱۴۷
۶۷	نیاز مندانہ تبصرہ	۱۴۹
۶۸	تطفل بحضور سید صاحب	۱۵۱
۶۹	تطفل علی الکافی وغیرہ	۱۵۲
۷۰	تطفل علی البحر	۱۵۲
۷۱	صورت تطبیق	۱۵۴
۷۲	تطفل بحضور سید صاحب	۱۶۰
۷۳	تطفل، اضافہ	۱۶۵
۷۴	فرمان حضرت ملا علی	۱۶۷

۷۵	ثبوت حرمت کیلئے نص قطعی کی ضرورت	۱۷۴
۷۶	امام ابوداود صاحب سنن کا فرمان	۱۷۸
۷۷	امام طحاوی کا فرمان	۱۷۹
۷۸	سبق	۱۸۰
۷۹	حنفیوں کے لئے سبق	۱۸۱
۸۰	فتنہ کے متعدد معانی	۱۸۴
۸۱	مام ابن عبدالبر رحمہ اللہ	۱۸۷
۸۲	امام نووی رحمتہ اللہ علیہ	۱۸۸
۸۳	امام بدرالدین عینی سے تطفل	۱۹۰
۸۴	علامہ امام زرقانی	۱۹۳

پردہ کی شرعی نوعیت

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین درج ذیل مسائل کے جواب میں از روئے قرآن و سُنّت وفقہ اسلامی (قانون اسلامی) کہ

۱۔ یہ جو اسلام میں مسلمان عورتوں پر غیر مَحرَم (اجنبی) سے پردہ کرنا ضروری ہے محرم کسے کہتے ہیں؟

۲۔ کون کون سے قریبی رشتہ دار ہیں جو غیر محرم ہیں اور ایک اجنبی کی طرح ان سے بھی پردہ ضروری ہے؟

۳۔ پردہ کی شرعی حد کیا ہے جس کی خلاف ورزی سے عورت گنہگار ٹھہرتی ہے؟

۴۔ اگر کوئی عورت شرعی حد کے مطابق پردہ نہ کرے تو کیا اس کا خاوند یا سرپرست گنہگار ہو گا یا نہ؟

۵۔ کیا عورتیں اپنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر جا سکتی ہیں؟ ملازمت کر سکتی ہیں؟ کاروبار کر سکتی ہیں؟

۶۔ اگر کوئی عورت شرعی حد کے مطابق پردہ کئے بغیر کسی دکاندار سے لین دین کرے اور سودا سلف خریدے تو دکاندار کو اس عورت سے لین دین کرنا جائز ہے؟

۷۔ کیا دکاندار پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسی خواتین کو جو بے پردہ ہوتی ہیں تبلیغ کرے؟

۸۔ کیا کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے، بات کرسکتا ہے سامنے یا فون پر، اسی طرح عورت کسی اجنبی مرد سے سامنے یا فون پر بات کرسکتی ہے؟ کیا عورت کی آواز کے لئے بھی پردہ ہے؟

بینوا توجروا

(الحاج) شیخ محمد اسلام ۔ مدینہ فیکٹریز
۴ ۱۲۱ فیروز پور روڈ ۔ لاہور ۔ پاکستان

مورخہ : ۲ ـ ۶ ـ ۱۹۹۳ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔

الجواب منہ الھدایۃ والصواب :

حسبِ ترتیب جوابات درجِ ذیل ہیں :

۱۔ مَحْرَمْ حرام سے ہے جس کے معنی ناجائز کے ہیں۔

'لسان العرب' میں ہے :

"اَلْمَحْرَمُ : ذات الرحم فی القرابۃ ای لا یحل تزویجھا۔" "یعنی مَحْرَمْ اس رشتہ دار کو کہتے ہیں جس کا عورت سے نکاح حلال نہ ہو۔"

(ج ۱۲ ص ۱۲۳)

اور امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ مَحرم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

المحرم ھو کل من حرم علیہ نکاحھا علی التابید الخ "کہ مَحرم ہر وہ شخص ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔"

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵)

۲- محرم کی تعریف میں باپ، دادا، بیٹا، پوتا، نواسا، بھائی، بھتیجا، بھانجا اور ان کی اولاد سب آجاتے ہیں یہ سُسر اور چچا اور ماموں۔ یہ سب محرم ہیں ان کے ساتھ عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، ان سے پردہ بھی نہیں ہے۔ اور رضاعی باپ، اور اسکی اولاد بھی محرم ہیں۔ اور چچا کا بیٹا، ماموں کا بیٹا، خالہ کا بیٹا اور ان کی اولاد، یہ سب غیر محرم ہیں کیونکہ ان سے نکاح جائز ہے لہٰذا ان سب سے پردہ ضروری ہے۔ اسی طرح بہنوئی، خالو اور پھوپھا بھی غیر محرم ہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام نہیں بلکہ عارضی طور پر حرام ہے مثلاً کسی عورت کا بہنوئی اگر اپنی بیوی کو طلاق دے دے اسی طرح خالو اسکی خالہ اور پھوپھا اسکی پھوپھی کو طلاق دے دے یا یہ عورتیں فوت ہو جائیں تو اس سے بہنوئی، خالو اور پھوپھا کا نکاح ہوسکتا ہے۔ دیور بھی غیر محرم ہے۔ لہٰذا بہنوئی، خالو، اور پھوپھا سے عورت کو پردہ کرنا ضروری ہے۔ اور دیور سے بھی پردہ ہے۔ اسی طرح خاوند کے چچا اور بھتیجا اور بھانجا سے بھی۔

۳- **پردہ کی شرعی حد**، جسکی خلاف ورزی سے عورت گنہگار ہو جاتی ہے یہ ہے کہ چہرے کی ٹکیہ، دو ہاتھ اور دو پاؤں کو چھوڑ کر باقی تمام جسم کا ڈھنپا ہوا ہونا چاہیئے، سر کے بال نظر نہ آئیں اور نہ ہی ایسے باریک کپڑے ہوں کہ ان سے جسم کی رنگت ظاہر ہو۔ قرآن وسُنت اور فقہ اسلامی کی رُو سے عورت کے لئے غیر محرم سے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کو چھپانا ضروری نہیں ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ	اور مسلمان مردوں کو حکم دو، اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ (کام) ان کے لئے

خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (٣٠) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور: ٣٠-٣١)

بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کریں اور اپنی خوبصورتی ظاہر نہ کریں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور اپنے ڈوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے لئے یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنے دین کی عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا نوکروں کے لئے بشرطیکہ وہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا ان بچوں کے لئے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا چھپا ہوا سنگھار جانا جائے اور اے مسلمانو! اللہ کی طرف توبہ کرو سب کے سب۔ کہیں تم بامراد ہو۔

استخراج احکام : ان دونوں آیتوں سے درج ذیل احکام و مسائل ثابت ہوتے ہیں:

① ایک یہ کہ جب مردوں کا اجنبی یعنی غیر محرم عورتوں سے سامنا ہو تو وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

② دوسرا یہ کہ عورتوں کو اپنے چہرے کو چھپانا ضروری نہیں کیونکہ چہرے کے چھپے ہوئے ہونے کی صورت میں نگاہوں کو کچھ نیچے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

③ تیسرا یہ کہ عورتوں کا جب غیر محرم مردوں سے سامنا ہو تو وہ بھی اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

④ چوتھا یہ کہ مردوں اور عورتوں دونوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں اور پاکدامنی کی حفاظت کریں اور بدکاری سے اپنے آپ کو بچائیں۔

⑤ پانچواں یہ کہ مردوں اور عورتوں کا اپنے آپ کو برائی سے بچانا ان کے لئے بہت ہی ستھرا عمل ہے۔

⑥ چھٹا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ہر کام کی خبر ہے۔

⑦ ساتواں یہ کہ عورتیں اپنی زینت غیر محرم مردوں کے آگے ظاہر نہ کریں اسے چھپائیں۔

⑧ عورتوں کی جو زینت خود ہی ظاہر ہے اسے چھپانا ان کے لئے ضروری نہیں۔

⑨ نواں یہ کہ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا دوپٹہ (سر کے علاوہ) اپنے گریبانوں (سینوں) پر بھی ڈالیں رہیں۔

⑩ دسواں یہ کہ عورتوں منہ کو چھپانا ضروری نہیں کیونکہ اس آیت میں منہ کو چھپانے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اسے گریبانوں پر ڈالے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

⑪ گیارہواں یہ کہ (منہ کے علاوہ) اپنا سنگھار اپنے شوہروں، اپنے باپ، اپنے شوہروں کے باپ، اپنے بیٹوں، اپنے شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے بھتیجوں، اپنے بھانجوں، مسلمان عورتوں، اپنی لونڈیوں، بے شہوت مردوں

اور عورتوں کی شرم کی چیزوں سے بے خبر بچوں کے سوا کسی کے آگے ظاہر نہ کریں۔

(۱۲) بارہواں یہ کہ چلتے ہوتے اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں تاکہ پازیب کی آواز پیدا ہوکر لوگوں کے ان کی طرف متوجہ اور مائل ہونے کا باعث نہ ہو۔

(۱۳) تیرہواں یہ کہ سب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہنا چاہیئے۔

چودھواں یہ کہ توبہ اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہنا مسلمانوں کی اخروی کامیابی کا باعث ہے۔

۱ امام ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ (م ۳۱۰ھ)

ان دو آیتوں کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ متوفی ۳۱۰ھ اپنی تفسیر میں ائمہ تفاسیر کے متعدد اقوال نقل کرتے ہیں جنمیں سے صحیح قول یہ ہے کہ قرآن میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ عورتیں اپنی زینت (خوبصورتی) ظاہر نہ کریں۔ " الّا ما ظھر منھا " سوائے اسکے جو خود ہی ظاہر ہے اس کا چھپانا ضروری نہیں ہے اسکے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

" الظاھر منھا الکحل والخذان " جو خود ہی ظاہر ہے وہ سرمہ اور دو رخسار ہیں۔

یعنی چہرہ ایک ایسی چیز ہے جو فطری (قدرتی طور پر) ظاہر رہتا ہے اور رکھنا پڑتا ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی لہٰذا اس کا پردہ بھی ضروری نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول زیادہ قرین فطرت ہے اور اسکو فقہاءِ احناف نے اختیار کیا ہے چنانچہ امام جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا " الّا ما ظھر منھا " قال الوجہ والکفان " یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان مگر جو خود ہی ظاہر ہے " کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں یعنی چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپانا ضروری نہیں ہے۔

امام ابن جریر ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ

الزینۃ الظاھرۃ الوجہ و کحل العین وخضاب الکف والخاتم۔	زینت ظاہرہ جس کا چھپانا ضروری نہیں چہرہ ہے اور آنکھ کا سرمہ اور ہاتھ کی مہندی اور انگوٹھی ہے ان کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

" یہی امام ابن جریر امام ابن جریج سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ میری بھتیجی جس کا نام مزینہ تھا میرے ہاں آئی اتنے میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ نے میری بھتیجی سے منہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ تو میری بھتیجی ہے آپ نے فرمایا جب لڑکی بالغ ہو تو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ غیر محرم کے آگے اپنے جسم کا کوئی حصہ ظاہر کرے سوائے اپنے چہرے کے اور ہاتھ کی کہنی تک کے آدھے حصے کے۔"

(تفسیر امام ابن جریر طبری ج ۱۸ صـ ۹۳)

یہی امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ امام اوزاعی علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ "جس زینت کا پردہ ضروری نہیں ہے وہ دو ہاتھ اور چہرہ ہے۔"

امام ابن جریر کا فیصلہ

اللہ تعالٰی کے فرمان " اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا " کی تفسیر میں صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کے متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد امام ابن جریر طبری اپنا فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ

واولی الاقوال فی ذالک بالصواب قول من قال عنی بذلک الوجہ والکفان الخ	ان تمام اقوال میں حق کے قریب تر اس شخص کا قول ہے جس نے کہا کہ اس سے اللہ تعالٰی کی مراد چہرہ اور دو ہاتھ ہیں۔

(تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۸ صـ ۹۴)

یعنی عورت کا چہرہ اور دو ہاتھ پردہ کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔ یہی بات حق ہے۔ پھر فرماتے ہیں: (ترجمہ)

"کہ چہرہ میں سرمہ اور ہاتھوں میں انگوٹھی، کنگن اور مہندی بھی داخل ہے اور ہم نے اس قول کو اسلئے حق کے قریب تر بتایا ہے کہ سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر نمازی پر فرض ہے کہ وہ اپنی نماز میں واجب الستر (جس چیز کا چھپانا ضروری ہے اس) چیز کو چھپائے اور عورت کو حکم ہے کہ وہ نماز میں اپنے چہرہ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھے جب کہ باقی تمام بدن کو چھپائے تو معلوم ہوا کہ نماز سے باہر بھی عورت کے لئے چہرہ اور دو ہاتھوں کا چھپانا ضروری نہیں ہے۔"

(تفسیر ابن جریر ج ۱۸ صـ ۹۴)

تفسیر مظہری میں ہے:

والمستثنیٰ ھُوَ الوجہ والکفان عند ابی حنیفۃ ومالک واحمد والشافعی۔	اور مستثنیٰ چہرہ اور دونوں ہاتھ ہی ہیں امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد و امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک

(تفسیر مظہری ج ۶ صـ ۴۹۳)

اس سے ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کے نزدیک چہرہ کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

خفاجی شرح تفسیر بیضاوی میں ہے کہ

ومذھب اَبی حنیفۃ الوجہ والکفان والقدمان لیست	امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ

بعورة مطلقا۔
(خفاجی ج ٦ ص٢٧٢)

اور دونوں پاؤں بہر صورت پردہ کے حکم میں نہیں آتے۔

تفسیر احکام القرآن میں امام ابوبکر جصاص حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ

"الا ما ظهر منها" المراد الوجه والكفان ان الوجه والكفين من المرءة ليسا بعورة ايضاً انها تصلى مكشوفة الوجه واليدين فلو كانا عورة لكان عليها سترهما كما عليها ستر ما هو عورة واذا كان كذلك جاز للاجنبى ان ينظر من المرءة الى وجهها ويديها بغير شهوة۔
(احکام القرآن ج ۲ ص ۳۱۵/۳۱۶)

مگر وہ جو خود ظاہر ہے اس کا چھپانا ضروری نہیں اس سے مراد عورت کا چہرہ اور دو ہاتھ ہیں بلاشبہ عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کا کوئی پردہ نہیں نیز عورت نماز میں بھی تو چہرہ اور دو ہاتھ کھلے رکھتی ہے اگر ان کا پردہ ہوتا تو نماز میں بھی ان کے چھپانے کا حکم ہوتا جیسا کہ جسم کے دوسرے حصوں کا چھپانا ضروری ہے، اور جب ان کا پردہ ضروری نہ ہوا تو اجنبی (غیر محرم) کو عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی طرف بری نیت کے بغیر نظر کرنا جائز ہوا۔

یہ ابوبکر جصاص احناف کے مجتہد امام ہیں بڑے مفسر و محدث ہیں فرماتے ہیں کہ عورت کے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے۔ بُری نیت کے بغیر اسکی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ رہا بری نیت کا معاملہ تو یہ ایک باطن کی چیز ہے ہم کسی پر یہ بدگمانی نہیں کریں گے کہ اس نے بری نیت سے نظر کی ہے۔ حکم ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان کرو۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ

فخر الائمہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ

فَجمیع بدنها عورة ولا یجوز له ان ینظر الی شیء منها الا الوجه والکفین لانها تحتاج الی ابراز الوجه فی البیع والشراء والی اخراج الکف للاخذ والاعطاء ونعنی بالکف ظهرها وبطنها الی الکوعین وانه عند المبایعة ینظر الی وجهها متأملا حتی یعرفها عند الحاجة الیها الخ
(تفسیر کبیر ج ۲۳ ص ۲۰۳)

عورت کے تمام بدن کا پردہ ہے غیر محرم مرد کے لئے جائز نہیں کہ اسکے جسم کے کسی حصہ کی طرف دیکھے سوائے چہرے اور دو ہاتھوں کے کیونکہ عورت کو خرید وفروخت میں چہرہ کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور لینے اور دینے میں ہاتھوں کے ظاہر کرنے کی دو کلائیوں تک اور یہ کہ خرید وفروخت کے وقت عورت کے چہرہ کو اچھی طرح غور سے دیکھ سکتا ہے تاکہ اسکی ضرورت کے وقت اسے پہچان سکے۔

مسائل: امام فخر الدین رازی کے اس فرمان سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے:

(۱) ایک یہ کہ عورت کے تمام جسم کا پردہ ضروری ہے سر کے بالوں کا پردہ بھی اسمیں شامل ہے لہٰذا عورت کو اپنے بال غیر محرم سے چھپانا چاہئیں اور گردن بھی حتی کہ ٹخنوں تک مکمل جسم کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ غیر محرم کو اسکے جسم کا کوئی حصہ بے ستر نظر نہیں آنا چاہیئے اور نہ ہی غیر محرم کے لئے اس کے جسم کے کسی بے ستر حصہ کو دیکھنا جائز ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ عورت کا چہرہ، دو ہاتھ اور دو پاؤں مستثنیٰ ہیں عورت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اپنا منہ دو ہاتھ اور دو پاؤں غیر محرم سے چھپائے کیونکہ شریعت میں ان کے لئے پردہ کا حکم نہیں ہے لہٰذا غیر محرم کا ان کو دیکھنا جائز ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ شریعت نے عورت کو منہ اور ہاتھ چھپانے کا اسلئے حکم نہیں دیا کہ عورت کو خرید و فروخت کے وقت اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ لینے دینے والا اسے پہچان لے اور بوقت ضرورت اس پہچان سے فائدہ اٹھائے۔

(۴) جب کوئی عورت کسی دکاندار سے سودا لے تو وہ اسکے چہرہ کو غور سے دیکھ لے تاکہ ضرورت کے وقت اسے پہچان سکے۔

اسکے بعد امام رازی لکھتے ہیں:

"اِلَّا مَا ظَهَرَ منها" الوجه والكفان ولما كان ظهورها الوجه والكفين كالضروري لاجرم اتفقوا على انهما ليسا بعورة۔

(تفسیر امام رازی ج ۲۳ ص ۲۰۶)

یعنی "الا ما ظهر منها" سے مراد عورت کا چہرہ اور دو ہاتھ ہیں اور جب عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کا کھلا اور ظاہر ہونا معاشرہ کی ایک ضرورت کی طرح تھا تو لامحالہ فقہاء کرام نے اس پر اتفاق کیا کہ عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے۔

احکام القرآن میں ہے کہ

"عورت کے چہرہ، دو ہاتھوں اور پاؤں کو شہوت (بری نیت) کے بغیر دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے دیکھنا جائز نہیں ہے اس سلسلے میں حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "لا تتبع النظرة النظرة فان لك الاولى وليس لك الآخرة"۔

"غیر محرم عورت پر بار بار نظر نہ ڈالو بے شک پہلی نظر تم کو معاف ہے اور دوسری نہیں معاف نہیں ہے" اور حضرت جریر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نظر کے بارے میں پوچھا جو اچانک پڑے آپ نے فرمایا تم نظر پھیر لو۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے چہرہ وغیرہ کا فرق نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ آپ کی مراد شہوت کی نظر ہے۔ عورت کے چہرہ کو شہوت سے دیکھنے کی ممانعت کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے "العینان تزنیان والیدان تزنیان والرجلان تزنیان ویصدق ذلک کله الفرج او یکذب" کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ اس سب کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔"

(احکام القرآن ج ۳ ص ۳۱۶)

یعنی جب کوئی شہوت سے دیکھتا ہے تو آنکھوں کا زنا لکھا جاتا ہے اور جب کوئی شہوت کے ساتھ پکڑتا ہے تو ہاتھوں کا زنا لکھا جاتا ہے اور جب کوئی شہوت کے ساتھ قدموں سے چلتا ہے تو قدموں کا زنا لکھا جاتا ہے پھر زنا کی تصدیق یا تکذیب شرمگاہ سے ہوتی ہے کیونکہ شرمگاہ کی حرکت یا جوش سے شہوت کا پتہ چلتا ہے یعنی دیکھنے یا پکڑنے یا چلنے سے شرمگاہ میں حرکت یا جوش و میلان محسوس ہو تو وہ نظر یا پکڑنا یا چلنا شہوت کا ہے اس صورت میں زنا لکھا جائیگا اور اگر ایسا محسوس نہ ہو تو وہ زنا میں شمار نہ ہوگا اسلئے اس پر گناہ بھی نہ ہوگا اس سے واضح ہو گیا نظر وہ حرام ہے جو شہوت سے ہو اور شہوت سے نہ ہو تو حرام نہیں ہے یہ مسئلہ صرف نظر سے متعلق ہے بلا ضرورت ہاتھ نہ لگائے۔"

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ ہیں کہ:

والسبب فی تجویز النظر الیها ان • اور شریعت نے عورت کے چہرہ کا پردہ

تسترها فيه حرج عظيم لان المرءة لا بد لها من مناولة الاشياء بيديها والحاجة الى كشف وجهها فى الشهادة والمحاكمة والنكاح۔

(تفسیر کبیر ج ۲۳ ص ۲۰۶)

اسلئے نہیں رکھا کہ اس کے پردہ میں عورت کے لئے تکلیف ہے کیونکہ عورت کو اپنے ہاتھوں سے لینا دینا پڑتا ہے اور گواہی و مقدمہ اور نکاح میں چہرہ ظاہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے لہٰذا شریعت نے چہرہ اور دو ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے۔

امام بغوی علیہ الرحمۃ

امام محدث، مفسر فقیہ محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود فراء البغوی متوفی ۵۱۶ھ شرح السنۃ میں لکھتے ہیں:

لا يجوز له ان ينظر الى شئ منها الا الوجه واليدين الى الكوعين وعليه غض البصر عن النظر الى وجهها ويديها عند خوف الفتنة۔

(شرح السنۃ ج ۹ ص ۲۳)

غیر محرم عورت کے چہرے اور کلائیوں تک دو ہاتھوں کے سوا اس کے جسم کے کسی حصہ کو بے پردہ نہ دیکھے اور دل میں برے خیال کے پیدا ہونے کا خوف ہو تو اسکے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی بجائے نظر کو کچھ نیچا رکھے۔

الحمد للہ اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ عورت کے چہرے اور دو ہاتھوں کا پردہ ضروری نہیں ہے غیر محرم اسکی طرف دیکھ سکتا ہے جب کہ دل میں برائی کے پیدا ہونے کا اسے اندیشہ نہ ہو۔

دورِ جاہلیت کی بے پردگی

تفسیر روح المعانی میں اللہ تعالیٰ کے فرمان:

ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبہن " کہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالیں" کی تفسیر کرتے ہوئے جاہلیت کے دور کی بے پردگی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"المراد من الآیۃ کما روی ابن ابی حاتم عن جبیر امرھن بستر نحورھن وصدورھن بخمرھن لئلا یری منھا شیٔ وکان النساء یغطین رؤسھن بالخمر ویسدلنھا کعادۃ الجاھلیۃ من وراءھن فیبدو نحورھن وبعض صدورھن۔	اس آیت سے مراد جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے جبیر سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی گردنوں اور سینوں کو اپنی اوڑھنیوں کے ساتھ چھپائیں تاکہ اس میں سے کوئی چیز نظر نہ آئے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح عورتیں اپنی اوڑھنیوں سے سروں کو چھپائیں اور انہیں اپنے پیچھے کی طرف پشت پر چھوڑ دیتیں پس ان کی گردنیں اور کچھ سینے ظاہر و کھلے رہتے۔
(تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۲۸)	

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان خواتین زمانۂ جاہلیت کے طریقوں پر دوپٹے اوڑھنے سے منع کر دیا کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں سروں پر دوپٹے ڈال کر انہیں اپنے پیچھے پیٹھ پر لٹکا چھوڑتیں اور ان کے گلے اور کچھ سینے کھلے رہتے اللہ تعالیٰ نے مسلمان خواتین کو حکم دیا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں پیچھے پیٹھ پر لٹکا چھوڑنے کی بجائے اپنے گلے اور سینے پر ڈال لیا کریں تاکہ گلے اور سینے چھپے رہیں پس پردہ کی ضرورت یہاں تک ہے۔ چہرہ اور دو ہاتھوں کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

تفسیر خازن میں ہے:

والاجنبیۃ یجوز النظر الیٰ وجھھا وکفیھا للحاجۃ الیھا۔	کہ اجنبی (غیر محرم) عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضرورت رہتی ہے۔
(ج ۶ ص ۶۸)	

مطلب یہ کہ عورت چونکہ ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصہ ہے اور معاشرتی ضروریات و معاملات میں اس کا دخل و عمل رہتا ہے اسلئے اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ بری نیت نہ ہو ورنہ جائز نہیں بلکہ بری نیت سے تو بے ریش لڑکے کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔

تفسیر امام بغوی میں ہے کہ

الزینۃ الخفیۃ التی لم یبح لھن کشفھا فی الصلوٰۃ ولا للاجانب وھو ما عدا الوجہ والکف۔

عورت کو وہ مخفی زینت جس کا ظاہر کرنا ان کے لئے جائز نہیں نہ نماز میں اور نہ ہی غیر محرم مردوں کے سامنے وہ چہرہ اور ہاتھ کے سوا باقی جسم ہے۔

(جلد ۶ ص ۶۹)

یعنی قرآن نے خواتین کو جس خفیہ زینت کو پردہ میں رکھنے کا حکم دیا ہے کہ اسے نماز میں بھی ظاہر نہ کریں اور غیر محرم مردوں کے آگے بھی ظاہر نہ کریں وہ چہرے اور دو ہاتھوں کو چھوڑ کر باقی جسم ہے جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے اور غیر محرموں کے بھی آگے بھی چھپانا فرض ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

والمستثنیٰ ھو الوجہ والکفان عند ابی حنیفۃ ومالک و احمد والشافعی۔

کہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک و امام احمد و امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔

(ج ۶ ص ۴۹۳، ۴۹۲)

چاروں اماموں کا مسلک

تفسیر مظہری کے اس حوالہ سے ثابت ہوگیا کہ چاروں

اماموں کا یہی مذہب ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ واجب الستر (ان کا پردہ ضروری) نہیں ہیں۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ

وان امن منہا فالممنوع النظر الی ما سوی الوجہ والکف۔ (خزائن العرفان ص۵۱۱)

اگر کسی مرد کو شہوت (بری نیت ہونے) کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے لئے غیر محرم عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے سوا باقی جسم کو (ستر کے بغیر) دیکھنا منع ہے۔

مطلب یہی ہے کہ غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو بُری نیت سے دیکھنا ممنوع ہے اور جسے غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کے دیکھنے سے شہوت (بُری نیت) پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اس کے لئے دیکھنا جائز ہے۔ یہاں تک تو فقہی مسئلہ بیان ہوا اس کے بعد ان کی اپنی رائے یہ ہے کہ اس فساد کے زمانہ میں کسی سے بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو دیکھے اور اس پر شہوت (بُری نیت) کا غلبہ نہ ہو، لہٰذا اسکی بالکل ممانعت ہے۔ مگر ادب و احترام اور نیازمندی کے ساتھ ہمیں صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے اس خیال سے اتفاق نہیں ہے کہ ہر شخص کے بارے میں ایسا گمان کیا جائے اسی طرح جو بعض علماء نے اسی گمان سے غیر محرم عورت کے دیکھنے کو ناجائز قرار دیا ہے اس سے بھی ہمیں اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ رائے مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی پر مبنی ہے اور بدگمانی بجائے خود حرام ہے۔

حدیثِ اعمیٰ کا جواب

اس سلسلے میں نابینا صحابی والی حدیث کا بھی سہارا لیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کنز الایمان کے حاشیہ پر واقع اپنے حاشیہ نور العرفان میں سورۂ نور کی آیت ۳۱ کی

تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم رضی اللہ عنہن نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں تو فرمایا کہ "افعمیاوان انتما" کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو۔"

(تفسیر نور العرفان مفتی احمد یار خاں ص۵۶۳)

تفسیر نور العرفان میں واقع فروگذاشت

چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق بات کرنے لگا ہوں کہ فارسی کے ایک مشہور مقولہ ہے کہ "خطائے بزرگاں گرفتن خطا است" کہ بزرگوں کی غلطیاں پکڑنا غلط ہے" کے مطابق ہمیں اپنے بزرگوں کی غلطیوں کی نشاندہی نہیں کرنا چاہیئے مگر میں اس مقولہ کو بجائے خود خطا قرار دیتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ ہمارا فریضہ شریعت کا تحفظ ہے۔ دین جیسے ائمہ دین متین سے ہم تک پہنچا ہے اسے آنیوالی نسلوں کو بغیر کسی ردوبدل کے ویسے پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہمارے کسی بزرگ سے کوئی خطا ہو گئی ہو تو اس پر پردہ ڈالنا تبلیغ دین میں کوتاہی کرنے کے زمرے میں آتا ہے ہمیں شخصیت پرستی سے دور بھاگنا چاہیئے، ہمیں دین کو آنیوالی نسلوں تک کما حقہٗ پہنچانے میں کسی ہستی کی خواہ وہ کتنا ہی بڑی ہو، خواہ کتنا ہی بزرگ ہو، خواہ کتنا ہی شہرت و عظمت رکھتا ہو، کوئی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ اسلئے اگر کسی بڑی سے بڑی ہستی سے بھی کوئی خطا ہو جائے تو ہمیں اس خطا کی نشاندہی کر کے آنیوالی نسلوں کو اس خطا سے بچانا چاہیئے۔ معصوم صرف اور صرف انبیاء مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات مقدسہ ہیں اور کوئی نہیں، کاش اگر سب علماء میں ایسا جذبہ ہوتا تو آج اسقدر فرقے نہ ہوتے

اور امت میں یہ افتراق و انتشار نہ ہوتا۔ اس تمہید کے بعد آمدم برسر مطلب راقم نے حضرت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ کی تفسیر نور العرفان کا جو اوپر حوالہ دیا ہے اسے دوبارہ پڑھئے اور غور فرمایئے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

اس حوالہ میں متعدد سہو ہوئے ہیں۔

جیسے شرح مشکوٰۃ میں بھی ان سے یہ سہو ہوا کہ عورت کی دیت سو اونٹ لکھ دی اور جنین کی دیت پانچ درہم۔ جیسے جناب ڈاکٹر طاہر القادری عورت کی دیت کے بارے میں اپنے خلافِ اجماع موقف میں دلیل بنا کر خالی الذہن لوگوں کو گمراہ کرتے پھر رہے ہیں۔ جبکہ عورت کی دیت پچاس اونٹ اور جنین کی دیت پانچ سو درہم ہے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے اس بالا مذکورہ حوالہ میں ایک تو یہ سہو ہوا۔ کہ انہوں نے لکھا کہ مرد، اجنبی عورت کو نہ دیکھے، یعنی اجنبی مرد کا عورت کو دیکھنا منع ہے جبکہ مطلقاً منع نہیں بلکہ شہوت کی نظر سے دیکھنا منع ہے جیسا کہ ہم پہلے دلائل دے چکے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے۔

مفتی صاحبؒ سے دوسرا سہو یہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا "عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے" حالانکہ یہاں بھی مطلقاً ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ یہاں بھی وہی شرط ہے۔ کہ غلط نظر سے نہ دیکھے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے تیسرا سہو یہ ہوا کہ انہوں نے لکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نابینا مرد کو گھر میں نہ آنے دیا" یہ بھی درست نہیں ہے۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ وہ اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئے۔ جیسا کہ ہم عنقریب حدیث کا متن پیش کریں گے۔ مفتی صاحب سے چوتھا سہو یہ ہوا کہ انہوں نے لکھ دیا کہ حضرت عائشہ وغیرہم (وغیرہم شاید کتابت کی غلطی ہے ورنہ وغیرھا ہونا چاہیئے) نے عرض کی" حالانکہ وہاں حضرت عائشہ تھیں ہی نہیں۔ بلکہ وہاں حضرت اُم سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ مفتی صاحب سے پانچواں سہو یہ ہوا کہ اس واقعہ سے

جو نتیجہ نکالا وہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ وہ مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ بلکہ باقی ائمہ ثلاثہ کے بھی خلاف ہے، اسکی مزید تحقیق و تفصیل انشاء اللہ آگے آ رہی ہے۔

حدیثِ اعمیٰ

حدیثِ اعمیٰ (نابینا والی حدیث) کو کئی ایک محدثین نے روایت کیا ہے امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام نبہان سے روایت کیا کہ

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ اس دوران حضرت ابن اُمّ مکتوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ اسکے بعد کی بات کہ ہمیں پردہ کا حکم ہو چکا تھا تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا وہ نابینا (اندھا) نہیں، نہ تو وہ ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی ہمیں پہچان سکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أفعمياوان انتما، الستما تبصرانه؟ کہ کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم اسے نہیں دیکھ سکتی ہو؟"

(صحیح ترمذی ج ۲ ص۱۰۱)

صحیح ترمذی کے حاشیہ پر امام المحدثین فی الہند ایمان والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک شاہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کی لمعات شریف کی عبارت ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

(ترجمہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حبشہ کے کھیل کو دیکھنا دیکھنے کے جواز کی دلیل بنتا ہے تو بعض محققین نے نابینا والی حدیث کو تقویٰ پر محمول

کیا ہے اور حضرت عائشہ کے عمل کو جواز پر (یعنی اگرچہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا جائز ہے تاہم نہ دیکھنا بہتر ہے) اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بالغ نہ تھیں اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ عورت اجنبی مرد کو ناف کے اوپر سے لیکر گھٹنا کے نیچے تک دیکھ سکتی ہے اور عورتوں کے اجنبی مردوں کو دیکھنے کے جواز کی دلیل عورتوں کا نمازوں کے لئے مسجدوں میں آنا ہے اور اس طرح ان کی نظر کا مردوں پر پڑنا ایک مسلّم بات ہے تو اگر عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا جائز نہ ہوتا تو انہیں مسجدوں اور عیدگاہوں میں نمازوں کے لئے آنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ اور یہ دیکھنا اس صورت میں جائز ہے کہ شہوت (بُری نیت) سے نہ ہو۔"

(حاشیہ لمعات علی الترمذی ج ۲ ص۱۰۱)

یہ حدیث مسند امام احمد کی جلد ۶ ص۲۹۶ پر بھی موجود مگر اسمیں "اَلستما" کی بجائے "لستما" ہمزۂ استفہام کے بغیر ہے۔ نیز اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی سنن کبریٰ میں روایت کیا اسمیں ہے کہ حضرت ابن مکتوم آگئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے ہم سے فرمایا کہ اس سے پردہ کرو تو ہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! وہ تو نابینا ہے وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی پہچان سکتا ہے فرمایا کیا تم تو اندھی نہیں ہو کیا تم اسے نہیں دیکھتیں (بیہقی ج ۷ ص۹۱/۹۲)

شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ

امانۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم فی الہند

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مختار جواز نظر زن ایست بمرد فوق سرہ و تحت رکبہ واستدلال	پسندیدہ بات یہ ہے کہ عورت کا مرد کو ناف کے اوپر سے اور گھٹنوں کے نیچے

کردہ شدہ است براں بحضور زناں نماز را ولابد نظر ایشاں بر مرداں مے افتادہ باشد وایں ہمہ بر تقدیریکہ نظر بشہوت نباشد۔"
(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص۱۱)

دیکھنا جائز ہے اس مسئلہ کی دلیل یہ ہے کہ عورتیں نماز میں حاضر ہوتی تھیں اور یقیناً ان کی نظر مردوں پہ پڑتی ہوگی اور اسمیں شرط ہے کہ یہ دیکھنا بری نیت سے نہ ہو۔

اور حضرت مولانا علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ

والاصح انہ یجوز نظر المرءۃ الی الرجل فیما فوق السرۃ وتحت الرکبۃ بلا شھوۃ وھذا الحدیث محمول علی الورع والتقوی قال السیوطی رحمہ اللہ کان النظر الی الحبشۃ عام قدومھم سنۃ سبع ولعائشۃ رضی اللہ عنھا یومئذ ست عشرۃ سنۃ وذلک بعد الحجاب یستدل بہ علی جواز نظر المرءۃ الرجل وبدلیل انھن کن یحضرن الصلوٰۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد ولا بد ان یقع نظرھن الی الرجال

اور صحیح تر یہ ہے کہ عورت کا مرد کو دیکھنا ناف کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے شہوت (بری خواہش) کے بغیر جائز ہے اور یہ (نابینا والی) حدیث تقویٰ پر محمول ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ کا حبشہ (حبشی لوگوں) کی طرف دیکھنا سن سات ہجری کی بات ہے جب وہ آئے اور حضرت عائشہ کی عمر اسوقت ۱۶ سال تھی اور یہ واقعہ پردہ کے حکم کے بعد کا ہے اور اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ عورت کا غیر محرم مرد کو دیکھنا جائز ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں نماز کے لئے آتی تھیں اور یقیناً ان کی نظر مردوں پر پڑتی ہوگی اگر عورتوں کا مردوں کو

فلولم یجز لم یؤمرن بحضور المسجد والمصلی۔ — دیکھنا جائز نہ ہوتا تو انہیں مسجد اور عید گاہ میں حاضر ہونے کا حکم نہ دیا جاتا۔

(مرقاۃ ج ۳ ص ۲۱۲)

ان بزرگوں کی تحقیق سے بھی درج ذیل مسائل واضح ہو گئے۔

(۱) ایک یہ کہ عورت کے لئے اجنبی مرد کے جسم کو ستر کے بغیر ناف کے اوپر اور گھٹنا سے نیچے کی طرف بلا شہوت دیکھنا جائز ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ام المومنین حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس نابینا سے پردہ کرنے کا حکم دیا وہ اہلبیت کے لئے ورع وتقویٰ کی خصوصی تعلیم تھی جو ان کے ساتھ خاص تھی

(۳) تیسرا یہ کہ ان کے لئے بھی اگرچہ یہ خصوصی تقویٰ کی تعلیم تھی تاہم ان کے لئے اجنبی مرد ول کو دیکھنا جائز تھا چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے حبشی لوگوں کا کھیل دیکھا تھا جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف اس وقت سولہ سال تھی

(۴) چوتھا یہ کہ عورتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد اور عید گاہ میں نماز باجماعت کے لئے آنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے کیونکہ آتے جاتے ان پر نظر کا پڑنا مسلم بات ہے۔

نیز یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حبشیوں کے کھیل کو پردے کے پیچھے سے دیکھنے کی یہ توجیہ کی جائے کہ ان کی غرض کھیل دیکھنا تھی، کھیل پیش کرنیوالوں کو نہیں، اس صورت میں اجنبی مردوں کو نہ دیکھنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خصوصیت قرار دیا جاسکتا ہے اور نابینا والی حدیث کو اسی خصوصیت پر محمول کیا جاسکتا ہے چنانچہ ابوداؤد علیہ الرحمۃ (نابینا) اندھے والی حدیث کو روایت کرنے

کے بعد لکھتے ہیں:

"هذا لأزواج النبي صلى الله عليه وسلم خاصة"

(سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۶۴)

(طبع دار الفکر بیروت)

کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نابینا شخص سے بھی پردہ کا حکم دینا آپ کی ازواج مطہرات کی خصوصیت کی بنا پر ہے۔

اُمت کی دُوسری خواتین کے لئے اجنبی مرد کو دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ امام ابوداؤد اس سلسلے میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ تم ابن ام مکتوم کے ہاں جاکر عدت گذار وکیونکہ وہ نابینا ہیں تم اسکے پاس ہوتے ہوئے کپڑے بدل سکتی ہو۔ (سنن ابو داؤد ج ۴ ص ۶۴)

تو اگر کسی عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہ ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت قیس کو حضرت ابن مکتوم کے ہاں جاکر عدت گذارنے کا حکم نہ دیتے کیونکہ وہ ان کے لئے اجنبی وغیر محرم تھے۔

غرضیکہ اجنبی مرد و عورت شہوت کے بغیر ایکدوسرے کو دیکھ سکتے ہیں، غض بصر نظریں کچھ نیچی رکھنے کا یہی مفہوم ہے کہ شہوت و خواہش نفسانی (بری نیت) سے ایکدوسرے کو نہ دیکھیں، البتہ معالج و قاضی و گواہ و نکاح کی خواہش رکھنے والا عورت کو دیکھ سکتے ہیں، اگرچہ شہوت کے پیدا ہونے کا قوی امکان بھی ہو۔

عورت کی آواز کا مسئلہ

جہاں تک عورت کی آواز کا تعلق ہے تو عادت و معمول کی حد تک اس کا سننا جائز ہے۔ اگر اسے ناجائز قرار دیا جائے تو صحابہ کرام سے جو ازواج مطہرات باتیں کرتی تھیں ان کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانگی حالات بتاتی تھیں ان کے اس عمل کو بھی معاذ اللہ ناجائز کہا جائے گا جس کا مرتکب صحابہ و ازواج مطہرات دونوں کو ٹھیرایا جائے گا اور یہ درست نہیں ہے لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ عورت کی معمولی آواز ہرگز واجب الستر نہیں اس کا سننا، سنانا جائز ہے خواہ سامنے ہو یا فون پر ہو۔ البتہ عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنی آواز کو بلا ضرورت معمول سے زیادہ اونچا نہ کرے جب کہ اسکی آواز پر کشش ہو کہ وہ فتنہ کا سبب ہو سکتی ہے چنانچہ امام جصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ

ان المرءة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمعها الاجانب اذ كان صوتها اقرب الى الفتنة - لذا كره اصحابنا اذان النساء لانه يحتاج الى رفع الصوت والمرءة

عورت کو اجازت نہیں کہ وہ آواز اونچا کرے کہ اسے غیر محرم سنیں جبکہ اسکی آواز پرکشش ہونے کی وجہ سے فتنہ کا باعث ہو سکتی ہو اسلئے ہمارے فقہا نے عورت کی اذان کو مکروہ قرار دیا کیونکہ اس کیلئے اسے اپنی آواز کو غیر معمولی بلند کرنا ہوگا اور عورت کو منع ہے کہ وہ بلا ضرورت

منھیۃ عن ذٰلک۔ اپنی آواز کو غیر معمولی بلند کرے۔

(احکام القرآن ج ۳ صفحہ ۳۱۹)

یہی بات امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں فرماتی ہیں (ملاحظہ ہو ج ۲۳ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰)

امام جصاص اور امام فخر الدین رازی کے مندرجہ بالا حوالوں سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ عورت اپنی معمولی آواز سے غیر محرم سے بات کر سکتی ہے خواہ سامنے ہو یا فون پر کہ اس حد تک اسکی آواز واجب الستر نہیں ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ کسی عورت کی آواز اگر سُریلی اور پرکشش ہو تو اسے بلا ضرورت اپنی آواز اس قدر اونچا نہیں کرنا چاہیئے کہ اسے غیر محرم سنیں کہ وہ فتنہ کا باعث ہو سکتی ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ اگر ضرورت ہو تو وہ آواز اونچی کر سکتی ہے۔ مثلاً کسی ایسے شخص سے بات کرنا جو کچھ فاصلہ پہ ہے اور عورت وہاں تک نہیں جا سکتی۔ مثلاً وعظ کی محفل ہے یا جمعہ کا موقع ہے ایک عالم دین وعظ کر رہا ہے یا جمعہ کے خطبہ میں احکام بیان کر رہا ہے اور مردوں کی صفوں کے پیچھے عورتوں کی صفیں ہیں کسی عورت کو کسی مسئلہ کی دریافت یا اصلاح کرنے کی فوری ضرورت پڑگئی ہے تو وہاں سے بآواز بلند عالم دین سے اپنی بات کہہ سکتی ہے جیساکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اس دوران آپ نے مردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ عورتوں کے لئے بھاری مہر مقرر نہ کیا کرو۔ خواتین میں سے ایک خاتون جو خواتین کی صفوں میں پیچھے تھی۔ فاروق اعظم تک اپنی آواز پہنچاتے ہوئے کہا کہ اے عمر آپ کو منع کرنے کا حق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: "وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا مِّنْ ذَهَبٍ"

(النساء: ۲۰) کہ تم نے عورتوں کو حق مہر میں سونے کا ڈھیر بھی دیا ہو تو طلاق

کے وقت ان سے واپس نہ لو" تو حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک عورت نے عمر سے مقابلہ کیا تو جیت گئی۔"

(تفسیر مظہری سورۃ نساء، ص۵۱)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَفِي صَوتِها وجهان اصحهما انه ليس بعورة لان نساء النبي صلى الله عليه وسلم كن يروين الاخبار للرجال۔

(ج ۲۳ ص۲۰۶)

عورت کی آواز کے بارے میں دو قول ہیں ان میں سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اسکی آواز کا پردہ نہیں کیونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز ازواجِ مطہرات مردوں کو حدیثیں سناتی تھیں (تاکہ وہ انہیں دوسروں تک پہنچائیں)

⁂

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات غیر محرم مردوں سے باتیں کرتیں، انہیں مسائل بتاتیں اور ان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سناتی تھیں اور امت کے لوگ ان کی آواز سنتے تھے تو امت کی عورتوں کا مقام ان سے بڑھکر نہیں ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی آواز کو تو پردہ نہ ہو مگر ان کی امت کی عورتوں کی آواز کو پردہ ہو۔

اور امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فانه في الصحيح انهم كانوا يسألون عائشة عن الاحكام والاحاديث ۔ شافهة

(تلخیص الحبیر ج ۳ ص۱۴۰)

کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ صحابہ و تابعین کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آتے اور آپ سے شریعت کے احکام اور حدیثیں پوچھتے تھے۔

اور تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

ان صوتھن لیس بعورۃ فلا یحرم سماعہ۔

(ج ۸ ا صـ۱۳۲)

کہ عورتوں کی آواز کا پردہ نہیں لہٰذا ان کی آواز سننا حرام نہیں۔

الحمدللہ قرآن وسنت سے ثابت ہوا کہ عورتوں کی آواز کا پردہ نہیں لہٰذا اس کا سننا بلاشبہ جائز ہوا خواہ سامنے ہو یا فون پر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا پردہ

جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا پردہ سخت تھا چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

قال القاضی عیاض فرض الحجاب مما اختص بہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھو فرض علیھن بلا خلاف فی الوجہ والکفین فلا یجوز لھن کشف ذلک لشھادۃ ولا لغیرھا ولا یجوز لھن اظھار شخوصھن وان کن مستترات الا ما دعت الیہ الضرورۃ من الخروج للبراز قال اللہ تعالی فاذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب وقد کن اذا جلسن للناس جلسن

امام قاضی عیاض نے فرمایا چہرے اور ہاتھوں کے پردہ کی فرضیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خصوصیات میں سے ہے تو بلا کسی اختلاف کے ان چہرہ کو گواہی وغیرہ کے لئے ظاہر کریں اور ان کے لئے یہ بھی جائز نہ تھا کہ وہ لباس پہنے ہوئے بھی کسی غیر محرم کے سامنے آئیں سوائے اسکے کہ انہیں حاجت بشری کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم ان سے کوئی ضرورت کی چیز مانگو تو پس پردہ مانگو اور وہ لوگوں کو کچھ ارشاد فرمانے کے لئے تشریف رکھتیں تو پس پردہ تشریف فرما ہوتیں اور

من وراء الحجاب واذا خرجن ستترن اشخاصهن کما جاء فی حدیث حفصۃ یوم وفات عمر ولما توفیت زینب جعلو لها قبۃ فوق نعشها تستر شخصها۔
(شرح مسلم ج ۲ ص۲۱۵)

جب وہ باہر نکلیں تو اپنے ملبوس جسم کو چادر میں لپیٹ کر نکلیں جیسا کہ حضرت حفصہ کی حدیث میں ہے جس روز حضرت عمرؓ کا وصال ہوا اور جب ام المومنین زینبؓ کا انتقال ہوا تو انکی چارپائی کے اوپر کپڑے کا قبہ بنایا گیا جس نے ان کے کفن میں لپٹے جسم کو اوپر سے چھپا رکھا تھا۔

امام نواوی نے جو امام قاضی عیاض کا یہ فرمان نقل کیا ہے اس سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ امت کی عورتوں پر فرض نہیں۔

(۲) دوم یہ کہ چہرے اور ہاتھوں کے پردہ کی فرضیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) سوم یہ کہ ازواج مطہرات کے لئے کسی طرح بھی جائز نہ تھا کہ غیر محرم کے آگے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر کریں۔

(۴) چہارم یہ کہ ان کو یہ بھی حکم تھا کہ اپنے جسم ملبوس کو بھی غیر محرم سے چھپائیں۔

(۵) پنجم یہ کہ وہ حاجت بشری کے لئے یا ایسی کسی ضرورت کے لئے باہر تشریف لے جائیں تو جسم ملبوس کو بھی بڑی چادر سے اس طرح چھپا کر تشریف لے جائیں کہ ان کے جسم اقدس کا کوئی حصہ نظر نہ آتا سوائے اسکے کہ راستہ دیکھنے کے لئے ایک آنکھ کو ظاہر فرمائیں تاکہ ان کیلئے چلنا ممکن ہو جیسا کہ بعض احادیث میں بھی آتا ہے۔

(۶) ششم یہ کہ امت کے مردوں کو ان سے پس پردہ بات کرنے کی اجازت تھی اور

وہ امت کے مردوں سے باتیں کرتیں یعنی ان کو مسائل بتاتیں، احکام سناتیں، تعلیم دیتی اور حدیثیں روایت کرتیں تھیں۔

(۷) ہفتم یہ کہ مسلمان عورتیں غیر محرم مردوں کو تعلیم بھی دے سکتی ہیں۔

(۸) ہشتم یہ کہ اسی طرح غیر محرم مردوں سے تعلیم لے بھی سکتیں ہیں، فرق یہ ہے ازواجِ مطہرات کو غیر محرم مردوں کو تعلیم دیتے وقت اپنے آپ کو پس پردہ رکھنا فرض تھا جبکہ امت کی عورتوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اُن کے لئے ضروری یہ ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا باقی سارے جسم کو ڈھانپ لیا کریں کہ چہرے ہاتھوں اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہ سمجھ لیا جائے کہ اگر چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا ان کے لئے فرض نہیں تو وہ چہرے کو ضرور کھلا ہی رکھیں بلکہ دو آنکھوں کے سوا کہ انہیں ان سے راستہ دیکھنا ہے چہرہ کو غیر محرم سے چھپانا افضل ضرور ہے اور خصوصاً علمائے دین کے گھرانوں کے لئے کہ انہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کا وارث ٹھیرایا تو ان کی اس علمی و دینی امانت و قیادت کے لئے یہی زیادہ مناسب ہے واجب پھر بھی نہیں ہے ہاں زیادہ مناسب ہے، کہ ان کی دینی و علمی عظمت انہیں عامۃ الناس سے ممتاز کرتی ہے۔ بہر صُورت مسئلہ تو ازواج مطہرات کے ماسوا خواتین کے لئے پردہ کی شرعی نوعیت سے متعلق ہے کہ ان کے لئے پردہ کے وُجوب فرضیت کی نوعیت یہی ہے کہ ان کے لئے چہرہ و ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے۔ اولی وافضل و انسب ہونا اپنی جگہ مُسلّم مگر یہ بات زیر بحث نہیں ہے کیونکہ اسکے ترک پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

ایک بابرکت خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا اچھا

خواب نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے (بخاری شریف)
دوسری حدیث میں ہے کہ نبوت کے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔

(مسند امام احمد)

تیسری حدیث میں ہے کہ نبوت کے پچیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (جامع صغیر)

اپنا ایک خواب عرض کرتا ہوں کہ جب راقم نے اپنے شیخ واستاذ مکرم امام اہلسنت محدث اُمت امام احمد سعید الکاظمی رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں جناب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے خلاف اپنی کتاب "پروفیسر طاہر القادری کا علمی وتحقیقی جائزہ" کو مکمل کر لیا جس میں ان کی اعتقادی اور علمی خرابیوں کا مدلل ومفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے تو اسکے چھپوانے کے معاملہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ جناب ڈاکٹر صاحب اس وقت اتفاق مسجد کے خطیب تھے اور میاں نواز شریف کے پیشوا ومقتدیٰ تھے یہاں تک کہ نواز شریف وزیر اعلےٰ ہونے کے باوجود اسکی گاڑی کا دروازہ عقیدت سے خود کھولتے تھے، یوں ڈاکٹر طاہر القادری کا ستارہ دنیاوی لحاظ سے بلندیوں کو چھو رہا تھا، کچھ دوستوں نے مجھے ڈرایا کہ اگر آپ نے یہ کتاب چھاپ دی تو ڈاکٹر طاہر القادری وزیر اعلیٰ صاحب کو کہہ کر آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کتاب کو فی الحال نہ چھپوائیں، رات کو یہی سوچتے سوچتے کہ کتاب کو چھپواؤں یا تاخیر کروں سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک کمرہ ہے جس میں بہت ہی پیاری روشنی ہے درمیان میں ایک سفید پردہ لٹک رہا ہے میں اِدھر ہوں اور اُدھر پردہ کی دوسری طرف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما ہیں، بیچ میں پردہ حائل ہونے کی وجہ سے ان کی شکل وصورت مبارکہ نظر نہیں آتی تھی۔ مگر اس قدر یقین تھا کہ آپ اُم المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اتنے میں حضرت بی بی پاک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ "مفتی صاحب فکر نہ کریں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش ہیں۔" یہی الفاظ راقم نے سُنے تو خواب سے بیدار ہو گیا۔

اور اب حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوشنودی کے ساتھ اس کتاب کے چھپوانے کی اجازت کی طرف اشارہ بھی سمجھ آیا۔ خواب بیان کرنے کا مقصد صرف اسقدر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی راقم ناچیز کو آواز سُنائی گئی تو پردہ کے پیچھے سنائی گئی گویا ان کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جیسے ظاہری زندگی میں کسی غیر محرم اُمتی کو ان کی صُورت مبارک دیکھنے کی اجازت نہ تھی بلکہ پس پردہ بات کرنے کی اجازت تھی ان کے وصال کے بعد بھی اللہ تعالےٰ ان کی عظمت کا ویسے ہی تحفظ فرمارہا ہے جیسے ان کی زندگی میں فرماتا تھا کہ کسی امتی کو ان کی بے پردہ زیارت نہیں کراتا۔ البتہ دل میں یہ خیال آیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے اس ناچیز کو اپنی طرف سے رضامندی کی خوشخبری کیوں پہنچائی، تو اُس کا جواب دِل میں القاء کیا گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ محترمہ ہیں۔ اور راقم نے طاہر القادری صاحب کی اعتقادی و علمی خرابیوں کا جو مدلل و مفصل جائزہ پیش کیا ہے وہ طاہر القادری کے خلاف لکھی گئی دوسرے حضرات کی تصنیفات کے مقابلہ میں بارگاہِ رسالت میں زیادہ ہی پسندیدہ واقع ہوئی ہے اس لئے سرکار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے راقم تک اپنی خوشنودی ایسی ہستی کے ذریعے پہنچائی جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھی۔

اس پر یہ سوال بھی ذہن میں آیا کہ مردوں میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے تو یہ خوشخبری ان کے ذریعے کیوں نہ پہنچائی گئی، تو فوراً اس کا جواب دِل میں القاء ہوا کہ اُم المومنین کے ذریعے اس خوشخبری کے پہنچانے کا ضمنی طور پر ایک یہ فائدہ پہنچانا بھی مقصود تھا کہ ازواج مطہرات کی شان جو ان کی دنیاوی زندگی میں تھی ان کی برزخی زندگی میں بھی وہی شان قائم و دائم رہے کہ کسی غیر محرم اُمتی کو بلا حجاب ان کی زیارت نہیں ہو سکتی۔ اگر حضرت

ابوبکر صدیق کے ذریعے خوشخبری پہنچائی جاتی تو انہیں یہ علمی فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

الغرض عورت کی آواز کا کوئی پردہ نہیں جب ازواجِ مطہرات کی آواز کا پردہ نہیں تھا تو عام مسلمان خواتین کی آواز کا پردہ کیسے ہوگیا۔ بہت سی خواتین نے ائمہ دین سے علم دین سیکھا اور بہت سے ائمہ دین نے خواتین سے علم دین سیکھا۔ اگر عورتوں کی آواز کا اسلام میں پردہ ہوتا اور اس کا سننا سنانا ممنوع ہوتا تو نہ تو ازواجِ مطہرات کسی غیر محرم کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بتاتیں اور نہ اُن سے کبھی صحابہ کوئی سوال پوچھتے بلکہ اللہ تعالےٰ نے جو قرآن میں اجازت دی اور فرمایا کہ مسلمانو! تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے پس پردہ سوال کیا کرو۔ یہ اجازت ہرگز نہ دیتا اور فرماتا کہ ان سے سوال بھی نہ کیا کرو مگر سوال کرنے کی اجازت دے کر واضح کر دیا کہ خواتین کی آواز کو پردہ نہیں وہ سائل کے سوال کا جواب دے سکتی ہیں۔ محدثین کرام کا خواتین کو پڑھانا اور محدث خواتین کا مردوں کو پڑھانا بھی اس بات کی بڑی دلیل اور زبردست حجت ہے کہ عورتوں کی آواز غیر محرم سن سکتے ہیں چنانچہ

(۱) حضرت بی بی آسیہ بنت احمد بن عبد الدائم نے امام ابوالفخر اسعد بن سعد، امام زاہر ثقفی، امام ابن سکینہ اور امام عمر بن طبرزد سے علم حدیث پڑھا۔ اور انہوں نے بی بی صاحبہ کو آگے دوسروں کو حدیث پڑھانے کی اجازت دی۔

(اعلام النساء ج ۱ ص۵)

(۲) حضرت بی بی آسیہ جو امام حافظ مقدسی کی بہن تھیں۔ امام ابن سنابل سے حدیث پڑھی اور آگے حدیث پڑھانے کی اجازت بھی ان سے حاصل کی۔ (اعلام النساء ج ۱ ص۶)

(۳) حضرت بی بی آمنہ بنت ابراھیم نے امام احمد بن عبد الدائم، امام کرمانی، امام اسماعیل الفتال اور امام ابراھیم بن احمد بن کامل سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

(اعلام النساء ج ۱ ص۸)

(۴) حضرت بی بی آمنہ بنت ابی الحرب بن المکرم فاضلہ محدثہ تھیں ان سے امام ابوطاہر محمد بن احمد بن ابی الصقر الانباری نے حدیث پڑھی اور آگے حدیث پڑھانے کی ان سے اجازت لی۔ (اعلام النساء ج ۱ ص ۹)

اور بھی بے شمار خواتین اسلام ہیں جنہوں نے محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا پھر ان سے دوسرے محدثین نے حدیث پڑھی یہاں مزید کے بیان کی گنجائش نہیں۔ اگر عورت کی آواز غیر محرم کو سننا منع ہوتا تو یہ محدثین نہ تو عورتوں کو پڑھاتے اور نہ عورتوں سے پڑھتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے بات کی

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پردہ کے نازل ہونے سے پہلے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت حاجت کے لئے گھر سے باہر دیکھا تو ان کے لمبے قد کی وجہ سے ان کو پہچان لیا اور کہا کہ اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا۔ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح پردہ کا نزول ہو۔ اسکے بعد پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء)

اسکی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وفیہ جواز کلام الرجال مع النساء فی الطرق للضرورۃ۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۱)

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی بوقت ضرورت غیر محرم عورت سے راستہ میں بات کر سکتا ہے۔

الحمد للہ ثابت ہو گیا کہ غیر محرم مرد و عورت ضرورت کے وقت آپس میں بات کر سکتے ہیں جب آمنے سامنے کر سکتے ہیں تو فون پر بھی کر سکتے ہیں۔

اصلاحِ تفہیمُ القرآن

جناب مولانا مودودی صاحب نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں عورت کے لئے چہرہ کے پردہ کو واجب قرار دیتے ہوئے درج ذیل دلائل دیئے ہیں ان کے دلائل بیان کرنے کے ساتھ ہم ان کے جوابات بھی عرض کرتے چلیں۔

" سورۂ احزاب میں احکامِ حجاب نازل ہونے کے بعد جو پردہ مسلم معاشرہ میں رائج کیا گیا تھا اسمیں چہرے کا پردہ شامل تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس کا رائج ہونا بکثرت روایات سے ثابت ہے۔"

اصلاح

مولانا مودودی صاحب کا یہ دعویٰ بنیادی طور پر درست نہیں ہے کیونکہ سورۂ احزاب میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ عورت پر چہرے کا چھپانا فرض ہے۔

سورۂ احزاب میں اللہ تعالےٰ کا فرمان

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اے نبی اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے اوپر ڈالے رہیں یہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(الاحزاب : ۵۹)

اس آیت کو پردہ کے واجب ہونے کی دلیل قرار دیا جاتا ہے اور بلاشبہ اسمیں مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسمیں لفظ " يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ " ہی اصل دلیل ہے۔ جلابیب تو جلباب کے ہیں جس کے معنی

"چادر" کے ہیں اور "یُدۡنِیۡنَ" اِدۡنَاءٌ سے ہے جس کے معنی قریب کرنے کے ہیں۔ چونکہ اسکے بعد لفظ "عَلٰی" آیا ہے یعنی "عَلَیۡہِنَّ" میں تو اسکے معنی چادروں کو اپنے اوپر کرنے کے ہیں لیکن چادروں کو اپنے اوپر کرنے کا مفہوم واضح نہیں ہے اس لئے اس کے مفہوم میں ائمہ تفاسیر میں اختلاف واقع ہو گیا۔

چنانچہ امام کبیر محدث شہیر امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ متوفی ۳۱۰ھ جن کے عالم اسلام کے اوّل مفسر ہونے پر امت کا اتفاق ہے، اپنی تفسیر "جامع البیان فی تفسیر القرآن" میں فرماتے ہیں کہ

ثم اختلف اهل التاویل فی صفة الادناء الذی امرهن الله به -	پھر اہل تفسیر نے اس اِدۡنَاء کی کیفیت میں جس کا اللہ نے عورتوں کو حکم دیا ہے، اختلاف کیا ہے۔

(تفسیر جامع البیان ج ۲۲ ص۳۳)

اس سے واضح ہو گیا کہ جس آیت کو پردہ کی دلیل قرار دیا گیا ہے اسمیں وہ لفظ جو پردہ کے حکم کی بنیاد ہے اسکی کیفیت کو واضح نہیں فرمایا گیا، اسلئے پردہ کی کیفیت میں اختلاف واقع ہو گیا، اسکے بعد لکھتے ہیں:

فَقَالَ بعضهم هُو ان یغطین وجوههن و روؤسهن فلایبدین منهن الا عینا واحدة - (ج ۲۲ ص۳۳)	تو بعض نے فرمایا کہ اسکی کیفیت یہ ہے کہ عورتیں اپنے منہ اور اپنے سروں کو چھپائیں پس ایک آنکھ کے سوا اپنے جسم سے کچھ ظاہر نہ کریں۔

یہ قول حضرت ابن عباس اور عبیدہ سے مروی ہے

اسکے بعد لکھتے ہیں کہ

وقال آخرون بل اُمِرنَ	دیگر حضرات نے فرمایا کہ بلکہ عورتوں کو حکم

اَنْ یَّشُدُّوْنَ جلابیبھِنَّ علٰی جِبَاھِھِن ۔ (ج ۲۲ صـ۳۳)

دیا گیا ہے کہ وہ اپنی چادریں اپنی پیشانیوں پر باندھ لیں ۔

یہ دوسرا قول بھی حضرت ابن عباس کا ہے امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ

كَانَتِ الحرۃُ تلبس لباس الاَمۃ فامر اللہ نساء المومنین ان یُدنین علیھن من جلابیبھن وادناء الجلباب ان تَقَنَّعَ وَ تَشُدَّ علی جبینھا ۔ (ج ۲۲ صـ۳۳)

آزاد عورت لونڈی کا سا لباس پہنتی تھی تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے سروں پر چادریں ڈالیں اور سر پہ چادر ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی چادر سر کے اُوپر سے ماتھے تک لاکر اسے ماتھے پر باندھ لے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے بھی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو پردہ کا حکم دیا گیا ہے اسمیں منہ کا پردہ شامل نہیں ہے یہ الگ بات ہے کہ منہ کے پردہ کو افضل و مستحب تو کہا جاسکتا ہے مگر فرض نہیں کہ اسکے ترک سے عورت کو گنہگار اور شریعت کی غیر پابند ٹھیرایا جائے۔ اسکے بعد امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا فرمان روایت فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ

اذا خرجن ان یقنعن علی الحواجب ۔ (ج ۲۲ صـ۳۳)

مسلمان عورتیں جب گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے سروں کو بھنوؤں کے اوپر تک اپنی چادروں سے ڈھانپ لیں ۔

اس سے بھی واضح ہوگیا کہ مسلمان عورتوں کو منہ کا چھپانا فرض نہیں ہے البتہ دیگر

اقوال کو جن میں منہ چھپانے کا ذکر ہے ایک حکم مستحب قرار دیا جا سکتا ہے اس طرح دونوں قسم کے خیالات کے درمیان مطابقت کی صورت نکل آتی ہے۔

اس کے بعد امام جریر طبری علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول بھی روایت کرتے ہیں انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ اس سے مراد منہ کے علاوہ باقی تمام جسم کو چادر کے ساتھ لپیٹنا ہے۔

اس تحقیق کی روشنی میں جناب مودودی صاحب کا یہ دعویٰ محل نظر ہو جاتا ہے کہ سورۂ احزاب میں احکام حجاب کے نازل ہونے کے بعد جو پردہ مسلم معاشرے میں رائج کیا گیا تھا اس میں چہرے کا پردہ شامل تھا۔ کیونکہ سیدنا ابن عباس و سیدنا قتادہ و سیدنا مجاہد ایسے جلیل القدر صحابہ و تابعین آیت حجاب میں لفظ " یدنین علیہن من جلابیبہن " میں چہرے کو مستثنیٰ قرار دے چکے ہیں اور یہی امت کے لئے آسان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جہاں تک ہو سکے اُمت کے لئے آسانیاں پیدا کرو، ان کو مشکلات کے راستوں پر نہ چلاؤ۔ حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا۔	لوگوں کو آسان احکام بتاؤ، مشکل نہ بتاؤ اور ان کو خوشخبریاں دو اور متنفر نہ کرو۔

(جامع صغیر ج ۲ صفحہ ۲۰۵/۲۰۶)

اس کی شرح میں امام عبدالرؤف مناوی " الاخذ بالارفق " کے الفاظ لا کر حدیث کا مفہوم واضح کر رہے ہیں مطلب یہ کہ جو احکام آسان و نرم ہوں لوگوں کو وہی بتاؤ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ عمل کر سکیں۔ یعنی جب ایک حکم شرعی کے دو پہلو نکلتے ہوں تو لوگوں کو وہ پہلو بتاؤ جس پر لوگ آسانی کے ساتھ عمل کر سکیں، اگر مشکل پہلو بتاؤ گے تو لوگ اسلام کو مشکل سمجھنے لگیں گے اور غیر مسلم بھی مسلمان ہونے سے پہلے سوچیں گے کہ اگر وہ مسلمان ہو گئے تو ان کے لئے ان سخت احکام پر عمل کرنا کہیں مشکل تو نہ ہو گا۔ اگر یہ سوچ کر ان کے قدم

اسلام کی طرف نہ بڑھے تو اسکی ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی جو اسلام کو مشکل کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

رہا جناب مودودی صاحب کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کرنا کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے اپنا چہرہ چھپالیا تو یہ بات ہم امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ صاحب سنن کے حوالہ سے اور امام قاضی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے جسے ہم نے امام نووی کی شرح مسلم کی عبارت کے ذریعے نقل کیا عرض کر چکے ہیں کہ منہ کا پردہ ازواج مطہرات کی خصوصیات میں سے ہے اس پر دوسروں کو قیاس نہ کیا جائے۔

" اس کے بعد جناب مولانا مودودی صاحب نے سنن ابی داؤد کے حوالہ سے اُم خلاد کا واقعہ نقل فرمایا کہ اس کا بیٹا ایک جنگ میں شہید ہو گیا تھا وہ اسکے متعلق دریافت کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو اس حال میں بھی چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی بعض صحابہ نے حیرت کے ساتھ کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے یعنی بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور تم اطمینان کے ساتھ پردہ میں آئی ہو؟ جواب میں کہنے لگیں کہ میں نے بیٹا تو ضرور کھویا ہے مگر اپنی حیا تو نہیں کھو دی۔"

مولانا مودودی صاحب نے اس حدیث کو منہ کے پردہ کے واجب ہونے کی دلیل ٹھہرایا لیکن اس حدیث کی سند میں فرج بن فضالہ راوی ضعیف ہے اسکی روایت کردہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے سند نہیں بن سکتی۔ لہٰذا مولانا مودودی صاحب کا ام خلاد کی اس حدیث سے منہ کے پردہ کو ضروری قرار دینا غلطی ہے۔

فرج بن فضالہ ضعیف راوی ہے

امام ذہبی علیہ الرحمۃ میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں:

امام ابوحاتم نے فرمایا " لا یحتج بہ " کہ فرج بن فضالہ کی روایت

سند نہیں۔" وضعفہ النسائی والدارقطنی " فرج بن فضالہ
کو امام نسائی و امام دارقطنی نے ضعیف قرار دیا۔ اور امام عبدالرحمن بن مہدی نے
فرمایا کہ جب مجھے فرج بن فضالہ کی روایت پہنچتی ہے تو میں اسے اس وقت
تک آگے روایت نہیں کرتا جب تک کہ میں اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ سے
استخارہ نہ کر لوں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں " ھو ضعیف من
قبل حفظہ " کہ وہ حافظہ کی خرابی کی وجہ سے ضعیف ہے امام
برقانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی کو ایک حدیث سنائی جسکی سند
میں فرج بن فضالہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ جھوٹ ہے۔ میں نے پوچھا
" من جھۃ فرج ؟ قال : نعم " کہ فرج بن فضالہ راوی
کی وجہ سے ؟ فرمایا: ہاں۔"

(میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۴۳ تا ۳۴۵)

امام ابن حجر العسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ
" امام ابو داؤد نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ
فرج بن فضالہ ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔ امام ابن معین
نے فرمایا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے۔ امام مدینی فرماتے ہیں کہ "ضعیف
لا احدث عنہ " فرج بن فضالہ ضعیف ہے میں اس سے
حدیث روایت نہیں کرتا۔ امام بخاری و مسلم فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث
ہے۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے دارقطنی نے کہا ضعیف ہے۔ امام
عبدالرحمن بن مہدی نے کہا کہ وہ اہل حجاز سے منکر حدیثیں روایت کرتا نہیں
الٹ پلٹ دیتا ہے۔ امام ساجی نے کہا ضعیف ہے۔ امام ابن حبان نے کہا
کہ " یقلب الاسانید ویلزق المتون الواھیۃ بالاسانید

الصحیحۃ لا یحل الاحتجاج بہ "کہ وہ حدیثوں کی سندوں کو تبدیل کرتا ہے اور کمزور متون کو صحیح سندوں کے ساتھ ملا کر روایت کرتا ہے اسکی روایت کو سند بنانا حلال نہیں ہے۔"

(تہذیب التہذیب ج ۸ صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۲)

قارئین: اس سے اندازہ فرمائیں کہ مولانا مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن ایسی روایات سے بھری پڑی ہیں جو دلائل و تحقیق کی روشنی میں اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان پر یقین کیا جائے بلکہ مولانا مودودی صاحب اس تفسیر میں بعض اوقات ایسی باتیں لکھ جاتے ہیں جو کفر کی حد تک غلط ہوتی ہیں۔ مثلاً تفہیم کی پہلی جلد میں جہاں تخلیق آدم علیہ السلام کا بیان ہے "انی اعلم مالا تعلمون" کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان فرشتوں کے دوسرے شبہ کا جواب یعنی فرمایا کہ خلیفہ مقرر کرنے کی ضرورت و مصلحت میں جانتا ہوں تم اسے نہیں سمجھ سکتے اپنی جن خدمات کا تم ذکر کر رہے ہو وہ کافی نہیں ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر کچھ مطلوب ہے، اسی لئے زمین میں ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے جس کی طرف کچھ اختیارات منتقل کئے جائیں۔

(تفہیم القرآن ج ۱ صفحہ ۶۳)

قارئین غور فرمائیں مودودی صاحب نے جو اللہ تعالیٰ کے لئے "انتقالِ اختیار" کا لفظ استعمال کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ایمان کے لئے خطرناک و تباہ کن ہے بلکہ اس سے شانِ الوہیت کی بھی نفی لازم آتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے قطعاً پاک ہے کہ وہ کسی مخلوق کو اپنا اختیار منتقل کرے۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار اسکی ذاتی صفت ہے اور سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت اسکی ذات سے، منتقل نہیں ہو سکتی اسکی جملہ صفات قدیم ہیں اسکا اختیار بھی قدیم ہے۔ اسکے اختیار کے انتقال سے لازم آتا ہے کہ وہ بے اختیار رہ جائے اور بے اختیار خدا نہیں ہو سکتا۔ گویا جناب نے لفظ انتقال سے اللہ تعالیٰ سے اسکی شانِ الوہیت کی بھی

نفی کر دی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یہ تو مثال کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ اگر تفہیم القرآن میں واقع
اعتقادی و علمی خرابیوں کا تحقیقی و تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے تو تفہیم القرآن کے برابر جلدیں
بنیں گی۔

لہٰذا ہم مسلمان بھائیوں سے ہمدردانہ گذارش کریں گے کہ تفہیم القرآن کے مطالعہ سے
گریز کریں کیونکہ یہ تفسیر اعتقاد و عمل کے لحاظ سے مسلمانوں کی صحیح راہنمائی نہیں کرتی بلکہ
خالی الذہن مسلمانوں کو بھٹکا کر رکھ دیتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر ام خلاد والی ضعیف و ناقابل احتجاج روایت کو صحیح بھی فرض کر لیا جائے
تو وہ بجائے خود مولانا مودودی صاحب کے موقف کی تردید ہے کیونکہ صحابہ کرام کا ام خلاد کو حیرت
کے ساتھ یہ کہنا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے ؟ اس حقیقت کا مظہر ہے
کہ ایسا کہنے والے صحابہ کرام منہ کے پردہ کو فرض نہیں بلکہ اسکو محض مستحب اور نفلی چیز
سمجھتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ منہ کے پردہ کو فرض یا واجب سمجھتے ہوتے تو اس خاتون پر اس
کے بارے میں طعن نہ کرتے یا اس پر حیرت کا اظہار نہ کرتے، اسلئے کہ فرض بہرصورت
فرض ہے جو کسی کی زندگی یا موت سے ساقط نہیں ہو جاتا اسلئے کسی کی موت کی خبر کے
باوجود اسکی ادائیگی بدستور فرض ہی ہوتی ہے، مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہے۔ اگر کسی کو خدانخواستہ
اسکے بیٹے کی موت کی خبر پہنچے اور وہ نماز فرض کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے تو کوئی بھی عقلمند
اسے یہ نہیں کہے گا کہ اس وقت بھی تم نماز ادا کر رہے ہو ؟ ہاں یہ بات اس وقت کہی جائے
گی جب کسی کو خدانخواستہ اس کے کسی عزیز یا اسکے بیٹے کی موت کی خبر پہنچے اور وہ اس
اندوہناک خبر کے سننے کے باوجود کسی مستحب یا نفلی (غیر ضروری) عبادت میں مشغول ہو جاتے
تو کہا جائیگا کہ اس وقت بھی تم نفلی عبادت میں مصروف ہو۔ لہٰذا یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ
اگر صحابہ کرام کی اس بارے منہ کے پردہ کا مستحب ہونا ہی ثابت ہوگا نہ کہ فرض یا واجب ہونا۔

صفیہ بنت عصمہ | اسکے بعد مولانا مودودی صاحب نے منہ کے پردہ کے واجب

ہونے کی دلیل میں ایک اور حدیث پیش کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"ابوداؤد ہی میں حضرت عائشہ کی روایت کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درخواست دی، حضور نے پوچھا یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ اس نے عرض کیا عورت ہی کا ہے۔ فرمایا عورت کا ہاتھ ہے تو کم از کم ناخن ہی مہندی کے رنگ لئے ہوتے۔"

(تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۸۱/۳۸۲)

مولانا صاحب اس حدیث سے بھی منہ کے پردہ کا فرض ہونا ثابت فرما رہے ہیں، کیونکہ جب ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منہ کا پردہ کیا تو پھر اُمت کے مردوں سے تو بطریقِ اولیٰ منہ کا پردہ ہونا چاہیئے مگر مولانا مودودی صاحب نے حدیث تو نقل فرما دی لیکن اس حدیث کی فنی حیثیت کی طرف توجہ نہ فرمائی، حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک ناقل تو ضرور ہیں کہ جو ان کے سامنے آتا ہے نقل کئے جاتے ہیں مگر ایک محقق اور صاحبِ بصیرت نہیں، ان کا علم ایک سطحی نوعیت کا ہے اسمیں گہرائی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سے اعتقادی اور عملی نوعیت کے مسائل میں غلط فہمیوں کا شکار ہوئے اور بہت سے مقامات پر راہِ راست سے ہٹ گئے۔ اس حدیث کے بارے میں بھی راقم عرض کرتا ہے کہ یہ حدیث بھی حجت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کو حضرت عائشہ سے جس خاتون نے روایت کیا اس کا نام صفیہ بنت عصمہ ہے اور صفیہ بنت عصمہ ایک مجہول عورت ہے جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون تھی اور کیا تھی، ایسی صورت میں اسکی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ محدثین کسی مجہول یا نامعلوم راوی کی روایت کردہ حدیث کو حجت نہیں ٹھہراتے۔ چنانچہ صفیہ بنت عصمہ کے بارے میں امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

صفیہ بنت عصمہ لا تعرف   صفیہ بنت عصمہ نامعلوم ہے اُسکی

عن عائشة وعنها مطیع بن میمون البصری"۔
(لسان المیزان ج ۶، ص ۵۲۷)

روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پھر صفیہ سے مطیع بن میمون کی روایت ہے۔

نیز اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اسمیں بھی یہی مطیع بن میمون صفیہ بنت عصمہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسکی سند پر کلام کرتے ہوئے امام علاؤ الدین ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ الجوہر النقی میں فرماتے ہیں کہ

"ومطیع ضعیف کذا فی الکاشف للذھبی وبنت عصمہ لم اعرف حالھا۔"
(الجوہر النقی مع السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۴۸)

کہ مطیع بن میمون ضعیف ہے امام ذہبی کی کتاب "الکاشف" میں اسی طرح ہے اور صفیہ بنت عصمہ کا حال مجھے معلوم نہیں یعنی یہ راویہ مجہولہ ہے۔

لہٰذا مولانا مودودی صاحب کی منہ کے پردہ سے متعلق پیش کردہ حدیث حجت ثابت نہ ہو سکی۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ منہ کے پردہ کی فرضیت کی کوئی معقول و معتبر دلیل نہیں ہے۔

مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ محتاط خواتین احرام کی حالت میں بھی غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھولدینا پسند نہیں کرتی تھیں اس سلسلے میں سنن ابی داؤد کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب مسافر ہمارے پاس سے گذرتے تو ہم عورتیں اپنے سر سے چادریں کھینچ کر منہ پہ ڈال لیتیں اور جب وہ گذر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۸۲)

حالانکہ یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہے جو صحیح سندوں کے ساتھ احکام حج میں وارد ہوئی کہ احرام والی عورت کو اپنے چہرے پر نقاب نہیں ڈالنا چاہیئے۔ (ملاحظہ ہو صحیح ابن خزیمہ و مجمع الزوائد و سنن ابی داؤد و مسند امام احمد و نصب الرایۃ و سنن نسائی و بخاری و بیہقی وغیرہ) اسکی اگرچہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ وہ

خواتین اپنا کپڑا چہرے سے دُور رکھتیں تھیں۔ اور ایسا کرنا جائز بھی ہے بلکہ حج کے علاوہ بھی خواتین کے لئے اگرچہ غیر محرم سے چہرے کا پردہ ضروری نہیں ہے تاہم عام حالات میں افضل ضرور ہے چنانچہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اگر مولانا مودودی صاحب کی بیان کردہ مذکورہ حدیث کی یہ تاویل بھی کی جاسکتی ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خصوصیت تھی کہ وہ احرام کی حالت میں غیر محرم کے سامنے اپنے چہروں پر نقاب ڈال لیا کریں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس لفظ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے: ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرمات " کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ احرام کے ساتھ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی ازواج مطہرات ہوتی تھیں تاکہ دوسری خواتین بھی کیونکہ حج کے موقع پر خواتین تو اپنے اپنے شوہروں یا محرموں کے ہی ساتھ ہوتی تھیں، حیرت ہے کہ مولانا مودودی صاحب کے ذہن میں اسقدر معمولی سی بات بھی آئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو ازواج مطہرات کی بات بیان فرما رہی ہیں لیکن مولانا مودودی صاحب نے اسکو عام خواتین کا واقعہ سمجھ لیا۔ نیز مودودی صاحب کی بیان کردہ حدیث سند کے لحاظ سے بھی ضعیف ہے لہٰذا اس سے انکا موقف ثابت نہ ہوا کیونکہ اسکی سند میں ایک راوی "ھشیم" ہیں جو اس حدیث کو یزید بن ابی زیاد سے روایت کر رہے ہیں، جبکہ انہوں نے فی الواقع یزید بن ابی زیاد سے کوئی حدیث سُنی ہی نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ و امام ذہبی لکھتے ہیں۔

قال احمد لم یسمع یزید بن ابی زیاد۔ انہ کان یروی عن قوم لم یلقھم۔ کان مذھبہ جواز التدلیس۔ قال سفیان: ھشیم: لا تکتبوا عنہ۔	امام احمد نے کہا کہ انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے سماع نہیں کیا اور وہ ایسے لوگوں سے روایت کرتے تھے جن سے انہوں نے سُنا ہی نہ تھا ان کا مذہب تھا کہ تدلیس جائز ہے سفیان نے کہا ہشیم سے حدیث نہ لکھو۔

(تہذیب التہذیب ج ۱۱ صـ ۳۲۹ تا ۳۳۱)

لہٰذا مولانا مودودی صاحب کی یہ دلیل بھی ان کے موقف کے لیے مددگار ثابت نہ ہوئی۔
ہمارا موقف بحمدہٖ تعالیٰ اپنی جگہ دلائل واضحہ سے موید رہا کہ عورت پر غیر محرم سے چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں رہا اس کا افضل ہونا تو اسمیں شک نہیں لیکن افضل و مستحب کام کے ترک پر نہ تو کسی کو مطعون کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ماُمور و مجبور۔ فللہ الحمد۔

احادیث

قرآن کریم اور اسکی تفسیروں کے حوالہ جات گوش گذار کرنے کے بعد اب ہم زیر بحث مسئلہ کا ثبوت احادیث سے پیش کرتے ہیں۔

(۱) امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میری بھتیجی مزینہ میرے ہاں آئی اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے مزینہ سے منہ مبارک پھیر لیا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو میری بھتیجی ہے، فرمایا کہ جب کوئی عورت بالغہ ہوجائے تو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے چہرے اور کلائی سے اوپر ایک مٹھی تک ہاتھوں کے سوا اپنے جسم کو ظاہر کرے۔"

(تفسیر ابن جریر ج ۱۸ ص ۹۳)

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ عورت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو غیر محرم سے چھپائے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر

رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں۔ انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے جن سے ان کے جسم کی رنگت ظاہر ہوتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی ان سے رُخ مبارک پھیر لیا اور فرمایا کہ

یا اسماء ان المرءة اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منها الا هذا وهذا واشار الی وجهه وکفیه۔
(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۱۱، مشکوٰۃ ص ۳۷۷)

اے اسماء! بیشک جب عورت بالغہ ہو جائے تو ہرگز درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دیکھنے میں آئے سوائے اسکے اور اس کے اپنے چہرہ مبارک اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

یعنی اپنے چہرۂ اقدس اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے سوا عورت کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیئے یعنی سر سے لیکر پاؤں کے ٹخنوں تک اس کا سارا جسم ایسے کپڑے سے چھپا ہوا جس سے جسم کی رنگت اور بالوں کی رنگت ظاہر نہ ہو۔ یہ جو عورتیں باریک دوپٹہ سر پہ ڈال کر باہر نکلتی ہیں جس سے ان کے بالوں کا رنگ ظاہر ہوتا ہے یہ بھی ناجائز ہے۔ اور بالکل ننگے سر گھر سے نکلنا اور باہر پھرنا سخت حرام ہے۔

(۳) حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی) حضرت عائشہ کے پاس گئیں۔

وعلیها خمار رقیق فشقته عائشة اکستها خمارا

اور ان کے سر پہ باریک دوپٹہ تھا جس سے بالوں کی رنگت ظاہر ہوتی تھی

كثيفا۔ — تو عائشہ صدیقہ نے اُسے پھاڑ دیا اور اسکی جگہ انہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔

(موطا امام مالک ص۳۵۶، مشکوٰۃ ص۳۷۷)

اُوپر والی حدیث سے ظاہر ہوا کہ عورت پر چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں، دوسری حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کو باریک دوپٹہ سر پر کر کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے بلکہ اسقدر موٹا ہو کہ سر کے بالوں کی رنگت نمایاں نہ ہو۔

(۲) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پُوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اپنی نظر پھیر لیا کرو۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۱۲)

اسکی تشریح کرتے ہوئے شارح مُسلم امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

قال العلماء في هذا حجة انه لا يجب على المرءة ان تستر وجهها في طريقها وانما ذلك سنة مستحبة لها ويجب على الرجال غض البصر عنها في جميع الاحوال الا لغرض صحيح شرعي وهو حالة الشهادة والمداوة وارادة خطبتها او شرى الجارية او المعاملة بالبيع والشرى

عُلماء نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ راستہ میں عورت پر چہرہ کا پردہ کرنا واجب نہیں ہے اور یہ تو سنت مستحبہ ہے (محض ثواب کا کام ہے) اور مردوں پر اپنی نظروں کو کچھ نیچی رکھنا ضروری ہے تمام احوال میں مگر شرعی مقصد کے لئے عورت کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے (اگرچہ شہوت کا امکان ہو) مثلاً گواہی کے وقت، دوا دارو کرنے کے وقت اور نکاح کی نیت سے یا لونڈی کو خریدنے کی نیت سے

وغیرهما ونحو ذلك وانما یباح فی جمیع هذا قدر الحاجة دون ما زاد۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۲)	یا خرید و فروخت کا معاملہ کرتے وقت اور اسی طرح کے دیگر شرعی وجوہات و اسباب ہوں تو عورت کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے وہ بھی ضرورت کی حد تک زیادہ نہیں۔

، جیسا کہ ہم پہلے بھی متعدد حوالوں سے عرض کر چکے ہیں کہ عورت پہ چہرے، دو ہاتھوں اور دو پاؤں کا پردہ واجب نہیں ہے ہاں زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔ البتہ مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی نظروں کو کچھ نیچی رکھیں اسکے معنی یہی ہیں کہ کسی عورت کی طرف شہوت سے نہ دیکھیں شہوت کے بغیر عورت و مرد ایکدوسرے کو دیکھ سکتے ہیں ہاں اگر شہوت کا امکان ہو تو پھر نہ دیکھیں البتہ اگر ضرورتِ شرعیہ ہو تو شہوت کے پیدا ہونے کے امکان کے باوجود بھی دیکھ سکتے ہیں مثلاً عورت کی گواہی کے وقت اسے دیکھ سکتے ہیں کہ آیا یہ وہی عورت ہے جسکی گواہی مطلوب ہے کوئی دوسری تو نہیں ہے۔ اسی طرح حکیم اور ڈاکٹر بھی علاج و معالجہ کے وقت دیکھ سکتا ہے اسیطرح خرید و فروخت کے وقت عورت کو دیکھ سکتا ہے بلکہ امام رازی نے فرمایا کہ غور سے دیکھ لے تاکہ بہ وقت ضرورت اسے پہچان سکے کہ یہ وہی خاتون ہے جو یہ چیز لے گئی تھی کوئی دوسری نہیں" وغیرهما ونحو ذلك " کے الفاظ بڑی وسعت رکھتے ہیں اسمیں معلم بھی آجاتا ہے کہ وہ خواتین کو تعلیم دیتے وقت دیکھ سکتا ہے کہ الفاظ کی ادائیگی درست طور پہ اور ان کے محل و مخرج کے مطابق ہو رہی ہے یا نہ ان تمام صورتوں میں حسبِ ضرورت دیکھنے کی اجازت ہے۔

(۵) امام بیہقی اپنی سنن میں سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ "عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر وہ جو از خود ظاہر ہے۔" کی تفسیر میں فرمایا کہ اور جو ظاہر ہے

وہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں۔

(بیہقی ج ۲ ص ۲۲۵)

(۶) "اسی طرح دوسری سند سے حدیث لاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زینت سے سرمہ اور انگوٹھی مراد ہے۔"

(بیہقی ج ۲ ص ۲۲۵)

فقہاء احناف سرمہ اور انگوٹھی سے حذف مضاف کے طور پر ان کے محل مواضع مراد لیتے اور فرماتے ہیں کہ سرمہ سے سرمہ کا محل یعنی چہرہ ہے اور انگوٹھی سے مراد بھی اس کا محل یعنی عورت کا ہاتھ ہے مطلب یہ ہوا کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ ہیں جن کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

(۷) امام بیہقی اس کے بعد ایک اور سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث لاتے ہیں۔ اس میں بھی یہی مروی ہے جس سے مراد عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو پردہ سے مستثنیٰ کرنا ہے پھر فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

(۸) امام بیہقی ایک اور سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہیں انہوں نے بھی فرمایا کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ دونوں پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔ (ج ۲ ص ۲۲۶)

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی امام بیہقی سند کے ساتھ روایت لاتے ہیں انہوں نے فرمایا " زینتِ ظاہرہ جس کا پردہ ضروری نہیں ہے وہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ ہیں۔

(۱۰) امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت عطاء بن ابی رباح و حضرت سعید بن جبیر

سے بھی پہنچی ہیں اور امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔ (ج ۲ صہ ۲۲۶)

(۱۱) امام بیہقی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے تو ان کے پاس، ان کی بہن اسمار بنت ابی بکر تھیں انہوں نے (نہایت ہی باریک اور) کھلی آستینوں والا شامی لباس پہنا ہوا تھا (جس سے ان کے جسم کی رنگت ظاہر ہوتی تھی) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو وہاں کھڑے ہو گئے پھر واپس گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ تو حضرت عائشہ نے اپنی بہن سے کہا کہ تم ایک جاؤ (کیونکہ اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھنا نہیں چاہتے) وہ ایک طرف ہو گئیں تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ حضور آپ کیوں کھڑے ہو گئے تھے (اور واپس تشریف لے گئے)؟ فرمایا کیا تو نے اسمار کی حالت نہیں دیکھی (کیا وہ اس حالت میں دیکھنے کے قابل تھی؟) سنو! کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ دو ہاتھوں اور چہرے کی ٹکیہ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو) (ج ۷ صہ ۸۶)

(اقول وان کان فی سندہ ھذا الذی رواہ البیہقی ضعف ولکن رواہ ایضاً ابو داؤد وغیرہ من المحدثین فلہ طرقہا متعددۃ یجبر بہا ضعفہ فیصیر قویا۔

(۱۲) امام بیہقی وامام ابو داؤد رحمہما اللہ نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ حضرت ھند بنت عتبہ نے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی مجھے بیعت کیجئے آپ نے فرمایا کہ

میں تجھے بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم اپنے ہاتھوں کو مہندی لگا کر ان کا رنگ تبدیل نہ کرو (بغیر مہندی کے) تمہارے ہاتھ ایک درندے کے ہاتھ لگتے ہیں۔	لا ابایعک حتی تغیری کفیك کانهما کفا سبع ۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۱۶ وسنن کبریٰ بیہقی ج ۷، ص ۸۶)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں تو چہرہ بھی مستثنیٰ ہو گا کیونکہ زیر بحث مسئلہ تو یہی ہے کہ قرآن کریم کی آیت مذکورہ کی روشنی میں زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں۔

(۱۳) امام بیہقی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے کرتے ہیں کہ

"ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں تاکہ میں آپ کو اپنی جان بخش دوں (یعنی آپ مجھ سے نکاح فرمائیں) تو آپ نے اسکی طرف دیکھا اور اسکی طرف اونچی نظر فرمائی اور اسے غور سے ملاحظہ فرمایا پھر سر انور جھکا لیا۔ جب عورت نے محسوس کیا کہ آپ نے اسکے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ (بیہقی ج ۷، ص ۸۵)

استخراج مسائل

اس حدیث شریف سے متعدد مسائل معلوم ہوئے:

(۱) ایک یہ کہ عورتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔

(۲) دُوسرا یہ کہ آپ کی خدمت میں اپنی حاجتیں پیش کرتی تھیں۔

(۳) تیسرا یہ کہ عورتیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی بہت ہی خواہش کرتی تھیں تاکہ انہیں ام المومنین کا درجہ نصیب ہو اور اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ دنیا کی تمام عورتوں سے بلند ہو۔

(۴) چوتھا یہ کہ آپ بعض کو شرفِ زوجیت سے مشرف بھی فرماتے تھے اور بعض کو نہیں۔

(۵) پانچواں یہ کہ وہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے منہ نہیں چھپایا ہوا تھا بلکہ اس کا چہرہ پردہ کے بغیر تھا اس لئے آپ نے اسکی طرف نظر فرمائی۔

(٦) چھٹا یہ کہ اسے جب معلوم ہوا کہ آپ اسے شرفِ زوجیت سے نوازنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ وہاں ہی بیٹھ گئی اور کہیں نہیں آیا کہ اس نے پھر اپنا منہ چھپالیا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو راوی اس کا بھی ذکر کرتے۔ معلوم ہوا کہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

(۱۴) امام قاضی شمس الدین احمد بن قودر نتائج الافکار میں فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک قریب ترین رشتہ دار خاتون صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک صاحبزادہ حضرت بلال یا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پکڑایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس محترمہ کے ہاتھ کو دیکھا ایسے لگا جیسے چاند کا ایک ٹکڑا ہو۔

امام شمس الدین احمد قودر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے بعد لکھا ہے کہ

فدل علی انہ لا بأس بالنظر الی وجہ المرءۃ وکفھا۔	اس روایت سے ثابت ہوا کہ غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہاتھ کو دیکھنا جائز ہے۔

(نتائج الافکار ج ۱۰ ص ۲۵)

ایک اور حدیث میں آتا ہے جسے بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے ہم ترمذی شریف کا متن نقل کر رہے ہیں۔

(بخوفِ طوالت ترجمہ پیش کیا جاتا ہے)

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے روز عرفہ میں وقوف کیا پھر فرمایا کہ یہ عرفہ ہے اور یہ موقف ہے اور عرفہ سارا موقف ہے پھر غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف پلٹے اور حضرت اسامہ بن زید کو سواری پہ اپنے پیچھے بٹھایا اور اسی حالت میں اشارہ فرماتے چلے آئے جبکہ لوگ آپ کے دائیں اور بائیں سواریوں پہ تھے اور سواریوں کو بھگاتے تھے آپ ان کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے لوگو سکون سے چلو اور ہاتھوں سے سکون اختیار کرنے کے لئے اشارے فرماتے پھر مزدلفہ آ پہنچے تو وہاں مغرب و عشاء اکٹھے جماعت سے ادا فرمائی پھر صبح کو جبل قزح پر تشریف لائے اور اس پر کھڑے رہے اور فرمایا یہ قزح ہے اور یہ تمام کا تمام موقف ہے پھر وہاں سے پلٹے یہاں تک کہ وادی محسّر کی طرف پہنچے پھر اپنی اونٹنی کو دوڑایا حتیٰ کہ اس وادی سے نکل گئے پھر رُکے اور حضرت فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سوار کیا پھر شیطان کو کنکر مارنے کی جگہ تشریف لائے اور شیطان کو کنکر مارے پھر آپ قربان گاہ پر تشریف لے گئے (اور قربانی فرمائی) اور فرمایا کہ یہ قربان گاہ ہے اور منیٰ تمام کا تمام قربان گاہ ہے اور بنی خثعم کی ایک جوان لڑکی نے آپ سے مسئلہ پوچھا اور عرض کی کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور اس پر حج اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے تو اگر

ہیں آپ کی طرف سے حج کروں تو کیا اسے کافی ہو جائے گا آپ نے فرمایا کہ تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر راوی (حضرت علی) فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت فضل کی گردن کو (جوا سے دیکھ رہے تھے اور وہ ان کو دیکھ رہی تھی) دوسری طرف کو موڑا تو حضرت عباس نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کی گردن کو کیوں موڑ دیا ہے آپ نے فرمایا کہ

رأیت شابا وشابة فلم آمن الشیطان علیھما۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۰۸)

میں نے ایک جوان مرد اور ایک جوان عورت کو دیکھا تو مجھے ان پر شیطان کے وسوسہ کا اندیشہ ہوا۔

پھر ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میں نے سر منڈانے سے پہلے اپنی بیوی سے مباشرت کی ہے فرمایا سر منڈالو کوئی بات نہیں یا فرمایا بال چھوٹے کرالو کوئی حرج نہیں۔ پھر راوی نے کہا کہ ایک اور آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے شیطان کو کنکر مارنے سے پہلے قربانی کی فرمایا کنکر مارو کوئی حرج نہیں حضرت علی نے فرمایا کہ پھر آپ بیت اللہ تشریف لے گئے اور اور اس کا طواف زیارت فرمایا (جو احرام کھولنے کے بعد ہوتا ہے)"

(صحیح ترمذی ج ۱ ص ۱۰۸)

امام ابن عسقلانی لکھتے ہیں کہ امام ابن القطان رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ

جواز النظر عند امن الفتنة من حیث انه لم یأمرھا

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر محرم عورت کو دیکھنا جائز ہے بلکہ فتنہ کا اندیشہ

بتغطية وجهها، ولو لم يفهم العباس ان النظر جائز ما سأل ولو لم يكن ما فهمه جائز الما اقره عليه۔ (تلخیص الحبیر ج ۳ ص۱۵۰)

نہ ہو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چہرے کے چھپانے کا حکم نہ دیا اور اگر حضرت عباس اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کو جائز نہ سمجھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کرتے اور اگر ان کا یہ خیال درست نہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح فرماتے۔

٭ ٭ ٭

رہا مولانا مودودی صاحب کا اس حدیث کے بارے میں یہ فرمانا کہ وہ چونکہ احرام کی حالت میں تھی اسلئے اسے چہرہ چھپانے کا حکم نہ دیا اس کا جواب خود اسی حدیث میں جو ترمذی کی روایت سے ہے آجاتا ہے کہ یہ واقعہ قربانی کے بعد کا ہے اور قربانی کے بعد احرام کھول دیتے ہیں چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ اسکے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف زیارت کو تشریف لے گئے لہٰذا جناب مودودی صاحب کی رائے درست نہیں ہے بلکہ سیاقِ حدیث کے خلاف ہے اگر اسی نکتہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امام ابن القطان نے اس حدیث سے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے جواز کا مسئلہ اخذ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے لئے چہرہ کا پردہ ضروری نہیں ہے۔ اور یہ کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو یعنی نفس میں بُری نیت کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اجنبی عورت کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ نوجوان آدمی اور نوجوان عورت ہے جو ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے مجھے اندیشہ ہوا کہ ان کے دل میں شیطانی خیال نہ آجائے۔ معلوم ہوا کہ ابھی تک ان کے دلوں میں کوئی شیطانی خیال نہیں آیا تھا اسلئے ان کا دیکھنا گناہ و حرام نہ تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے صرف یہ فرمایا کہ میں ان کے بارے میں شیطان کے وسوسے کا اندیشہ ہے۔ اگر حرام ہوتا تو

آپ دونوں کو مسئلہ بتاتے کہ یہ دیکھنا حرام ہے اور تم حرام کے مرتکب ہوئے ہو لہٰذا توبہ بھی کرو۔ مگر آپ نے نہ تو حرام فرمایا اور نہ ہی انہیں توبہ کرنے کا فرمایا تو ثابت ہوا کہ دیکھنا حرام نہ تھا ورنہ آپ توبہ کا حکم دیتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ توقع نہیں کہ ان کے سامنے کوئی حرام کام ہو اور آپ کرنے والے کو اسکے حرام ہونے سے آگاہ نہ فرمائیں اور اس سے توبہ نہ کرائیں پھر یہ موقع بھی کوئی ابتداء اسلام کا نہ تھا بلکہ حجۃ الوداع کا موقع تھا جب حلال و حرام کے احکام مکمل نازل ہو چکے تھے۔

قابلِ توجہ

قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ مرد اجنبی عورت کے چہرے اور اسکے ہاتھوں کی طرف نظر کر سکتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس مسئلہ کی آڑ میں کوئی اپنی بیوی یا اپنی محرم خواتین کے سوا دوسری عورتوں کو جی بھر کر دیکھتا پھرے اور جہاں پہلی نظر میں کچھ کشش محسوس کرے وہاں نظریں دوڑاتا پھرے کیونکہ اگر نظر بہک گئی اور اسمیں شہوت کا عنصر شامل ہو گیا تو وہ نظر کا زنا قرار پائے گا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھ کا زنا (شہوت سے) دیکھنا ہے۔ ایسی نظر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انسان کے لئے وبال گناہ ہے۔ یعنی حرام ہے اور ایسی ہی نظر کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ شیطان کے زہریلے تیروں میں ایک تیر ہے۔ اور فرمایا گیا ہے جو اس سے باز رہے اسے اللہ تعالیٰ عبادت میں لطف و لذت عطا فرمائے گا (ابوامامہ فی مسند احمد)

لہٰذا مسلمانوں کو نظر کے بارے میں محتاط ہونا چاہیئے۔

فقہ اسلامی

قرآن و سُنت کے بعد اب ہم فقہ اسلامی کے حوالہ جات قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ ضروری نہیں ہے اس سلسلے میں سب سے پہلا حوالہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب قدوری ہے پھر اسکی شرح جوہرنیرہ سے پیش کر رہے ہیں۔

علامہ قدوری فرماتے ہیں:

① ولا یجوز ان ینظر الرجل من الاجنبیۃ الا الی وجہھا وکفیھا۔ — مرد کو اجنبی عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کے سوا اور کسی عضو کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ (قدوری صہ ۲۴۶)

② الجوہرۃ النیرۃ نے اسکی شرح یوں کی ہے کیونکہ اُسے مردوں سے معاملات کی صُورت میں لینا دینا ہوتا ہے اور عورت حاکم کے پاس گواہی دینے کے لئے اپنا چہرہ ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے اسلئے عورت کو چہرہ ظاہر رکھنے کی رخصت ہے اور شیخ (مصنّف) کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت کے پاؤں دیکھنا جائز نہیں ہے۔ حسن نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ پاؤں دیکھنا جائز ہے کیونکہ عورت چلنے کی طرف مجبور ہوتی ہے تو اسکے قدم ظاہر ہوتے ہیں سو پاؤں ہاتھ کی مانند ہیں۔ اور کیونکہ چہرہ میں وہ کشش ہوتی ہے جو پاؤں میں نہیں ہوتی، اسکے باوجود جب مرد کو عورت کا چہرہ دیکھنا

جائز ہے تو پاؤں کا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ صاحب جوہرہ کہتے ہیں کہ قدم ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جب عورت جرابیں پہن کر چلتی ہے تو قدموں کے اظہار سے مستغنی ہوتی ہے اس لئے قدموں کا دیکھنا جائز نہیں ہے (لیکن اسکے لئے جرابیں پہننا بھی شرعاً ضروری نہیں ہیں تو پاؤں کا چھپانا بھی ضروری نہ ہوا)

(القدوری)

فان کان لایا من الشهوة لا ینظر الی وجهها الا الحاجة۔

اگر مرد شہوت کا خطرہ رکھتا ہو تو عورت کے چہرہ پر نظر کرنا ضرورت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

(قدوری ص ۲۴۲)

کیونکہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے اجنبی عورت کے محاسن کی طرف بُری خواہش سے دیکھا تو اسکی آنکھوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائیگا۔ صاحب قدوری کا (الا الحاجة) کہنا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر مرد عورت سے متعلق شہادت دینا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس کے چہرہ پر نظر کرنا جائز ہے اگرچہ اسے شہوت کا اندیشہ ہو کیونکہ شہادت قائم کرنے کے لئے وہ عورت کا چہرہ دیکھنے میں مجبور ہے۔ اس مسئلہ کی بنیاد زنا کے گواہ ہیں کیونکہ جب وہ گواہی قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ان کو زنا کی حالت میں شرمگاہ کو دیکھنے کی ضرورت ہوگی یعنی اسکے بغیر گواہی نہیں دے سکتے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ناقابل دید چیز کو بھی دیکھنے کی نہ صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ دیکھنا ضروری بھی ہوجاتا ہے۔ اور غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو چھونا حلال نہیں ہے اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (ڈاکٹر طبیب علاج کی غرض سے محل علاج کو چھونے کی ضرورت محسوس کرے تو کرسکتا ہے) ممانعت کی وجہ وہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت کے

ہاتھ کو بلا ضرورت چھوا اسکے ہاتھ پر قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا انگارہ رکھا جائے گا کیونکہ ہاتھ لگانے کی عام طور پر ضرورت نہیں پڑتی جبکہ دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے ہاتھ لگانا منع اور دیکھنا جائز ہوا اور اس لئے کہ نظر کرنے میں شہوت کا امکان کم اور ہاتھ لگانے میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب عورت جوان ہو شہوت رکھتی ہو اور رہی بڑی عمر والی عورتیں جن میں جوانی والی خواہشات نہیں ہیں تو ان سے تو مصافحہ بھی کر سکتے (ہاتھ ملا سکتے) ہیں کیونکہ وہاں فتنہ کا اندیشہ نہیں اور مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑی عمر والی خواتین سے ہاتھ ملاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک بڑی عمر کی عورت نوکرانی رکھی تھی جو آپ کی خدمت کرتی تھی آپکے پاؤں دباتی تھی آپ کی جوئیں دیکھتی تھی اور مروی ہے کہ ایک خاتون نے حضرت امام نخعی کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنے چہرے سے پردہ ہٹا، اس نے پردہ ہٹایا تو وہ بڑی عمر کی تھی تو آپ نے اس سے مصافحہ کیا۔" (الجوہرۃ النیرہ ج ۲ ص۳۸۵)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا اس خاتون کو حکم دینا کہ چہرے سے پردہ ہٹائے، اس بات کی دلیل ہے کہ چہرہ کا پردہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اگر واجب ہوتا تو آپ اسے چہرے کا پردہ ہٹانے کا حکم نہ دیتے کیونکہ مصافحہ تو ضروری نہ تھا جس کے لئے واجب کے ترک کی حاجت ہوتی - امام ابراہیم نخعی جلیل القدر تابعی اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری کے استاذوں کے بھی استاذ ہیں کئی ایک صحابہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ بہت بڑے محدث وفقیہ ہیں ۹۶ھ کو وصال فرمایا۔ (تہذیب التہذیب)

(۳) فقہ حنفی کی مشہور ومعروف کتاب کنز الدقائق میں ہے:

لا ینظر الی وجہ الحرۃ یعنی عورت حرہ کے چہرہ اور ہاتھوں

وکفیھا ولا ینظر من اشتھی	کے سوا اس کے جسم کے کسی حصہ کو نہ دیکھے
الی وجھھا الا الحاکم	اور جسکو شہوت کا اندیشہ ہو وہ اس کے
والشاھد وینظر الطبیب الی	چہرہ کو نہ دیکھے مگر حاکم اور گواہ دیکھ سکتا
موضع مرضھا۔"	ہے اور طبیب مرض والی جگہ کو دیکھ سکتا
کنز الدقائق (ص۴۲۴)	ہے اگرچہ ان لوگوں کو شہوت ہونے کا
	اندیشہ ہو کیوں کہ یہاں مجبوری ہے۔

امام ابن نجیم نخعی رحمہ حنفی مصری اسکی شرح میں فرماتے ہیں:

کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے سوا جسم کے کسی حصہ کو اجنبی مرد نہ دیکھے اسکی اصل وہ حدیث ہے جس میں ہے:

"المرءۃ عورۃ مستورۃ"، کہ عورت کو پردہ میں ہونا چاہیئے۔

لیکن شریعت نے چونکہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو خود ہی پردہ سے مستثنیٰ کر دیا ہے لہٰذا ان کا دیکھنا اجنبی مرد کو جائز قرار پایا اور اس لئے کہ عورت کو اجنبی مردوں سے معاملہ کرنے کے لئے گھر سے نکلنا ہوتا ہے یعنی لینا دینا خرید و فروخت اور دیگر معاملات کے لئے اسے گھر سے باہر جانا ہوتا ہے جو اسکی معاشرتی زندگی کے لئے لازمی ہے تو اسے چہرہ کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دوسرا فریق اسے پہچان لے اور کچھ بیچنے کی صورت میں اس سے رقم کا مطالبہ کر سکے اور اگر کوئی چیز خریدے اور اسمیں کوئی عیب نکل آئے تو عورت اس چیز کو دکاندار کے ہاں واپس کر سکے اور پکڑنے اور پکڑانے کے لئے ہاتھوں کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو نصف بازوؤں تک ظاہر کر سکتی ہے کیونکہ کہنی کے نصف تک ہاتھ تک عام طور پر عادۃً کھل جاتا ہے لہٰذا اسمیں کوئی حرج نہیں۔ پس غیر محرم عورت کے چہرے دو ہاتھوں کے سوا اسکے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔

کیونکہ حدیث شریف میں ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

من نظر الی محاسن امرءة اجنبیة عن شهوة صب فی عینیه الآنك یوم القیمة۔ (البحرالرائق ج ۸ ص ۲۱۸)

جس نے غیر محرم عوَرت کی طرف بری نظر سے دیکھا قیامت کے دن اسکی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

اور فقہاء نے کہا ہے کہ اگر عورت نے کپڑے پہنے ہوتے ہیں تو اسکے ملبوس جسم کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہاں ایسا لباس نہ پہنا ہوا ہو جو اسقدر تنگ ہو کہ عوَرت کے جسم کے موٹے اور پتلے اعضاء کی وضع قطع کی پوری نمائش کرتا ہو ایسی صورت میں اسکی طرف نہ دیکھیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

من تأمل خلف امرءة من وراء ثیابها حتی تبین له حجم عظامها لم یرح رائحة الجنة۔ (البحرالرائق ج ۸ ص ۲۱۸)

جس نے کسی عوَرت کے پیچھے اس کے تنگ لباس کے اندر چھپے ہوئے اسکے جسم کو غور کی نظر سے دیکھا یہاں تک کہ اسکی ہڈیوں کی موٹائی تک اسکی نظر میں واضح ہو گئی وہ جنت کی ہوا نہ پائے گا۔

ہاں اگر عورت نے اسقدر تنگ لباس نہ پہنا ہوا ہو تو اسکی طرف نظر کرنے میں گناہ نہیں یہ ایسے ہے جیسے کسی خیمہ کی طرف دیکھنا۔ لیکن بلاضرورت غیر محرم عوَرت کو ہاتھ نہ لگائے نیز غیر مسلم عوَرت کے سر کے بال دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حوالہ مذکور)

(۵) امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی اپنی مشہور کتاب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں کہ

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عوَرت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنے کی قرآن نے اجازت دی ہے۔ آیت کریمہ ہے (ترجمہ)

"عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو از خود اس سے ظاہر ہے ۔"
حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ "جو از خود اس سے ظاہر ہے" اس سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے اور سرمہ اور انگوٹھی سے ان کی مراد سرمہ اور انگوٹھی کا محل و مقام ہے اور وہ چہرہ اور ہاتھ ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى" کہ تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز سے مراد محل نماز ہے یعنی مسجد ہے اور اس لئے کہ عورت کو مردوں سے بھی لین دین کرنا پڑتا ہے اور ان سے میل ملاپ کے بغیر اس کیلئے چارہ نہیں کیونکہ وہ معاشرہ کا ایک حصہ ہے اسے آنا ہے جانا ہے اور راستوں پر چلنا ہے ۔ اسلئے اسے چہرہ ڈھانپنے میں الجھن ہوگی ۔"

(تبیین الحقائق ج ۶ ص ۱۷)

راقم کہتا ہے کہ سردی، گرمی، دن، رات اور روشنی اور اندھیرا، اس قسم کی مشکلات اس کے لئے بھی ہیں، لہٰذا شریعت نے اس کے لئے چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ نہیں رکھا اور غیر محرم کو اجازت دی کہ وہ اسکے چہرے کو اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ بری نیت سے نہ ہو ورنہ گنہگار ہوگا ہاں نکاح کرنے کی خواہش والا، ڈاکٹر اور طبیب غیر محرم ایسے لوگ جنہیں عورت کو ضروری دیکھنا پڑتا ہے انہیں شہوت کے پیدا ہونے کا اندیشہ بھی ہو جب بھی دیکھنا جائز ہے کہ یہ ایک مجبوری ہے)

یہی مضمون تمام کتب فقہ حنفیہ میں ہے ۔ آخر میں ہم فتاوٰی رضویہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں :

(٦) اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں کہ

"اگر عورت موٹے اور خوب گھیر دار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھانکے نکلتی ہے کہ سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے بال یا گلا یا بازو دکلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص۲۵۰ طبع کراچی)

پردہ کی اس حد تک پابندی کرتے ہوئے وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہے ملازمت بھی کر سکتی ہے کاروبار اور لین دین بھی کر سکتی ہے بشرطیکہ غیر محرم مردوں کے ساتھ میل ملاپ اور بول چال شرعی آداب کے تحت ہو اور ضرورت کی حد تک ہو اور اکی نشست و برخاست غیر محرم مردوں کے ہمراہ بے تکلفانہ طور پر نہ ہو۔ اور یہ بھی اس صورت میں ہے جب عورت ایسی ملازمت یا کاروبار کے لئے مجبور ہو کہ اس کا کوئی کفیل ہی نہ ہو یا بحالت ناکافی ہو۔ یہ تمام قیود و شرائط اس صُورت میں ہیں جب کسی مجبور خاتون کو مردانہ محکموں میں سروس کرنی پڑے لیکن زنانہ محکموں میں ملازمت کرنے کیلئے ایسی شرائط و قیود کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ وہاں تو ماحول ہی زنانہ ہوتا ہے البتہ گھر سے جانا اور واپس آنا اس کے لئے پُر امن ہونا ضروری ہے۔

الحمدللہ کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے بھی واضح ہو گیا کہ عورت پر چہرے اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے۔ اور نہ ہی سنت ہے ہاں زیادہ سے زیادہ افضل و مستحب کہا جا سکتا ہے جس کا ترک نہ گناہ ہے اور نہ ہی حرج کا باعث۔

اگر کوئی عورت شرعی تقاضوں کے مطابق لباس نہیں پہنتی جیسا کہ مغربی اور یورپی ذہن کے گھرانے کی خواتین ہیں۔ ننگے سر پھرتی ہیں گلے میں دوپٹہ ہے، شرم و حیاء سے قطعاً ناواقف بلکہ اسے رجعت پسندی اور قدامت پسندی کا طعنہ دیتی ہیں ایسی عورتیں دکاندار سے کچھ لینے آئیں تو دکاندار ان سے لین دین کر سکتا ہے اس پر تبلیغ فرض نہیں ہے کیونکہ تبلیغ تو علماء دین کریں۔ علماء پر بھی اس وقت فرض ہے جب ان کو توقع

ہو کہ ان کی نصیحت کا اثر ہو گا اور ان کے کہنے سے سننے والا غیر شرعی کام چھوڑ دیگا۔ اگر یہ توقع نہ ہو تو ان پر بھی تبلیغ فرض نہیں ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دعوتِ ولیمہ میں گیا۔ تو اچانک وہاں گانے بجانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا پس میں نے صبر کیا اور دعوت سے فارغ ہو کر واپس آ گیا۔ امام صاحب کے اس واقعہ سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر برائی کے مرتکب لوگوں کو برائی سے باز رکھنا ممکن ہو تو باز رکھے ورنہ صبر کرے۔

امام صاحب اس وقت درجۂ امامت پر فائز نہ تھے اسلئے آپ نے محسوس کیا کہ اگر وہ مخالفت کریں گے تو ان کی مخالفت کا کسی پر اثر نہ پڑے گا تو آپ خاموش رہے۔

(ہدایہ ج ۴ صفحہ ۴۵۲)

پھر فقہاء نے کسی کو تبلیغ کرنے کو اس وقت ضروری قرار دیا ہے جب اس بات کی امید ہو کہ سننے والا اس پر عمل کرے گا ورنہ ضروری نہیں۔ چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

ان یعلم انہ لایفید انکارہ۔ فلا تجب علیہ الحسبۃ لعدم فائدتھا۔	اگر اس بات کا علم ہو تو اسکی نصیحت کا کوئی فائدہ نہ ہو تو نصیحت ضروری نہیں۔ کیونکہ ایسی کوئی فائدہ نہیں۔

(الامر بالمعروف والنہی عن المنکر للغزالی صفحہ ۲۵)

بلکہ دکاندار اگر تبلیغ شروع کر دے تو اس کا کاروبار متاثر ہو گا اور آزاد منش لوگ اسکی دکان پر آنا چھوڑ دیں گے جس سے اسے مالی خسارا اور نقصان ہو گا جبکہ اسلام ہمیں ایسا خسارہ برداشت کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

اگر کسی شخص کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اور خاوند کے کہنے کے باوجود دین و شریعت کے احکام کی پابندی نہ کرتی ہو تو خاوند بری الذمہ ہو گیا اس پر کوئی گناہ نہ ہو گا۔ گنہگار

وہی عورت ہوگی۔ بعض پیغمبروں کی بیویاں ان کی تبلیغ کے باوجود اسلام نہ لائیں حضرت نوح کا بیٹا اسلام نہ لایا تو اس کا پیغمبروں پر کیا اثر پڑا۔ انہوں نے تو اپنی ذمہ داری پوری کردی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کی شکایت کی وہ بدکردار ہے اور خلافِ شرع کاموں کاموں کی مرتکب ہوتی ہے آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ عرض کرتا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے فرمایا پھر اسکے ساتھ نباہ کرو۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص۲۸۶ بحوالہ سنن ابی داؤد و نسائی)

ایک حدیث میں ہے کہ اس نے عرض کی یا رسول اللہ وہ خوبصورت ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں فرمایا تو پھر اس سے نفع اٹھاتے رہو۔

(شرح السنۃ ج ۹ ص۲۸۷)

اس حدیث کی شرح میں امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے فاسقہ و فاجرہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ (شرح السنۃ ج ۹ ص۲۸۷/ ص۲۸۸)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بدکردار عورت کو گھر میں رکھنا حرام نہیں ہے خصوصاً جب خاوند کو اسکے ساتھ محبت ہو۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص۵۰۵)

فتاوٰی درمختار میں ہے "لا اثم بمعاشرۃ من لا تصلی" کہ ایسی بیوی کے ساتھ نبھاہنے میں گناہ نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتی ہو۔

امام ابن عابدین لکھتے ہیں۔

"ان ترک الفرائض غیر الصلوٰۃ کالصلوٰۃ"	یعنی نماز کے علاوہ دیگر فرائض نماز کے ترک کی طرح ہیں۔

(شامی ج ۳ ص۲۲۹)

یعنی جو عورت کسی بھی فریضہ کی تارک ہو جس میں پردہ کا فریضہ بھی شامل ہے۔

اسکے ساتھ بھی خاوند کو نباہنا جائز ہے۔

امام ابن نجیم فرماتے ہیں:

"وَلَا اثم علیہ بل علیھا" یعنی خاوند پر نہیں عورت پر گناہ ہوگا۔

(البحر الرائق ج ۳ ص ۲۵۵)

الغرض جب خاوند بھی اپنی بیوی کی غیر شرعی حرکات کا خدا تعالیٰ کے ہاں جواب دہ نہیں ہے جبکہ اسے نصیحت کرے مگر وہ نہ مانے تو کوئی دُوسرا اس کا ذمہ دار کیونکر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ایسی عورتیں دوکانوں پر آئیں تو دوکاندار کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ ان کی مطلوبہ چیز اگر موجود ہو تو انہیں دے۔ ان سے بات کرے ان سے لینا دینا کرے ان کی طرف دیکھے ان کو اچھی طرح پہچان لے۔ کیونکہ بعد میں اسکی ضرورت پیش آسکتی ہے۔

اِستفسارات اور اُن کے جوابات

مُرسلہ :

مولانا ابُو داؤد محمد صادق خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

بخدمت مولانا مفتی غلام سرور صاحب ۔ سلام مسنون ۔

گذارش ہے کہ چاہئے تو یہ ۔ کہ جوں جوں کسی عالم کے علم اور عُمر میں اضافہ ہو ۔ اسکے عمل و تقویٰ میں بھی اضافہ ہو ۔ مگر نامعلوم آپ اسکے برعکس کیوں جا رہے ہیں خصوصًا یکے بعد دیگر اپنے پیرخانہ اور سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ کے برعکس کیوں عمل پیرا ہیں ۔ کیا آپ نے "البر" اپنی نمائش اور انتشار اور بزرگوں پر تنقید کے لئے جاری کیا ہے ؟

بہرحال آپ نے تازہ شمارہ میں منفقہ شرعی پردہ کے خلاف جو "علمی سازش" کی ہے اور نام بنام بزرگوں پر جو تنقید اور ان کی تغلیط کی ہے ۔ اسکو پڑھکر درج ذیل سوالات کے جوابات بذریعہ جوابی لفافہ مطلوب ہیں ۔

(١) آپ نے عورت کا چہرہ دکھانا اور مردوں کا اسے دیکھنا جائز قرار دیا ہے ۔ کیا یہ عورت کے سادہ چہرہ کے متعلق ہے ۔ یا نوجوان عورت کا سُرمہ ، سُرخی لگاکر اور بھوؤں رخساروں کو رنگین دلکش بناکر نکلنا اور چہرہ دکھانا اور اس کا دیکھنا بھی سادہ چہرہ کی طرح جائز روا ہے ؟

(٢) اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہیں ۔ تو علماء و شرفاء کی مستورات کا شروع سے

ابتک منہ ڈھانپنا اور برقع پہننا پہنانا کیوں معمول رہا ہے۔

(۳) آپ (مفتی صاحب) کی امہات منہ ڈھانپتی اور برقعہ پہنتی تھیں یا نہیں۔ اور اب آپ کی اہل خانہ مستورات برقعہ پہنتی ہیں یا ننگے منہ باہر آتی جاتی ہیں۔

(۴) اگر فساد زمانہ و فتنہ نظر کی قید واعتبار نہیں۔ تو فقہاء کرام نے مستورات کو نماز باجماعت میں مساجد میں آنا کیوں ممنوع ٹھہرایا ہے۔ اس مسئلہ میں حضور امام اعظم اور مجدد اعظم علیہما الرحمۃ کا مسلک و فتویٰ کیا ہے؟

نوٹ:۔ طاہر القادری کے چیلے کہہ رہے ہیں کہ خواب اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہوتے۔ ان میں کوئی اور تعبیر و اشارہ ہوتا ہے۔ لہٰذا پروفیسر کے خوابوں میں کوئی قباحت نہیں۔ اسکے متعلق آپ کا تفصیلی و فوری جواب روزنامہ "خبریں" میں شائع ہونا چاہیئے۔ یا پھر "البرّ" میں۔

ابوداؤد محمد صادق (گوجرانوالہ)

مکرمی و محترمی جناب مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب زیدت عنایاتہ!

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ! مزاج شریف؟

آپ کا کرم نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

الحمد للہ راقم عمل و تقویٰ کے خلاف یا اسکے برعکس نہیں جا رہا اگر آپ نے ایسا سمجھا ہے تو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ راقم نے جو کچھ لکھا یہ ایک علمی و تحقیقی بات تھی جس کے دونوں پہلو دلائل کی روشنی میں واضح کر دیئے گئے ہیں جواز کا پہلو اور افضل و اعلیٰ بھی۔ شاید آپ نے غور نہیں فرمایا۔ باقی رہی پیر خانہ یا سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی بات تو اسکے باوجود کہ راقم کے نزدیک حجتِ شرعیہ قرآن و سنت اور اجماع امت و اجتہاد ائمہ مجتہدین ہے پیر خانہ یا سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی ہر بات حجت نہیں۔ ایک اہل علم و تحقیق کو صد ادب و احترام اور عقیدت کے ساتھ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے پیر خانہ یا سیدنا اعلیحضرت

یا ان سے بھی کسی بڑی شخصیت سے اختلاف کرنے کا حق ہے۔ ہمیں اپنے بزرگوں سے یہی سبق ملا ہے اسکی کئی ایک مثالیں موجود ہیں چنانچہ

" امام العرب والعجم حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب " اخبار الاخیار " میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے کچھ مریدوں نے محفل قوالی منعقد کی جس میں دف بجانے والوں سے قوالی سُنی۔ خواجہ صاحب کے مُرید و خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ آغاز محفل ہی وہاں سے اٹھ کر جانے لگے تو پیر بھائیوں نے اصرار کیا کہ محفل سے نہ جائیں آپ نے فرمایا " خلافِ سُنّت است " کہ یہ محفل سُنّت کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ قوال کے منکر ہو گئے " واز مشرب پیر برگشتی " اور اپنے پیر و مرشد کے طریقے سے پھر گئے ہیں۔ " گفت حجت نمے شود دلیل از کتاب و حدیث مے باید " فرمایا پیر کا طریقہ حجت نہیں، قرآن و حدیث سے دلیل چاہیے "۔ آپ کے پیر بھائیوں نے آپکے پیر و مرشد حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے ان کا شکوہ کیا اور وہاں تک ان کی بات پہنچائی کہ نصیر الدین کہتے ہیں کہ پیر کا مسلک حُجت نہیں قرآن و حدیث کی دلیل لاؤ۔ حضرت شیخ کو اپنے مُرید کا خلوص معلوم تھا فرمایا " راست مے گوید حق آنست کہ او مے گوید " کہ وہ سچ کہتے ہیں حق بات وہی ہے جو وہ کہتے ہیں "

(اخبار الاخیار صفحہ ۸۲)

اس واقعہ سے اہلسنت کے دو اکابر کا نقطہ نظر واضح ہو گیا کہ ایک متلاشی علم و تحقیق کے لئے پیر خانہ یا کسی بھی بڑے بزرگ کا عمل محض ان کی ذات کے حوالہ سے حجت نہیں تاوقتیکہ قرآن و سُنت سے کوئی دلیل نہ لائی جائے۔ ہاں جو لوگ قرآن و سنت کے عالم نہیں ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی ہدایات و تعلیمات پر عمل کریں کیونکہ عالم نہ ہونے

کی وجہ سے ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں بشرطیکہ پیر و مرشد عالم دین ہو اور پیر و مرشد وہی ہو سکتے ہیں جو صحیح العقیدہ ہوں اور قرآن و سنت پہ عبور رکھنے والے عالم دین ہوں۔

اگر پیر خانہ کے بزرگوں سے کسی فقہی مسئلہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں اختلاف کرنا (معاذ اللہ) بے ادبی ہوتی تو حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی و خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی جیسے بزرگ اس نقطۂ نظر کو ہرگز اختیار نہ کرتے، معلوم ہوا کہ یہ ہرگز بے ادبی کی بات نہیں بلکہ مستحسن بات ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ" کہ میری امت کے علماء و فقہاء کا باہمی فقہی اختلاف رحمت ہے۔ اسکو بے ادبی سمجھنا منشاء مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اور بجائے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خلاف ورزی اور اس پر طعن ہے۔ اس لئے ان بزرگوں نے ایکدوسرے کی کمال عقیدت و محبت کے باوجود فقہی مسائل میں جہاں ضروری سمجھا اختلاف کیا۔

اعلیٰحضرتؒ کا شاہ عبد العزیزؒ سے اختلاف

خود اعلیٰحضرت نے اپنے پیر و مرشد شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ کے استاذ کریم شیخ المحدثین و عمدۃ العارفین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہندوستان کے دار الحرب یا دار الاسلام ہونے کے مسئلہ میں اختلاف کیا کیونکہ سیدنا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا۔ شاہ صاحب کا فتاویٰ عزیزی ملاحظہ ہو جلد اول ص ۱۶، ۱۱۰۔ مگر اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ ہندوستان دار الحرب نہیں ہے دار الاسلام ہے بلکہ اس موضوع پر آپ کا رسالہ بھی شائع ہوا کہ ہندوستان دار الاسلام ہے۔

نیز جب اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ اپنے سے پہلے کے اکابرین و ائمۂ اہلسنت سے اختلاف فرماتے اور ان کے ارشادات پر تنقید کرتے ہیں تو کسی دوسرے کو ان سے اختلاف کرنے کا حق کیا نہیں ہے۔

قابلِ توجہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ کی صرف پہلی جلد کے اندر کئی ایک مسائل میں کئی ایک ائمہ دین سے اختلاف فرمایا ہے مثلاً امام طحطاوی، امام ابن عابدین شامی، صاحب مجمع الانھر، امام حصکفی، امام حموی امام ابوالسعود، علامہ کین، صاحب غنیہ، صاحب عنایہ، علامہ حلبی امام ابن نجیم، صاحب حلیہ، صاحب جوہرہ نیرہ، امام زیلعی، امام قہستانی۔ امام مناوی۔ امام سیوطی، امام ابن شجاع، امام ابن الاثیر، امام ملک العلماء، امام کرمانی اور امام ابن امام رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے اکابرین وائمہ سے اختلاف کئے ہیں لیکن بڑے ادب و احترام کے ساتھ۔ تو جیسے اعلیٰحضرت نے ان بزرگوں کو اپنے اکابر جانتے ہوئے بڑے ادب کے ساتھ ان سے بعض فقہی مسائل میں اختلاف کیا ایسے ہی اعلیٰحضرت کے اہل علم نیازمندوں کو بھی قرآن وسنت کی روشنی میں بعض مسائل میں بڑے ادب کے ساتھ ان سے اختلاف کرنے کا حق ہے یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

تاہم زیر بحث مسئلہ "پردہ کی شرعی نوعیت" میں تو ہم نے اپنی تائید کے لئے خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ بھی نقل کیا ہم نے اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت کے فتویٰ کے خلاف لکھا ہی نہیں ہے۔ اعلیٰحضرت کا وہ فتویٰ دوبارہ لاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں۔

"اگر عورت موٹے اور خوب گھیر دار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھلکے نکلتی ہے کہ سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے بال یا گلا یا بازو کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ صفحہ ۲۵ طبع کراچی)

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے اس فتویٰ میں چہرہ اور دو ہاتھوں کو پردہ سے مستثنیٰ فرمادیا ہے۔ اسی طرح اعلیٰحضرت کا دوسرا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

"اجنبی عورت کے جس حصۂ بدن (منہ کی صرف ٹکلی) کو دیکھنا جائز ہے

اسے بھی چھونا جائز نہیں"۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ صفحہ ۵۹۲ طبع رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور)

اسمیں بھی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ اور اسکے دیکھنے کو جائز قرار دیا۔ اسکے باوجود آپ کا راقم کو یہ فرمانا کہ

"یکے بعد دیگرے اپنے پیرخانہ اور سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ کے برعکس کیوں حل پیرا ہیں؟"

ناقابل فہم ہے۔

پھر آپ کا راقم سے یہ ارشاد فرمانا کہ "آپ نے تازہ شمارہ میں متفقہ شرعی پردہ کے خلاف علمی سازش کی ہے" بھی ناقابل فہم ہے۔

اگر چہرہ اور ہاتھوں کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دینا علمی سازش ہے تو اس علمی سازش کا الزام اللہ تعالیٰ پر عائد ہوگا کہ اس نے اپنے کلام پاک میں "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" فرما کر چہرہ اور دو ہاتھوں کو مستثنیٰ فرما دیا۔ اور یہ الزام خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عائد ہوگا (معاذ اللہ) کہ آپ نے حضرت اسماء سے فرمایا کہ جب عورت بالغہ ہو تو اسکے چہرہ اور دو ہاتھوں کے سوا کچھ نظر نہیں آنا چاہیئے۔ (ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۲۱۱ و مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

پھر آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی مزینہ کو بھی یہی فرمایا کہ جب عورت بالغہ ہو تو اسکے چہرہ اور نصف ذراع تک ہاتھوں کے سوا کچھ نظر نہ آنا چاہیئے۔

(تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۸ صفحہ ۹۲)

ان دو حدیثوں کے علاوہ راقم نے دس حدیثیں اور بھی مختلف سندوں سے پیش کی ہیں جو آپنے گذشتہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں ہونگی۔ پھر اگر یہ علمی سازش ہے تو اعیں ہمارے مفسرین بھی شریک ہیں جن کے حوالہ جات گذشتہ شمارہ میں پیش کئے گئے ان پر بھی علمی سازش کا الزام عائد ہوگا۔

ان کے علاوہ محدثین شارحین احادیث پر یہ بھی الزام عائد ہوگا جن کے حوالہ جات گذشتہ شمارہ میں گذرے مثلاً علامہ امام قدوری صاحب جوہرہ نیرہ۔ امام ابوالبرکات نسفی صاحب کنز الدقائق، امام ابن نجیم مصری صاحب البحر الرائق۔ امام عثمان زیلعی صاحب تبیین الحقائق اور امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ نے جو مبسوط شریف میں فرمایا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(بخوف طوالت ترجمہ عرض ہے)

" ہم (احناف) حضرت علی و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول لیتے ہیں بلاشبہ عورت کے چہرے اور دو ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی رخصت حدیثوں میں آئی ہے ان حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے کہ ایک عورت نے نکاح کے لئے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ نے اسکے نکاح میں رغبت محسوس نہ فرمائی اور یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا، لوگو! عورتوں کے بھاری حق مہر نہ باندھا کرو تو ایک عورت نے جس کے دو رخسار سیاہ تھے مگر ان میں خون کی سرخی جھلک رہی تھی کہاکہ اے عمر آپ نے یہ بات اپنی رائے سے کہی ہے یا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ ہم تو اللہ کی کتاب میں آپ کی رائے کے برعکس پاتے ہیں اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ تم نے عورتوں کو حق مہر میں سونے کا ڈھیر دیا ہے تو (جدائی کے وقت) ان سے کچھ بھی واپس نہ لو تو حضرت عمر حیران و لاجواب رہ گئے اور فرمایا کہ سب لوگ عمر سے زیادہ شریعت جانتے ہیں حتٰی کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہنے کے باوجود عمر سے زیادہ شریعت جانتی ہیں) حدیث کے راوی نے عورت کے چہرے کے دونوں رخساروں کی رنگت بیان کی کہ وہ سیاہ تھے مگر ان میں خون کی سرخی جھلکتی تھی اسمیں اس بات کی وضاحت ہوگئی کہ اس نے (مردوں کے

مجمع میں ہوتے ہوئے) اپنے چہرے کو کھلا کیا ہوا تھا۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے ہاتھوں کو دیکھا جنہیں مہندی نہیں لگی ہوئی تھی تو فرمایا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے۔ اور یہ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نے اپنا ایک شہزادہ حضرت بلال یا حضرت انس کو پکڑایا تو حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے سیدہ کے ہاتھ مبارک کو دیکھا ایسا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ خواتین کے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے لہٰذا ان کے چہرے اور ہاتھوں) کو دیکھنا جائز ہے۔ تو چہرہ سرمہ کا محل ہے اور ہاتھ انگوٹھی اور مہندی کی جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے یہی مراد ہے اور (جو لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے چہرے کے کھلا ہونے اور اسکو دیکھنے میں فتنہ کا خوف ہے ان کی یہ بات معقول نہیں کیونکہ) فتنہ کا خوف تو عورت کے کپڑوں کی طرف (جنہیں اس نے پہن رکھا ہے) دیکھنے میں بھی ہوتا ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

وما غرنی الاخضاب بکفها ۔۔۔ وکحل بعینها واثوابها الصفر

کہ مجھے تو محبوبہ کے ہاتھوں کی مہندی، اور اسکی آنکھوں کے سرمہ اور اس کے پیلے کپڑوں نے فریفتہ کر دیا۔

پھر اسمیں شک نہیں کہ اسکے کپڑوں کی طرف دیکھنا (بہ اجماع) جائز ہے اور اس سلسلے میں خوف فتنہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے تو اسی طرح اس کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا بھی جائز ہے اور امام حسن بن زیاد نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عورت کے پاؤں کو دیکھنا بھی جائز ہے اور امام طحاوی حنفی نے ذکر فرمایا کہ عورت کو مردوں سے معاملہ کرنے میں چہرے کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ان سے کچھ لینے اور

دینے کے لئے ہاتھوں کو ظاہر کرنا ہوگا اور ننگے پاؤں یا جُوتے کے ساتھ چلنے کے لئے اسے پاؤں کو ظاہر کرنے کی حاجت ہے اور بسا اوقات اسے موزے یا جرابیں میسر نہیں آتیں اور جامع البرامکہ میں امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے ہے کہ عورت کے ہاتھوں کو کہنی تک دیکھنا جائز ہے کیونکہ (ابن جریر کے حوالے سے ایک حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح گذرا ہے کہ اور یہ کہ) اسے روٹی پکانے اور کپڑے دھونے کے لئے کہنیوں تک ہاتھوں کو کھلا رکھنا پڑتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکے سامنے کے اوپر اور نیچے کے دانتوں کو بھی دیکھنا جائز ہے کیونکہ سامنے کے دانت مردوں کے ساتھ بات کرتے وقت ظاہر ہوجاتے ہیں اور یہ سب کچھ اس وقت جائز ہے جب دیکھنے والا شہوت (بری نیت) سے نہ دیکھے، اگر کوئی مرد یہ سمجھے کہ اگر اس نے دیکھا تو اپنی شہوت (بُری نیت کے پیدا ہونے) پر قابو نہیں پا سکے گا تو اسے ان مذکورہ چیزوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک نظر کے پیچھے دُوسری نظر نہ ڈالو کہ پہلی نظر تمہیں معاف اور دُوسری نظر تم پر گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد دوسری نظر سے یہ ہے کہ وہ بری نیت سے ہو۔" (ترجمہ ختم ہوا)

(المبسوط ج۔۱ ص۱۵۲۔ ص۱۵۳)

امام سرخسی حنفی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے اس سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے پردہ نہ ہونے کا مسئلہ فقہاء احناف نے سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے فرمانوں سے لیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فرمان " اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا " کی تفسیر میں وارد ہوئے۔

(۲) دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ایک عورت کا کھلے منہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام چہرے کے پردہ کو ضروری نہیں سمجھتے تھے اس لئے اس عورت نے چہرہ کو نہیں چھپایا ہوا تھا۔ اگر چہرے کا پردہ صحابہ کے نزدیک ضروری ہوتا تو وہ خاتون وہاں منہ کھولے سوال کرنے کی جراءت نہ کرتی خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے جن کے سایہ سے بھی شیطان بھاگ کھڑا ہوتا تھا۔

(۳) تیسرا یہ کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کا جواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے ثابت ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ عورت کے چہرے کی طرف بری نیت کے بغیر بلاضرورت بھی دیکھنا جائز ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنے والی خاتون کے چہرے کی طرف نظر کرنے والے راوی نے جو مجمع میں تھے اس عورت کے چہرے کی طرف نہ صرف دیکھا بلکہ اس حد تک غور سے دیکھا کہ اسکے رخساروں کی سیاہی سرخی کا امتزاج بھی نوٹ کیا پھر آگے اسے بیان بھی کیا۔

(۵) پانچواں یہ کہ عورت کے چہرے کی طرح اسکے ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔

(۶) چھٹا یہ کہ عورتوں کو اپنے ہاتھ مہندی سے رنگتے رہنا چاہیئے تاکہ مردانہ و زنانہ ہاتھوں میں ظاہری نظر میں فرق دکھائی دے۔

(۷) ساتواں یہ کہ عورت جان پہچان اور خاص تعلق والے اجنبی مرد کا اپنا بچہ پکڑا سکتی ہے یعنی جسے بچہ پکڑانے میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو)

(۸) آٹھواں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک کے افراد میں بھی آپ کے کمال حسن و جمال کا عکس جمیل پایا جاتا تھا۔

(۹) نواں یہ کہ جب چہرہ اور ہاتھوں کا دیکھنا جائز ہے تو اسمیں کوئی شرط نہیں کہ عورت کی آنکھوں میں سرمہ ـــــ ـــــ ہاتھوں میں مہندی اور انگوٹھی نہ ہو بلکہ ہاتھوں میں مہندی

نہ ہونے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ چیزیں مرد کی شہوت کو ابھارنے والی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر حضرت علی مرتضیٰ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے عورت کی آنکھوں کا سُرمہ اور ہاتھوں کی انگوٹھی اور مہندی سے کی گئی ہے کہ ان کا دیکھنا جائز ہے اور یہاں سے احناف نے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے دیکھنے کا جواز قرآن سے اخذ کیا ہے — اصل غرض تو شہوت کی نظر سے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ جن کے دلوں میں خوفِ خُدا نہیں ہے اور شہوت پرستی جن کی خصلت ہے وہ تو ان چیزوں کے بغیر بھی عورت کو دیکھ کر فسادِ نیت میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ تو اس میں قصور ان کا ہی ہوگا نہ کہ عورت کا جس نے شریعت کے حکم کے مقرر کردہ حجاب ضروری پر عمل کیا ہوا ہے، گناہ اسی مرد کو ہوگا جو بُری خواہش سے دیکھے گا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھا قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے سیسہ پگھلا کر اس کی آنکھوں میں ڈالا جائے گا۔ آپ نے مرد کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا، عورت کو نہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس عورت کو بھی کچھ سزا دی جائے گی جس نے منہ نہیں چھپایا ہوا تھا اور اس نے منہ نہ چُھپا کر ایک مرد کو بُری نیت سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک عورت جب چہرہ اور ہاتھوں کے بغیر باقی تمام جسم کو اچھی طرح ڈھانپ کر نکلتی ہے تو وہ عنداللہ بری الذمہ ہے۔ اس کے بعد جو شخص اس پر بری نظر ڈالے گا اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اس لئے وہی سزا کا مستحق ہوگا نہ عورت۔

(۱۰) دسواں یہ کہ خوفِ فتنہ کا سبب بتا کر عورت پر چہرے کا پردہ ضروری قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ خوفِ فتنہ تو اس کے لباس میں بھی ہے جیسا کہ شاعر کے کلام میں پہلے کپڑوں کا تذکرہ ہوا ہے حالانکہ کپڑوں میں خوفِ فتنہ کا کسی نے بھی

اعتبار نہیں کیا تو اسکے چہرے اور ہاتھوں میں بھی خوف فتنہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
لہٰذا ان کا پردہ بھی لازم نہیں ہے۔

(۱۱) گیارہواں یہ کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک عورت کے پاؤں کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

(۱۲) بارہواں یہ کہ عورت کو اجنبی مردوں سے لین دین کرنا (شرعی حدود میں رہ کر) جائز ہے اس سلسلے میں اسے چہرے اور ہاتھوں کو کھلا رکھنا ہوگا اس لئے شریعت نے ان کا پردہ لازم نہیں کیا۔

(۱۳) تیرہواں یہ کہ اسے ننگے پاؤں یا جوتے سے چلنے کے لئے پاؤں بھی کھلے رکھنا ہونگے لہٰذا پاؤں کا بھی پردہ ضروری نہیں ہے۔

(۱۴) چودہواں یہ کہ عورت کو گھریلو کام کاج کرنے یا باہر محنت مزدوری کرنے کے لئے ہاتھوں کی کہنیوں تک کپڑا یا قمیص کی آستین اوپر کرنا ہوگی لہٰذا کہنی تک ہاتھوں کا کھلا رکھنا اور اس کا دیکھنا جائز (بروایت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ)

(۱۵) پندرہواں یہ کہ عورت کے سامنے والے دانت بات کرتے وقت ظاہر ہو جاتے ہیں، جب اس سے بات کرنا جائز ہوا تو اسکے دانتوں پر نظر پڑنا بھی جائز ہوا۔

(۱۶) سولہواں یہ کہ اس صورت میں ہے کہ دیکھنا شہوت (بدنیتی) سے نہ ہو ورنہ گناہ ہوگا۔

(۱۷) سترہواں یہ کہ یہ جو حدیث میں ہے کہ پہلی نظر معاف اور دوسری نظر گناہ یا آنکھوں کا دیکھنا زنا ہے اس سے مراد وہ نظر یا آنکھوں کا وہ دیکھنا مراد ہے جس میں شہوت یعنی گناہ کی خواہش پیدا ہو۔ (معاذ اللہ) البتہ عورتوں کے لئے اس بات کی تاکید آئی ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں تو سادگی کے ساتھ نکلیں یعنی پرکشش بن کر نہ نکلیں مثلاً خوشبو (پرفیوم) لگا کر اور لباسِ فاخرہ سے ملبوس ہو کر اور پرتکلف میک اپ کر کے (سرخی پوڈر لگا کر) کہ مردوں کے لئے خواہ مخواہ جاذبیت وکشش کی صورت پیدا ہو۔ اس طرح سے کھلے منہ بہ الفاظ دیگر غیر محرم مردوں کو

دعوتِ نظارہ دینے کے لئے باہر نکلیں ورنہ گنہگار ہوں گی۔

نیز ملک العلمار امام علاؤالدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی حنفی ۵۸۷ھ اپنی مشہور کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں ارشاد فرماتے ہیں (بوجہ طوالت صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے)

"آزاد اجنبی عورتوں کے چہرے اور دو ہاتھوں کو چھوڑ کر باقی جسم کو دیکھنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "ایمان والوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں"، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان "اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت مگر جو زینت از خود ظاہر ہے" کے ذریعہ اس زینت کی طرف نظر کرنے کی اجازت دی جو از خود ظاہر ہے اور وہ چہرہ اور دو ہاتھ ہیں۔ دراصل زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے اور ظاہری زینت کی جگہ چہرہ اور ہاتھ ہیں پس سُرمہ چہرہ کی زینت اور انگوٹھی ہاتھ کی زینت ہے اور عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا اس لئے بھی جائز ہے کہ اسے عام طور پر خرید و فروخت اور لینے دینے کا معاملہ کرتے وقت چہرے اور دو ہاتھوں کو ظاہر کرنا پڑتا ہے لہٰذا اس کے لئے چہرے اور دو ہاتھوں کو ظاہر رکھنا حلال ٹھیرا اور یہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے اور امام حسن بن زیاد نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عورت کے دو پاؤں کو بھی دیکھنا جائز ہے (الی ان قال) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا" کی تفسیر میں فرمایا یہ آنکھوں میں سُرمہ اور ہاتھوں میں انگوٹھی ہے اور ان سے دُوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے چہرہ اور دو ہاتھ ہیں (الی ان قال) اور ان کا دیکھنا اس صُورت میں جائز ہے جس میں شہوت (بُری خواہش شامل) نہ ہو اور شہوت سے دیکھنا جائز نہیں ہے

کیونکہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھیں زنا کرتی ہیں اور دو آنکھوں کا دیکھنا اسوقت ہی زنا ٹھہریگا جب بُری خواہش سے ہو۔" (ج ۵ صـ۱۲۱ ، صـ۱۲۲)

اس قسم کے بے شمار حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں جن کی مزید گنجائش نہیں ہے یہی مذہب حنفی ہے اور چہرے کے پردہ کو واجب ٹھہرانا کسی کی ذاتی رائے تو ہو سکتی ہے اسے مذہب امام نہیں کہا جا سکتا۔ اگر یہ علمی سازش ہے تو اس سازش کا الزام کس کس پر عائد ہوگا غور فرمایئے۔

اور خود اعلیحضرت علیہ الرحمۃ پر بھی علمی سازش کا الزام عائد ہوگا کہ انہوں نے بھی اپنے فتاویٰ رضویہ میں چہرے اور دو ہاتھوں کے پردہ کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اجنبی عورت کے چہرے کو دیکھنا جائز بتایا (حوالہ گذر چکا) پھر راقم ۱۹۸۰ء میں مولانا قاری محمد غافر بخش و مولانا گلزار حسین صاحب ضیائی کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوا یہ حضرات گواہ ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کئی خواتین آئیں ہمارے سامنے بیعت ہوئیں انہوں نے چادروں سے جسم ڈھانپا ہوا ہوتا تھا اور چہرہ و ہاتھ ظاہر ہوتے تھے۔ حضور مفتی اعظم نے ان میں سے کسی بھی خاتون کو چہرہ چھپانے کی تلقین نہ فرمائی یہ ہمارا مشاہدہ ہے۔

نیز بہار شریعت میں ہے:

"مسئلہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اسکے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہوگا تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کے دیکھنے میں بھی یہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے۔

بعض علماء نے قوم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔" (بہارِ شریعت ج ۱۶ صفحہ ۶۶ بحوالہ درمختار عالمگیری)
اگر یہ علمی سازش ہے تو اسمیں صاحب بہارِ شریعت بھی شریک ہو گئے (معاذ اللہ)
حالانکہ یہ اکابر صحیح رہنمائی فرماتے ہیں یعنی انہوں نے سابق بزرگوں کے حوالہ جات سے جو کچھ
لکھا وہ ہم سب کے لئے راہنمائی ہے اگر کسی کی ذاتی رائے ہو تو اختلاف کیا جا سکتا ہے
جبکہ وہ اختلاف قرآن و سنت و ائمہ دین متین کی آراء کی روشنی میں ہو جس مسئلہ میں اکابر کی
آراء مختلف ہوں اسمیں اہلِ علم و تحقیق کو حق ہے کہ جس رائے کو اقرب الی الصواب سمجھے اسے اختیار کرے
اس صورت میں اس پر طعن و تشنیع کرنا اہلِ علم کی شان نہیں بلکہ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "
اختلاف امتی رحمۃ " کہ میری امت کے علماء و فقہاء کے فقہی اختلاف میں رحمت ہے ؟ کے بھی خلاف ہے۔
باقی رہا آپ کا ارشاد کہ نام بنام بزرگوں پر جو تنقید اور تغلیط کی ہے وہ درست نہیں ہے
میرے خیال میں کسی بزرگ کا نام لیکر ادب و احترام کے ساتھ اسکی رائے سے دلائل کی روشنی
میں اختلاف کرنا اور ان کی رائے کو غلط قرار دینا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے ورنہ یہی
اعتراض اعلیحضرت علیہ الرحمۃ پر بھی ہو گا کہ آپ نے اپنے فتاوٰی شریف میں بے شمار اکابرین
و ائمہ دین متین کے اسماء گرامی لیکر ان کی آراء سے اختلاف کئے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود
بالفرض اگر میرا یہ انداز اللہ تعالٰی کے ہاں ناپسندیدہ ہے کہ اکابرین اہلسنت کے اسماء گرامی کا
ذکر کر کے ان کی فروگذاشت کی اصلاح کی جائے تو میں طالبِ استغفار اور دُعا گو ہوں کہ
اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ
مِنْ كُلِّ مَالَا تَرْضٰى بِهٖ فَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔
نیز آپ نے فرمایا کہ عورت کے چہرے کے دیکھنے کا جواز میک اپ کے بغیر ہے یا
میک اپ کے ساتھ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ عورت کی
طرف شہوت سے دیکھنے کی ممانعت ہے خواہ میک اپ کے بغیر ہی ہو۔ اور بغیر شہوت

کے دیکھنا جائز ہے اگرچہ بیک اپ کے ساتھ ہی ہو یعنی جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ نا جائز ہے۔ (پہلے بھی گذر چکا ہے)

علماء و شرفاء کے لئے تو ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں غالباً آپ نے غور سے نہیں پڑھا ورنہ یہ سوال ہی نہ فرماتے۔ گذشتہ شمارہ کے صفحہ ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیے "زیادہ مناسب" کا لفظ موجود ہے اور افضل بھی بتایا ہے۔

نیز خواتین کو مساجد میں آنے سے منع کرنا بھی اسی موقف کی دلیل ہے کہ اگر چہرے کا چھپانا واجب ہوتا تو ان کو مساجد میں آنے سے منع کرنے کی حاجت نہ تھی کیونکہ چہرے کے حجاب کی صورت میں فتنہ کا خوف باقی نہیں رہ جاتا۔ ویسے بھی حدیثوں میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں جو خواتین نماز میں شامل ہوتی تھیں وہ اپنے چہرے نہیں چھپائے ہوئے ہوتی تھیں۔ چنانچہ حدیثوں میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں صبح کی نماز اندھیرے اندھیرے میں پڑھنے کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں اندھیرے کی کیفیت یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ سلام پھیرتے تو اس حد تک اندھیرا باقی ہوتا کہ خواتین اندھیرے کی وجہ سے نہیں پہچانی جاتی تھیں۔ اگر ان کے چہرے کپڑے سے چھپے ہوئے ہوتے تو یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ وہ اندھیرے کی وجہ سے نہیں پہچانی جاتی تھیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں "مایعرفن من الغلس" (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳) کہ اندھیرے کے سبب سے نہیں پہچانی جاتی تھیں۔

باقی رہا علماء و شرفاء کی خواتین کا منہ ڈھانپنے کا معمول تو یہ وجوب کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے، اور افضل۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ علماء اور دینی شخصیتیں جو اپنی علمی و بزرگی میں مرجع عوام و خواص ہیں ان کی خواتین کو ان کے دینی مقام و منصب کی نسبت سے پردہ کی اعلیٰ و افضل و اولیٰ نوعیت پر عمل کرنا چاہیئے اور جو پردہ کی شرعی نوعیت ہم پہلے واضح کر چکے ہیں وہ پردہ کی کم از کم حد ہے کہ اگر اس حد تک نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے یعنی اگر اس حد تک بھی پردہ نہیں کیا جاتا تو اس سے ایمانی و اسلامی

غیرتِ حیاء کی نفی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایمانی غیرت کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے کم از کم چہرے اور دو ہاتھوں اور دو پاؤں کے سوا تمام جسم کا پردہ (ڈھکا ہوا ہونا) فرض ہے۔ فرض کے بعد نوافل و مستحبات کا درجہ ہے تمام چہرہ کا پردہ یا آنکھوں کو چھوڑ کر منہ کو بھی چادر سے چھپانا افضل و اولیٰ اور مستحب ہے اور نفل کے درجہ میں ہے علمی و دینی حیثیت سے مرجع کی حیثیت رکھنے والے گھرانوں کو یہی زیب دیتا ہے۔ کہ وہ پردہ کی مستحب و افضل و اعلیٰ نوعیت پر عمل کریں اسمیں جناب والا کے سوال نمبر ۳ کا جواب بھی آ گیا۔ امید کہ جناب والا ان گذارشات سے اطمینان فرمائیں گے۔

تنبیہ

آخر میں بطور تنبیہ عرض ہے اور ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ غیر محرم عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف بلا شہوت دیکھنا اگرچہ جائز ہے تاہم بلا ضرورت اسکی طرف دیکھنے سے بچنا اور پرہیز کرنا نہ صرف یہ کہ افضل ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی پسند ہے جیسا کہ آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے چہرہ کو جب وہ سائلہ عورت کی طرف مسلسل دیکھ رہے تھے، دوسری طرف پھیر دیا تھا کہ ایک نوجوان کے لئے ایک خوبصورت عورت کے چہرہ کو مسلسل دیکھنے میں فتنہ کا اندیشہ تھا جب چہرے کی طرف دیکھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنا چاہئیے اگرچہ بلا شہوت ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسکی نظر عورت کے حسن پر پڑی پھر اس نے اپنی نظر نیچی کر لی اللہ تعالیٰ اسکے دل میں اپنی عبادت کی ایسی لذت پیدا کرے گا جسے وہ قیامت تک محسوس کرے گا۔ نیز یہ بات صرف حسین عورت کی حد تک ہی نہیں بلکہ حسین و جمیل لڑکوں کو دیکھنے کا حکم شرعی بھی یہی ہے۔

اور میں نے صوفیہ کرام کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایسے پرہیزگار مسلمان کو جہاں ترکِ نظر کے عوض میں اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا ذوق نصیب فرماتا ہے وہاں اُسکے

دل میں ایسا نور پیدا کرتا ہے کہ اسکے ذریعے اس پر کشف و الہام کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ ان مومنوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله " کہ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انہی بندوں میں سے بنائے۔ آمین

ایک اہم گذارش

آخر میں ایک اہم گذارش یہ ہے کہ جناب والا نے راقم کی پیش کردہ تحقیق کو علم و تقویٰ کے برعکس ایک علمی سازش ٹھہرایا ہے۔ اس تحقیق کو پڑھکر آپ نے اور دیگر قارئین نے محسوس کیا ہوگا کہ راقم نے سوائے قرآن وسنت اور سلف اکابرین کی کتابوں کے حوالہ جات کے کچھ نہیں لکھا حتیٰ کہ اعلیحضرت کے فتاوی شریفہ کے بھی حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں اگر راقم کو آپ یہ لکھتے ہیں کہ راقم علم وتقوی کے خلاف چل رہا ہے تو پھر یہی الزام خود اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرین امت پر عائد ہوگا جنہوں نے پردہ کی کم از کم یہی حد مقرر فرمائی ہے۔ لہٰذا بات کرتے یا لکھتے وقت جناب والا کو احتیاط اور ادب و احترام کا دامن تھامے رہنا چاہیئے۔

چہرہ کا پردہ اور تجدد پسندی

بہ جواب ماہنامہ رضائے مصطفےٰ شمارہ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ

مولانا موصوف نے رضائے مصطفےٰ میں سب سے پہلے تفسیر طبری و نیشاپوری کا حوالہ دیا ہے۔

ملاحظہ ہو رضائے مصطفےٰ لکھتا ہے:

آیت کریمہ: یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط

(سورۂ احزاب آیت ۵۹)

"عرب میں لونڈیاں لباس و پردہ میں احتیاط نہ کرتی تھیں اور ننگے منہ اور ننگے سر باہر نکلتی تھیں جس کے باعث فاسقوں کو چھیڑ چھاڑ کا موقع ملتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمان آزاد و باوقار خواتین ایسی لونڈیوں کی طرح بے پردگی و ان کے ساتھ مشابہت نہ کریں اور بہ وقت حاجت گھروں سے باہر نکلیں تو سر کے بالوں اور چہروں کو چادروں سے چھپائیں اور باپردہ رہیں۔"

(رضائے مصطفےٰ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ ص۷)

مولانا ابو داؤد صاحب ہمارے محترم ہیں اس احترام کے باوجود ہم ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ جناب والا نے جو طبری اور نیشا پوری کے حوالہ سے آیت کا شانِ نزول بیان فرمایا ہے۔ اسمیں آپ نے لکھا ہے کہ "عرب کی لونڈیاں لباس و پردہ میں احتیاط نہ کرتی تھیں اور ننگے منہ اور ننگے سر باہر نکلتی تھیں۔"
جناب والا پر واضح ہو کہ لونڈیوں کے لئے تو سرے سے پردہ تھا ہی نہیں تو یہ کہنا کہ لونڈیاں پردہ میں احتیاط نہ کرتی تھیں بے سُود ٹھہرا۔

شانِ نزول پر غور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت کے شانِ نزول سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ فاسق و بدکردار لوگ راستوں پر چلتی لونڈیوں کو چھیڑتے تھے لونڈیاں جان کر، کہ ان کے سر اور چہرے ننگے ہوتے تھے اور شرفاء خواتین اگر سر اور چہرے دونوں کو کھلا کر کے چلتیں تو فاسق لوگ ان کو لونڈیاں سمجھ کر انہیں چھیڑتے اور تنگ کرتے تھے۔ لہٰذا حکم ہوا کہ شرفاء و آزاد خواتین ان کے ساتھ مشابہت نہ کریں اور ننگے منہ اور سر باہر نہ نکلیں۔ تاکہ ان کی لونڈیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔
لفظ مشابہت پر جسے رضائے مصطفٰے نے بھی نقل کیا ہے غور طلب ہے کہ مشابہت تب ہوگی جب سر اور منہ دونوں کو کھلا اور ننگا کریں گی اور جب سر چھپالیں تو لونڈیوں سے مشابہت باقی نہ رہی لہٰذا منہ کھلا بھی رہے تو حرج نہیں۔

فرمانِ اعلیحضرت بریلوی یہی وجہ ہے کہ اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوٰی میں ارشاد فرمایا جسے محترمی مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب نے دیدہ و دانستہ نظر انداز فرما دیا ہے کیونکہ وہ ان کی خواہش کے برعکس اور راقم کی تحقیق کے مطابق ہے۔

ملاحظہ ہو۔" اگر وہ موٹے اور خوب گھیر دار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھانکے نکلتی ہیں کہ سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے بال یا گلا یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو کوئی حرج نہیں۔"
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ صفحہ ۲۵)

(توجہ طلب) اس کے بعد موصوف نے آیۃ مذکورہ بالا کا ترجمہ یوں کنزالایمان کے حوالے سے رقم کیا ہے۔

" اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔"

اعلیحضرت کا یہ ترجمہ کہ " اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔"

وضاحت طلب ہے کہ قرآن کی مذکورہ بالا آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا معنیٰ " منہ " ہو یعنی یوں نہیں فرمایا گیا کہ " یدنین علیٰ وجوھھن من جلابیبھن " کہ اپنے منہ پر اپنی چادر کا ایک حصہ ڈال لیا کریں بلکہ یوں فرمایا گیا " یدنین علیھن من جلابیبھن " آیت میں " اِدْنَاءٗ، جَلَابِیب کے معنی ہیں چادروں کا اپنے اوپر ڈالنا یا لٹکانا یا قریب کرنا۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ نے اس کا لفظی ترجمہ یوں کیا ہے:

" اے نبی کہہ واسطے بیبیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بیبیوں مسلمانوں کی کے نزدیک کرلیں اوپر اپنے بڑی چادریں اپنی۔"

یہ ترجمہ لفظی ترجمہ کے اعتبار سے بالکل صحیح ترجمہ ہے۔ " اِدْنَاءِ جِلْبَاب " ایک ایسا لفظ ہے جس کی مراد واضح نہیں ہے لہٰذا اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے سروں اور چہروں پر چادریں ڈال لیں اور دوسرا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے

سروں پر چادریں اس طرح ڈال لیں کہ سر کے تمام بال چھپ جائیں اور اس کا کچھ حصہ پیشانی پر پڑے اور گلا اور چھاتی بھی ڈھک جائے۔

آیت کریمہ کے اس لفظ کے مفہوم میں دونوں باتوں کے احتمال کی وجہ سے ائمہ مفسرین میں اختلاف واقع ہوگیا بعض ائمہ تفاسیر نے پہلے مفہوم کا اعتبار کیا اور بعض ائمہ نے دوسرے مفہوم کا۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ثم اختلف اھل التاویل فی صفة الادناء الذی امرھن اللہ بہ فقال بعضھم ھو ان یغطین وجوھھن ورؤسھن فلا یبدین منھن الا عینا واحدۃ	پھر مفسرین نے "ادناء" کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا تو بعض نے کہا کہ وہ اپنے چہروں اور سروں کو ڈھانکیں پس ایک آنکھ کے سوا کچھ ظاہر نہ کریں
(الی ان قال) وقال آخرون بل امرن ان یشددن جلابیبھن علی جباھھن الخ (تفسیر ابن جریر طبری ج ۲۲ ص۳۳)	(الی ان قال) اور دوسرے ائمہ تفاسیر نے فرمایا کہ بلکہ ان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی چادریں اپنی پیشانیوں پر باندھیں یا لٹکا لیں۔

امام ابن جریر علیہ الرحمۃ نے واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "یدنین علیھن من جلابیبھن" کا صرف یہی معنی نہیں کہ عورتیں اپنے سروں اور چہروں پر اپنی چادروں کا کچھ حصہ ڈال کر سروں اور چہروں کو چھپالیں بلکہ اس کا دوسرا معنی یہ بھی لیا گیا ہے کہ عورتیں اپنی چادریں سروں پر اس طرح ڈالیں کہ سر ڈھک جائے اور چادریں پیشانی تک رہیں ظاہر ہے کہ اس معنی کی روشنی میں چہرہ کو ڈھکنے کا حکم ثابت نہ ہوگا۔

پہلا معنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ان کے علاوہ حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے

(تفسیر طبری ج ۲۲ ص ۳۳)

اسی طرح سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کے فرمان " اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا " سے جو مراد ہے اسمیں بھی دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد کپڑے ہیں اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابراھیم اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ " الا ما ظهر منها " سے مراد آنکھوں کا سرمہ، انگوٹھی، ہاتھوں کے کنگن (چوڑیاں وغیرہ) اور چہرہ اور ہاتھ ہیں۔ یہ قول سیدنا عبداللہ بن عباس، حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ، حضرت عطار، حضرت حسن کا دوسرا قول، حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہم اجمعین کا قول ہے۔

امام ابن جریر طبری رضی اللہ عنہ دونوں قولوں کو روایت کرنے کے بعد اپنی طرف سے محاکمہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" اولی الاقوال فی ذٰلك بالصواب قول من قال عنی بذلك الوجه والكفان، یدخل فی ذلك اذا كان كذلك، الكحل والخاتم والسوار والخضاب الخ	ان تمام اقوال میں حق و صواب کے قریب تر ان حضرات کا قول ہے جنہوں نے کہا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد چہرہ اور دو ہاتھ ہیں اس صورت میں اسمیں سرمہ، انگوٹھی، کنگن اور مہندی بھی داخل ہو جاتی ہے۔

(تفسیر طبری ج ۱۸ ص ۹۴)

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اس محاکمہ میں جو اس قول کو ترجیح دی ہے کہ " الا ما ظهر منها " سے مراد عورت کا چہرہ اور ہاتھ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت پر چہرہ اور دو ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے اسکی دلیل بھی ساتھ ہی بیان فرمادی

ہے جسے ہم اپنے ماہنامہ "البرّ" کے شمارہ جولائی ۹۲ء میں نقل کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی عرض کر چکے ہیں کہ احناف نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے کیونکہ چہرہ کو اس طرح سے چھپانا کہ صرف ایک آنکھ نظر آئے کسی حدیث سے ثابت نہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان چہرہ کے چھپانے کے سلسلے میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کے سوا باقی جسم کا ڈھانپنا ضروری ہے اگر حدیثوں سے ثابت ہوتا تو احناف بھی اسی کو اختیار کرتے لیکن چونکہ چہرہ کے چھپانے کا حکم حدیثوں میں نہیں ہے اس لئے احناف نے چہرے کے چھپانے کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اسی لئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے فتاویٰ میں چہرے کے کھلے رکھنے پر فرمایا کہ اسمیں کوئی حرج نہیں۔ اور قرآن کریم کی آیت مذکورہ "یدنین علیھن من جلابیبھن" سے مقصود تو لونڈیوں اور آزاد خواتین کے درمیان امتیاز قائم کرنا تھا جو سر ڈھانپنے سے ہوگا لہٰذا چہرہ کے چھپانے کا حکم ثابت نہ ہوا۔ اگر اس کا حکم ثابت ہوتا تو فقہاء احناف اس کے خلاف موقف اختیار نہ کرتے۔ کم از کم مولانا موصوف اعلیٰحضرت کے ہی فرمان کو مانیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلکِ رضا کا علمبردار قرار دیتے ہیں۔

مسلکِ رضا تو مسلکِ رضا فتاویٰ رضویہ سے بالکل واضح ہے۔ ہم پھر اسے نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین انصاف فرمائیں اور مولانا ابوداؤد صاحب کی اجائز ضد بازی کا اندازہ کریں۔ اعلیٰحضرت لکھتے ہیں۔

"اگر وہ موٹے اور خوب گھیردار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھاکے نکلتی ہیں کہ سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے، بال یا گلا یا بازو، کلائی یا پیٹ یا پنڈلی، کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۲۵)

پھر احناف نے چونکہ سورۂ نور کی آیت " الا ما ظھر منھا " سے چہرہ اور دونوں ہاتھ مراد لیا ہے لہٰذا ان کے قول کے مطابق سورۂ احزاب کی آیت " یُدنین علیھن من جلابیبھن " کا معنی بھی وہی قرار پاتا ہے جو سیدنا عبداللہ بن عباس، حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

دونوں معنوں میں تطبیق احناف سورۂ احزاب کے اس معنی کو جسمیں چہرہ کے چھپانے کا ذکر ہے۔ استحباب پر محمول کریں گے۔ اس بنا پر اعلیحضرت کا ترجمہ یا دوسرے حضرات کا ترجمہ جس میں چہروں کے پردہ کا ذکر ہے۔

حضرت مولانا ابوداؤد صاحب نے ایک تو حاشیہ خزائن العرفان سے یہ عبارت پیش کی ہے۔

" سر اور چہرے کو چھپائیں " اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے کب کہا ہے کہ چہرے کو نہ چھپائیں۔ ہم نے تو اپنے رسالہ میں اسے افضل بتایا ہے کہیں منہ چھپانے سے منع تو نہیں کیا۔ صرف اسقدر بتایا ہے کہ عورت پر اپنے چہرہ کو چھپانا واجب نہیں ہے اور ہم نے اسمیں خود صدرالافاضل کے حاشیہ کی عربی عبارت پیش کی تھی اور اس کا ترجمہ بھی دیا تھا۔ اگر مولانا ابوداؤد صاحب سنجیدگی کے ساتھ سورۂ نور کی تفسیر میں صدرالافاضل کی یہ عبارت، ملاحظہ فرمائیں جسمیں انہوں نے جو فقہی مسئلہ ہے اسے عربی زبان میں بیان فرمادیا ہے۔ تو حضرت محترم پر صحیح حقیقت منکشف ہو جائے۔ صدرالافاضل امن از شہوت کے وقت چہرہ دیکھنا جائز قرار دے رہے ہیں تو ثابت ہوا چہرہ چھپانا ضروری نہیں۔

(ملاحظہ ہو)

وان امن منھا فالممنوع النظر الی ما سوی الوجہ ۔۔۔ کہ اگر شہوت یعنی بُری نظر کا اندیشہ نہ ہو تو عورت کے چہرے ہاتھ اور قدم کے

والکف والقدم ۔ سوا باقی جسم کا دیکھنا ممنوع ہے ۔

اسکے بعد حضرت نے عربی عبارت میں اپنی رائے بیان فرمائی ہے کہ اس دَور میں کون ہے جو اپنے آپ کو عورتوں کو بُری نیت سے دیکھنے سے محفوظ پائے لہٰذا سب کے لئے ہی بلا ضرورت غیر عَورت کو دیکھنا منع ہے ۔

ہم بھی یہی کہہ چُکے ہیں کہ جسے بھی یہ اندیشہ ہو وہ نہ دیکھے لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہر شخص غیر عورت کو دیکھے گا تو اسکے دل میں ضرور ہی بُری نیت پیدا ہوگی ۔ صدر الافاضل پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے کہ انہوں نے اصل فقہی مسئلہ بھی ساتھ ہی بیان فرما دیا کہ اگر اجنبی عورت کو شہوت (بُری نیت) سے دیکھنے کا اندیشہ نہ ہو تو چہرہ ، ہاتھ اور قدم کے سوا اسکے باقی جسم کو دیکھنا منع ہے اور ساتھ ہی اپنی رائے بھی بیان فرما دی جسے عوام کے لئے زیادہ ہی احتیاط پر مبنی رائے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔ فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء ۔

اگر ہم صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی رائے کو اور سورۂ احزاب کی مذکورہ آیت کے ان تراجم کو جن کے حوالہ جات محترم مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب نے رسالہ رضائے مصطفےٰ میں درج فرمائے زیادہ ہی احتیاط پر مبنی رائے اور تراجم قرار نہ دیں تو ان کی یہ رائے اور مذکورہ تراجم ائمہ احناف کے اس موقف سے متصادم ہوں گے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان " الا ما ظهر منها " (سُورۂ نور) کی تفسیر میں اختیار کیا ہے ۔ ائمہ احناف کے اس موقف کو ہم اپنے ماہنامہ "البر" شمارہ جولائی واگست ۱۹۹۲ء میں تفصیل سے دلائل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں جن کا اعادہ بلا ضرورت طوالت کا باعث ہوگا ۔ اس لئے ضروری ہے کہ جن حضرات نے چہرہ کے چھپانے کا حکم دیا ان کے حکم کو محض احوط (زیادہ ہی احتیاط پر مبنی) حکم قرار

دیا جائے گا جسے خوف فتنہ کی بنا پر ایک وقتی یا ایک زمانہ کی مصلحت کا تقاضا تصور کیا جائے گا نہ کہ حکم شرعی۔

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عورتوں کو کہیں بھی چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اسکے برعکس ہم متعدد حدیثیں پیش کر چکے ہیں جن میں صراحت اور وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایک عاقلہ بالغہ عورت کو چہرہ اور دو ہاتھوں کے سوا سارے جسم کو ڈھانپنا ضروری ہے۔ چہرہ اور ہاتھوں کو چھپانا ضروری نہیں۔

حاشیہ خزائن العرفان صدر الافاضل ہو یا نور العرفان مفتی احمد یار اور ترجمہ اعلیحضرت ہو یا حضرت کاظمی صاحب کا (ترجمہ البیان) یہ سب کے سب حضرات گرامی قدر کتاب وسنت اور فقہ حنفی کے پیروکار تھے۔ اگر ان کے تراجم وغیرہ کی یہ توجیہہ تاویل نہ کی جائے تو یہ تمام تراجم واقوال کتاب وسنت وفقہ حنفی کے خلاف قرار پائیں گے۔

کتاب اللہ

اور کتاب اللہ سے "اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا" فرمانِ الٰہی کا حوالہ پیش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمادیا ہے کہ عورتیں اپنے جسم کے اس حصہ کے سوا جو از خود ظاہر اپنے تمام جسم کو ڈھانپیں۔ اسکی تفسیر میں جو احناف نے موقف اختیار کیا وہ ہم تفصیل سے بہ حوالہ تفاسیر لکھ چکے ہیں۔ کہ اس سے مراد چہرہ اور دو ہاتھ ہیں انہیں اللہ تعالٰی نے چھپانے سے مستثنیٰ فرمادیا ہے کہ ان کا چھپانا عورت پر واجب نہیں ہے اور بلا شہوۃ اسے دیکھنا جائز ہے۔ وہ حوالہ جات خلاصہ کے طور پر ملاحظہ ہوں۔ (تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۸ ص ۹۳، تفسیر مظہری ج ۶ ص ۴۹۳، تفسیر بیضاوی کی شرح خفاجی ج ۶ ص ۲۷۳، تفسیر احکام القرآن ج ۳ ص ۳۱۵/۳۱۶، و تفسیر کبیر امام رازی ج ۲۳ ص ۲۰۳، و شرح السنہ امام بغوی ج ۹ ص ۲۳ و روح المعانی

ج ۱۸ ص ۱۲۶ و خازن ج ۶ ص ۶۸ و بغوی ج ۶ ص ۶۹ و مظہری ج ۶ ص ۴۹۲/۴۹۳)

احادیث اسکے بعد ہم نے اپنے ماہنامہ میں تیرہ ۱۳ احادیث کا حوالہ دیا جس سے ثابت کیا کہ عورت پر چہرہ کا پردہ واجب نہیں ہے اور اسے بلا شہوت دیکھنا جائز ہے۔ خلاصہ کے طور پر حوالہ جات ملاحظہ ہوں (تفسیر ابن جریر طبری ج ۸ ص ۹۲ و سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۱۱، و مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۷ و موطا امام مالک ص ۴۰۹، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۲ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۲۵ و ص ۲۲۶، ج ۷ ص ۸۶، و سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۱۸ و سنن بیہقی ج ۷ ص ۸۵ و تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۱۵۰،

فقہ حنفی پھر ہم نے فقہ حنفی کے حوالہ جات پیش کئے جن میں ہے کہ عورت پر چہرہ کا پردہ واجب نہیں ہے۔ ان حوالہ جات کا خلاصہ ملاحظہ ہو (قدوری ص ۲۴۶ و کنز الدقائق ص ۲۲۴ و بحر الرائق ج ۸ ص ۲۱۸ و تبیین الحقائق ج ۶ ص ۱۷ و مبسوط ج ۱۰ ص ۱۵۲/۱۵۳ و بدائع الصنائع ج ۵ ص ۱۲۱/۱۲۲، و فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۴ و ج ۱۰ ص ۲۵)

حوالہ جلالین نیز جلالین جس کا مولانا محترم نے حوالہ دیا ہے جبکہ خود امام سیوطی جلالین کی آیت "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر میں عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دیتے اور لکھتے ہیں کہ اسے دیکھنے کے بارے میں شافعیہ کے دو قول ہیں ایک جواز کا، دوسرا بہ احتمال فتنہ عدم جواز کا۔ جبکہ تفسیر حل علی الجلالین میں اللہ تعالیٰ کے قول "وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ" کہ عورتیں اپنی زینت

کی چیزوں کو ظاہر نہ کریں، کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس سے زینت خفیہ مراد ہے جس کا اظہار ان کے لئے نمازمیں اور اجنبیوں کے لئے جائز نہیں۔ وھی ما عدا الوجہ والکفین " اور وہ چہرے اور دو ہاتھوں کے سوا ہے۔

(تفسیر جمل علی الجلالین ج ۳ صـ۲۱۹)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ چہرہ اور ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔ ملاحظہ ہو جلالین مفسرنا ج ۲ صـ۳۰ اور آگے چل کر سورۂ احزاب میں جو ایک آنکھ کے سوا منہ کو چھپانے کا ذکر ہے مولانا موصوف نے نقل فرمایا اسے ہم بصورتِ احتمالِ فتنہ زیادہ احتیاط پر ہی محمول کریں گے۔ ورنہ خود اُن کی تفسیر سورۂ نور و احزاب میں ٹکراؤ ہو جائے گا۔ جس کی تطبیق مشکل ہو جائے گی۔

اس کے بعد مولانا موصوف

مولانا ابوداؤد کی ائمہ احناف اور اعلیحضرت پر زیادتی

لکھتے ہیں:

" افسوس کہ اس صریح ارشادِ ربانی کے باوجود بعض ماڈرن مفکرین کے زیر اثر بعض مفتی صاحبان بھی تجدد پسندی کا شکار ہو گئے ہیں چنانچہ مفتی غلام سرور قادری (لاہور) نے بھی یہ شوشا چھوڑا ہے کہ عورتوں کے لئے نہ منہ کا پردہ ضروری ہے اور نہ لوگوں کا ان کو دیکھنا منع ہے (اگر بغیر شہوت کے ہو) الخ " (رضائے مصطفیٰ ص۵)

محترم مولانا ابوداؤد صادق صاحب راقم کو جو چاہیں فرمائیں، گالیاں دیں یا گھٹیا انداز سے مخاطب فرمائیں ہم تو بہرصورت ان کا ادب کریں گے ہمیں ادب کی ہی تعلیم دی گئی ہے اختلاف رائے ایک قدرتی امر ہے مگر ادب و احترام اہلِ علم کا شیوہ ہے۔ ہمیں اپنے حق میں ان سے نہ شکوہ ہے نہ گلہ، مگر افسوس اس بات کا ہے ان کے یہ الفاظ

جو وہ راقم پر چسپاں فرما رہے ہیں:

۱۔ ماڈرن مفکرین کے زیرِ اثر ۲۔ تجدد پسند ۳۔ شوشہ چھوڑنے والے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر حملہ قرار پاتا ہے کہ آپ نے اپنی حدیثوں میں فرما دیا کہ عورت پر چہرے کا چھپانا واجب نہیں۔ ان حدیثوں کے حوالے اوپر مذکور ہوئے ملاحظہ فرما لیجئے۔ ائمہ احناف اور خود اعلیحضرت بریلوی پر بھی صادق آتے ہیں (معاذ اللہ) کیونکہ یہی فتوے جنہیں محترم ابوداؤد صاحب (۱) ماڈرن پن، (۲) تجدد پسندی (۳) شوشے قرار دے رہے ہیں ائمہ احناف اور خود اعلیحضرت بریلوی کے ہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

امام شمس الائمہ مبسوط شریف میں فرما رہے ہیں۔

فاما النظر الی الاجنبیات فنقول یباح النظر الی موضع الزینۃ الظاھرۃ منھن دون الباطنۃ لقولہ تعالیٰ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا وقال علی وابن عباس رضی اللہ عنھم ما ظھر منھا الکحل والخاتم وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا احدی عینیھا وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ خفھا	رہا اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنا تو ہم کہتے ہیں کہ ان کی ظاہری زینت کی جگہ کو دیکھنا جائز ہے باطنی زینت کی جگہ کو نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو سوائے اس کے جو ان سے از خود ظاہر ہے اور حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ "ما ظھر منھا" سے آنکھوں کا سرمہ اور ہاتھوں کی انگوٹھی مراد ہے اور حضرت عائشہ نے فرمایا اس کی دو آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ

وملاءتها واستدل في
ذلك بقوله صلى الله عليه وسلم
النساء حبائل الشيطان
بهن يصيد الرجال وقال
صلى الله عليه وسلم ماتركت
بعدى فتنة أضر على الرجال
من النساء وجرى في مجلسه
صلى الله عليه وسلم يوم ما خير
ما للرجال من النساء وما
خير ما للنساء من الرجال
فلما رجع على رضي الله عنه
الى بيته أخبر فاطمة رضي
الله عنها بذلك فقالت
خير ما للرجال من النساء
أن لا يراهن وخير ما للنساء
من الرجال أن لا يرينهم
فلما اخبر رسول الله صلى الله
عليه وسلم بذلك قال هي
بضعة مني فدل انه لايباح
النظر الى شئ من بدنها ولأن
حرمة النظر لخوف الفتنة و

اس سے مراد اس کے موزے اور چادر
ہے اور انہوں نے دلیل پیش کی کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورتیں شیطان
کی رسیاں ہیں جن سے وہ مردوں کو
شکار کرتا ہے اور آپ کا فرمان ہے کہ میں نے
اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے
بڑھ کر کوئی نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک
روز یہ بات چلی کہ عورتوں سے مردوں
کے لئے کیا بھلائی ہے اور مردوں سے
عورتوں کے لئے کیا بھلائی ہے؟ جب
حضرت علی اپنے گھر لوٹے تو حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا کو یہ بات بتائی تو آپ نے
فرمایا عورتوں سے مردوں کے لئے
یہ بھلائی ہے کہ وہ انہیں نہ دیکھیں اور
عورتوں کے لئے مردوں سے یہ بھلائی
کہ وہ ان کو نہ دیکھیں، تو جب حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا
یہ جواب پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہ
میرے جسم کا ٹکڑا ہے پس اس سے معلوم
ہوا کہ عورتوں کے بدن میں سے کسی حصہ کو

عامة محاسنها في وجهها
اكثر منه الى سائر الاعضاء
وبنحو هذا تستدل عائشة
رضي الله عنها ولكنها تقول
هي لا تجد بدًا من أن تمشي
في الطريق فلا بد من ان تفتح
عينها لتبصر الطريق فيجوز
لها أن تكشف احدى عينيها
لهذه الضرورة والثابت
بالضرورة لا يعدو موضع
الضرورة ولكنا نأخذ
بقول علي وابن عباس
رضي الله تعالى عنهما فقد
جاءت الاخبار في الرخصة
بالنظر الى وجهها وكفها
من ذلك ماروي أن
امرأة عرضت نفسها على
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فنظر الى وجهها فلم يرفيها
رغبة ولما قال عمر رضي الله

دیکھنا جائز نہیں اور اس لئے کہ عورتوں
کی طرف دیکھنے کی حرمت فتنہ کے خوف
کی وجہ سے ہے اور عورت کی عام خوبصورتی
اس کے چہرے میں ہے پس فتنہ کا خوف
اس کے چہرے کو دیکھنے میں دوسرے
اعضاء کی نسبت زیادہ ہے۔ اور اسی طرح
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دلیل بیان فرماتی
ہیں لیکن وہ فرماتی ہیں کہ عورت کو راستہ
پر چلنا ہی ہو تو ضروری ہے کہ ایک آنکھ
کھل سکے تاکہ راستہ دیکھے پس اس
کے لئے جائز ہے کہ وہ ایک آنکھ کو اس
ضرورت کے لئے ظاہر کرے اور جو
چیز ضرورت کی وجہ سے ثابت ہو وہ
ضرورت کی جگہ سے تجاوز نہ کرے گی۔

اور ہم حنفیہ حضرت علی اور حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے
قول کو لیتے ہیں کہ "الا ما ظهر منها"
سے مراد عورت کا چہرہ اور ہاتھ ہیں جن
کا چھپانا اس پر واجب نہیں پس عورت کے
چہرے کی طرف دیکھنے کی اجازت کے

عنه في خطبته ألا لا تغالوا
في أصدقة النساء فقالت
امرأة سفعاء الخدين
أنت تقوله برأيك ام سمعته
من رسول الله صلى الله عليه
وسلم فانا نجد في كتاب
الله تعالى بخلاف ما تقول
قال الله تعالى وآتيتم احداهن
قنطارا فلا تاخذوا منه
شيئا فبقي عمر رضي الله عنه
باهتا وقال كل الناس
أفقه من عمر حتى النساء في
البيوت فذكر الراوي انها
كانت سفعاء الخدين وفي
هذا بيان أنها كانت
مسفرة عن وجهها ورأى
رسول الله صلى الله عليه وسلم
كف امرأة غير مخضوب
فقال أكف رجل هذا ولما
ناولت فاطمة رضي الله عنها
احد ولديها بلالا او انسا رضي الله عنهما

سلسلے میں مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے آپ
کو نکاح کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیش کیا تو آپ نے اس کے چہرے
کی طرف دیکھا تو آپ نے اپنے لئے اس میں
کوئی میلانِ قلبی نہ پایا اور دوسری وہ
حدیث ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اپنے خطبہ میں فرمایا کہ عورتوں کے مہر
بھاری مقرر نہ کیا کرو تو ایک عورت سیاہ
رخساروں والی جس کے رخساروں پر خون
کی سرخی دوڑتی تھی بولی کہ اے عمر یہ بات
تم اپنی رائے سے کہتے ہو یا آپ نے
یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی؟ بیشک
ہم اللہ کی کتاب میں آپ کی بات کے برعکس
حکم پاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اور
تم نے عورتوں کو حق مہر سونے کا ڈھیر دیا
ہو تو ان سے واپس نہ لو" تو حضرت عمر
حیران رہ گئے پھر فرمایا کہ سب لوگ عمر سے
زیادہ شریعت جانتے ہیں حتی کہ گھروں میں بیٹھنے
والی عورتیں، پس حدیث کے راوی صحابی
یا تابعی نے بیان کیا کہ وہ عورت سیاہ رخساروں
والی تھی جس کے رخساروں میں خون دوڑتا تھا

قال انس رأيت كفها كانه فلقة
قمر فدل انه لا بأس بالنظر الى الوجه
موضع الخاتم والخضاب وهو معنى قوله
تعالى الا ما ظهر منها وخوف
الفتنة قد يكون بالنظر الى ثيابها۔

اسمیں اس بات کا بیان ہے کہ اس عورت
نے چہرے کا پردہ نہیں کیا ہوا تھا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے ہاتھ کو
دیکھا تو فرمایا کیا یہ آدمی کا ہاتھ ہے ؟ (یعنی
اس پر مہندی لگی ہوئی نہ تھی) اور جب

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹا حضرت بلال یا حضرت انس کو پکڑایا تو حضرت انس نے کہا کہ میں نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کو دیکھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا تھا۔ تو ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ عورت کے چہرے اور ہاتھ کو دیکھنے میں حرج نہیں ہے۔ پس چہرہ سُرمہ کی جگہ ہے اور ہاتھ انگوٹھی اور مہندی کی جگہ ہے اور یہی عورت کا چہرہ اور ہاتھ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد ہے "الا ما ظہر منہا" اور رہا یہ سوال کہ عورت کے چہرہ کو دیکھنے میں فتنہ کا خوف ہے لہٰذا دیکھنا منع ہونا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتنہ کا خوف تو عورت کے خوبصورت لباس کی طرف نظر کرنے سے بھی ہوتا ہے۔

أيضًا قال القائل : جیسا کہ شاعر نے کہا

وَمَا غرني الاخضاب بكفها وكحل بجفنيها وأثوابها الصفر

ترجمہ : "اور مجھے تو محبوبہ کے ہاتھ کی مہندی نے فریفتہ کر دیا اور اسکی آنکھوں کے سُرمہ اور اسکے پیلے کپڑوں نے"

ثم لا شك انه يباح النظر
الى ثيابها ولا يعتبر خوف
الفتنة في ذلك فكذلك
الى وجهها وكفها وروى

اس کے باوجود بلاشبہ اس کے کپڑوں کو دیکھنا
جائز ہے اور اسمیں خوفِ فتنہ کا کوئی اعتبار
نہیں ہے تو اسی طرح اس کے چہرہ اور ہاتھوں
کی طرف دیکھنے کے جواز میں بھی خوفِ فتنہ

الحسن بن زياد عن ابی
حنيفة انه يباح النظر الی
قدمها ايضا وهكذا ذكر
الطحاوی لانها كما تبتلی
بابداء وجهها فی المعاملة
مع الرجال وبابداء كفها فی
الاخذ والاعطاء تبتلی
بابداء قدميها اذا مشت
حافية او متنعلة وربما
لا تجد الخف فی كل وقت
وذكر فی جامع البرامكة عن
ابی يوسف انه يباح النظر
الی ذراعيها ايضا
لان فی الخبز وغسل الثياب
تبتلی بابداء ذراعيها ايضا
قيل وكذلك يباح النظر
الی ثناياها ايضا لان ذلك
يبدو منها فی التحدث مع
الرجال وهذا كله اذا لم
يكن النظر عن شهوة ۔

کا کوئی اعتبار نہیں اور امام حسن بن زیاد
نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ عورت
کے قدموں کو دیکھنا بھی جائز ہے اور اسی طرح
امام طحاوی نے ذکر کیا کیونکہ جیسا کہ عورت
کو چہرہ کے ظاہر کرنے کی ضرورت
پڑتی ہے تاجروں سے لین دین کرنے میں
اور پکڑنے پکڑانے میں ہاتھوں کے ظاہر
کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح اسے
چلنے میں قدموں کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت
پڑتی ہے خواہ وہ جوتے سے چلے یا ننگے
پاؤں اور ضروری نہیں کہ اسے ہر وقت
موزہ میسر آئے اور جامع البرامکہ میں امام
ابی یوسف سے مروی ہے کہ اس کے بازو
کو بھی دیکھنا جائز ہے کیونکہ عورت کو روٹی
پکانے اور کپڑے دھونے کے وقت
آستین چڑھاکر بازو کھولنا پڑتا ہے۔ اسی
طرح اس کے سامنے اور پیچھے کے دو دانتوں
کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ جب
وہ بہ ضرورت مردوں سے باتیں کریگی
تو اسکے یہ دانت ظاہر ہوں گے۔ اور

(مبسوط شریف ج ۱۰ صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

ان تمام باتوں کا جواز اس صورت میں ہے کہ آدمی میں بری خواہش نہ ہو۔

مبسوط سے مسائل کا استخراج

امام سرخسی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے پردہ نہ ہونے کا مسئلہ فقہاء احناف نے سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے فرمانوں سے لیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فرمان "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر میں وارد ہوئے۔

(۲) دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ایک کا کھلے منہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام چہرے کے پردہ کو ضروری نہیں سمجھتے تھے اس لئے اس عورت نے چہرہ کو نہیں چھپایا ہوا تھا۔ اگر چہرے کا پردہ صحابہ کے نزدیک ضروری ہوتا تو وہ خاتون وہاں منہ کھولے سوال کرنے کی جرأت نہ کرتی خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے جن کے سایہ سے بھی شیطان بھاگ کھڑا ہوتا تھا۔

(۳) تیسرا یہ کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کا جواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے ثابت ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ عورت کے چہرے کی طرف بری نیت کے بغیر بلا ضرورت بھی دیکھنا جائز ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرنے والی خاتون کے چہرے کی طرف نظر کرنے والے راوی نے جو مجمع میں تھے اس عورت کے چہرے کی طرف نہ صرف دیکھا بلکہ اس حد تک غور سے دیکھا کہ اس کے

رُخساروں کی سیاہی و سُرخی کا امتزاج بھی نوٹ کیا پھر آگے اسے بیان بھی کیا۔

(۵) پانچواں یہ کہ عورت کے چہرے کی طرح اس کے ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔

(۶) چھٹا یہ کہ عورتوں کو اپنے ہاتھ مہندی سے رنگتے رہنا چاہیئے تاکہ مردانہ و زنانہ ہاتھوں میں ظاہری نظر میں فرق دکھائی دے۔

(۷) ساتواں یہ کہ عورت جان پہچان اور خاص تعلق والے اجنبی مرد کو اپنا بچہ پکڑا سکتی ہے یعنی جسے بچہ پکڑانے میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو)

(۸) آٹھواں یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک کے افراد میں بھی آپ کے کمال حسن و جمال کا عکس جمیل پایا جاتا ہے۔

(۹) نواں یہ کہ جب چہرہ اور ہاتھوں کا دیکھنا جائز ہے تو اسمیں کوئی شرط نہیں کہ کہ عورت کی آنکھوں میں سُرمہ، ہاتھوں میں مہندی اور انگوٹھی نہ ہو بلکہ ہاتھوں میں مہندی نہ ہونے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ چیزیں مرد کی شہوت کو ابھارنے والی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر حضرت علی مرتضیٰ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے عورت کی آنکھوں کا سُرمہ اور ہاتھوں کی انگوٹھی اور مہندی سے کی گئی ہے کہ ان کا دیکھنا جائز ہے اور یہاں سے احناف نے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے دیکھنے کا جواز قرآن سے اخذ کیا ہے۔ اصل غرض تو شہوت کی نظر سے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ جن کے دلوں میں خوفِ خدا نہیں ہے اور شہوت پرستی جن کی خصلت ہے وہ تو ان چیزوں کے بغیر بھی عورت کو دیکھ کر فسادِ نیت میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہیں گے تو اسمیں قصور ان کا ہی ہوگا نہ کہ عورت کا جس نے شریعت کے حکم کے مقرر کردہ حجاب ضروری پر عمل کیا ہے، گناہ اسی مرد کو ہوگا جو بُری خواہش سے دیکھے گا اس لئے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھا قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے سیسہ پگھلا کر اسکی آنکھوں میں ڈالا جائے گا، آپ نے مرد کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا، عورت کو نہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس عورت کو بھی کچھ سزا دی جائے گی جس نے منہ نہیں چھپایا ہوا تھا اور اس نے منہ نہ چھپا کر ایک مرد کو بری نیت سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک عورت جب چہرہ اور ہاتھوں کے بغیر باقی تمام جسم کو اچھی طرح ڈھانپ کر نکلتی ہے تو وہ عنداللہ بریٔ الذمہ ہے۔ اس کے بعد جو شخص اس پر بری نظر ڈالے گا اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اس لئے وہی سزا کا مستحق ہو گا نہ عورت۔

(۱۰) دسواں یہ کہ خوفِ فتنہ کا سبب بتا کر عورت پر چہرے کا پردہ ضروری قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ خوفِ فتنہ تو اسکے لباس میں ہے جیسا کہ شاعر کے کلام میں پیلے کپڑوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ حالانکہ کپڑوں میں خوفِ فتنہ کا کسی نے بھی اعتبار نہیں کیا تو اسکے چہرے اور ہاتھوں میں خوفِ فتنہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا ان کا پردہ بھی لازم نہیں اور خوفِ فتنہ سے مراد یہاں دیکھنے والے کے دل میں طبعی میلان، وسوسہ اور استحسان ہے چونکہ یہ ایک طبعی تقاضہ ہے جس سے کوئی بشر خالی نہیں لہٰذا اسکی کوئی اہمیت و اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس پر شرعاً و عنداللہ کوئی مواخذہ نہیں چنانچہ ہم اسکی مکمل تفصیل عرض کر چکے ہیں۔

(۱۱) گیارہواں یہ کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک عورت کے پاؤں کو دیکھنا جائز ہے۔

(۱۲) بارہواں یہ کہ عورت کو اجنبی مردوں سے لین دین کرنا (شرعی حدود میں رہ کر) جائز ہے،

اس سلسلے میں اُسے چہرے اور ہاتھوں کو کھلا رکھنا ہو گا اس لئے شریعت نے ان کا پردہ لازم نہیں کیا۔

(۱۳) تیرہواں یہ کہ اسے ننگے پاؤں یا جوتے سے چلنے کے لئے پاؤں بھی کُھلے رکھنے ہوں گے لہٰذا پاؤں کا بھی پردہ ضروری نہیں ہے۔

(۱۴) چودہواں یہ کہ عورت کو گھریلو کام کاج کرنے یا باہر محنت مزدوری کرنے کیلئے ہاتھوں کی کہنیوں تک کپڑا یا قمیض کی آستین اوپر کرنا ہوگی لہٰذا کہنی تک ہاتھوں کا کُھلا رکھنا اور اس کا دیکھنا جائز (بروایت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ)

(۱۵) پندرہواں یہ کہ عورت کے سامنے والے دانت بات کرتے وقت ظاہر ہو جاتے ہیں، جب اس سے بات کرنا جائز ہو تو اس کے دانتوں پر نظر پڑنا بھی جائز ہوا۔

(۱۶) سولہواں یہ کہ یہ اس صورت میں ہے کہ دیکھنا شہوت (بدنیتی) سے نہ ہو ورنہ گناہ ہوگا۔

(۱۷) سترہواں یہ کہ یہ جو حدیث میں ہے کہ پہلی نظر معاف اور دُوسری نظر گناہ یا آنکھوں کا دیکھنا زنا ہے اس سے مراد وہ نظر یا آنکھوں کا وہ دیکھنا مراد ہے جس میں شہوت یعنی گناہ کی خواہش پیدا ہو (معاذ اللہ) البتہ عورتوں کے لئے اس بات کی تاکید آئی ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں تو سادگی کے ساتھ نکلیں یعنی پرکشش بن کر نہ نکلیں مثلاً خوشبو (پرفیوم) لگا کر اور لباس فاخرہ سے ملبوس ہو کر اور پرتکلف میک اپ کر کے (سُرخی پوڈر لگا کر) مَردوں کے لئے خواہ مخواہ جاذبیت وکشش کی صُورت پیدا ہو اس طرح سے کُھلے منہ بہ الفاظ دیگر غیر محرم مردوں کو دعوتِ نظارہ دینے کے لئے باہر نہ نکلیں ورنہ گنہگار ہوں گی۔

تعجب ہے مولانا ابوداؤد صاحب لکھتے ہیں کہ

"مفتی صاحب کو بزعم خویش اپنی تحقیق و تجدد پسندی پر اتنا گھمنڈ ہے کہ وہ صریح ارشادِ قرآنی اور اسکے مذکورہ متفقہ ترجمہ و تفسیر اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور اپنے استاذِ محترم علامہ احمد سعید صاحب کاظمی جیسے اکابرین سے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور اس معاملہ و متفقہ مسئلہ میں حضرت الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور مفسرِ قرآن مفتی احمد یار خاں کو تو وہ پہلے ہی نام نشانہ تنقید بھی بنا چکے ہیں جبکہ بحکم حدیث اکابر کی معیت و اتباع باعث برکت ہے البرکۃ مع اکابرکم"

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ ص ۸)

جواب الحمدللہ کہ راقم کو نہ اپنی تحقیق پر گھمنڈ ہے اور نہ ہی راقم تجدد پسند ہے۔ راقم نے جو حوالہ جات تفاسیر و احادیث و فقہ حنفی وغیرہ سے پیش کئے ہیں ان پر راقم کو اعتماد ہے۔ محترم موصوف نے یہ باتیں تو کہہ دیں لیکن افسوس کہ ان حوالہ جات کو جناب نے نظر انداز فرما دیا اور اپنے ماہنامہ ہذا میں ان کا ذکر تک نہیں فرمایا۔ بس یہی کیا کہ چند اُردو تراجم کا ذکر کر کے اس مسئلہ کو متفقہ قرار دے ڈالا۔ وہی شعر جو موصوف نے راقم پر چسپاں کیا ان کی خدمت میں عرض کیا جا سکتا ہے ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں "صادق"
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

پھر عجیب بات یہ کہ اپنے دعویٰ (پردۂ چہرہ کے وجوب) کو صریح ارشادِ قرآنی قرار دیدیا، مگر اس دعویٰ کے ثبوت میں چند اُردو تراجم کے سوا کوئی معقول و معتبر حوالہ پیش کرنے کی ہمت نہ کی۔ جہاں تک تراجم کا تعلق ہے ہم عرض کر چکے ہیں کہ وہ

محض احتیاط واستحباب کی صورت میں ہیں۔ ان سے وجوب ثابت کرنا معنی دارد۔ اگر ان تراجم سے مطلقاً چہرہ کے پردہ کو واجب سمجھا جائے تو پھر راقم نے جو ائمہ کرام کے حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ تمام کے تمام غلط اور باطل قرار پائیں گے جبکہ ان تراجم والے بزرگان اپنی ائمہ کے پیروکار ہیں جنہوں نے صراحتیں فرمائی ہیں کہ چہرہ کا پردہ علی الاطلاق واجب نہیں ہے بلکہ صرف خوفِ فتنہ وشر انگیزی کی حالت میں ضروری ہے ورنہ فی نفسہ چہرہ کا پردہ سنت مستحبہ ہے۔ راقم تو بحمدہٖ تعالیٰ ان اکابر کے ساتھ ہے لہٰذا جناب کی پیش کردہ حدیث "البرکۃ مع اکابرکم" کی خلاف ورزی کا راقم مرتکب نہیں ہے بلکہ جناب والا محترم ابو داؤد صاحب ہی ان سب بزرگوں کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر اکابرین کی معیت کی برکت سے محروم ہوتے جارہے ہیں کہ ان کی ان تصریحات کے باوجود کہ چہرہ کا پردہ واجب نہیں ہے، پھر بھی اسے واجب کئے جارہے ہیں اور ان اکابر کی تصریحات کا مذاق اڑا رہے ہیں اور راقم کو برا کہنے کی آڑ میں ان اکابر کو ہی برا بتارہے ہیں۔

غلط فہمی | پھر فرماتے ہیں" شاید اسی تجدد پسندی اور اکابر سے بے وفائی کی نحوست کے باعث ان پر ایسی بے حواسی طاری ہوچکی ہے کہ انہیں اپنا لکھا اور شائع کردہ کتابی فتوٰی بھی یاد نہیں رہا جس میں انہوں نے حجابِ شرعی منہ کا پردہ بھی شامل کیا ہے۔

کہ" اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں کو ہدایت دے کہ جب گھر سے باہر نکلیں تو مکمل حجابِ شرعی میں منہ کا پردہ بھی شامل ہے کے ساتھ ہی نکلیں" (اسلام میں داڑھی کی اہمیت ص۱۱۲) بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ فوٹو بازی کے جواز کی طرح مفتی صاحب کی فتاوٰی رضویہ کے خلاف آئے دن اپنے فتووں میں تبدیلی میں کہیں یہ ذہنیت تو کارفرما

نہیں کہ ؏ خود بدلتے نہیں قرآں بدل دیتے ہیں۔

جواب: الحمد للہ راقم نے نہ تو کوئی تجدد پسندی اختیار کی ہے اور نہ اکابر سے بے وفائی۔ کیونکہ راقم کی تحقیقات کا مطالعہ کرنے والا تسلیم کئے بغیر نہیں رہے گا کہ جو کچھ راقم نے لکھا وہی اکابر کا مسلک ہے، حتیٰ کہ راقم نے اعلیٰحضرت کے فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۰ کا حوالہ دیا کہ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ عورتوں کے منہ کی ٹکلی کے سوا سارے جسم کو ڈھانپ کر باہر نکلنے میں حرج نہیں۔ پھر فتاویٰ رضویہ کی تیسری جلد مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۵ کا حوالہ پیش کیا ہے کہ مرد اجنبی عورت حرہ کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ مولانا ابوداؤد پر ضد اور ہٹ دھرمی کی نحوست کا اثر ہے کہ وہ اعلیٰحضرت کے اس فتویٰ کو بھی پس پشت ڈال کر راقم کو سب و شتم کا نشانہ بنا رہے ہیں اور راقم کی اس دعا کو فتویٰ سمجھ رہے ہیں جو راقم نے "اسلام میں داڑھی کی اہمیت" کے آخر میں اپنی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لئے کی ہے۔ اسمیں لفظ مکمل سے نہیں سمجھے کہ یہ منہ کا پردہ مکمل و اکمل و مستحب پردہ ہے نہ کہ واجب ضروری۔ جبکہ راقم نے اس سے پچھلے صفحہ میں حدیث حضرت اسماء بنت ابی بکر کا حوالہ دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عورت جب بالغ ہو تو چہرہ اور دو ہاتھوں کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ کیا میرے اس حدیث کو پیش کرنے سے یہ واضح نہیں ہوا کہ پردہ کی کم از کم حد میں چہرہ کا پردہ شامل نہیں ہے۔ ضرور واضح ہو رہا ہے پھر آگے چل کر جو میں نے لفظ "مکمل" استعمال کیا ہے وہ ادنیٰ کے مقابل ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ چہرہ کا پردہ مکمل یعنی کامل تر و مستحب ہے۔ اسی کی راقم نے دعا کی ہے۔ یہ بات اسے ہی سمجھ آئے گی جو میری کتاب کے اس سے پچھلے صفحہ میں درج حدیث کو میرے فتویٰ کے ساتھ ملا کر میری مراد سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ مگر مولانا ابوداؤد جو علمی باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت سے یکسر عاری ہیں وہ کیا سمجھیں۔ انہیں خدا ہی سمجھائے۔

بارگاہ رسالت اور صحابہ و اہلبیت اس عنوان سے رضائے مصطفےٰ میں مولانا ابوداؤد صاحب نے جو اقوال نقل کئے ان کے جوابات حضرت قبلہ سید صاحب علیہ الرحمۃ کے رسالہ "القول الصواب" پر ہمارے علمی تبصرہ میں آچکے ہیں۔

عرض ہم پھر ادب سے عرض کرتے جائیں کہ جو کچھ ہم نے قرآن و سنت و فقہ کی کتابوں اور ائمہ کرام کے ارشادات کی روشنی میں حق سمجھا ہم نے وہی عرض کیا اور اسکے بعد بھی مزید حوالہ جات آرہے ہیں ان کو بھی سامنے رکھیں تو ہمارا موقف ثابت ہے۔ کہ منہ کا پردہ افضل و مستحب ہے اور جہاں خوفِ فتنہ و شرانگیزی ہو وہاں حکمت و مصلحت وقتی کی رو سے ضروری اور بعض فقہاء کے نزدیک افضل و اولیٰ ہے جیسا کہ اس کی مزید تحقیق آگے آتی ہے تاکہ فتنہ پرور لوگ، فاسق و فاجر و بدمعاش عناصر خواتین کو تنگ نہ کریں علی العموم و مطلقاً ضروری نہیں ہے ضروری یہ ہے کہ خواتین چہرہ اور دو ہاتھوں اور دو پاؤں کے سوا تمام جسم کو ڈھانپ کر باہر نکلیں اور یہ کہ بلا شہوت ان کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی صاحب بہ شمول مولانا ابوداؤد راقم سے بالمشافہ اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہیں تو راقم حاضر ہے راقم کے ہاں بحمدہٖ تعالیٰ یہ تمام کتب اور ان کے علاوہ کافی ذخیرہ موجود ہے، اسے مزید دیکھا جا سکتا ہے اگر کوئی صاحب معقول دلائل و معقول طریقہ سے ثابت کر دیں کہ ہماری تحقیق درست نہیں تو ہم کھلے دل سے اپنے موقف پر نظر ثانی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے ہماری نیت میں اخلاص ہے اور اخلاص ہی کی بنا پر ہم نے یہ سب کچھ عرض کیا ہے اور عرض کریں گے بلکہ کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قبولِ حق کی توفیق دے۔

دعاگو و طالبِ دعا مفتی غلام سرور قادری

اس کے بعد ہم فقہ حنفی کی اور ائمہ دین کی معتبر و مسلم کتب کے مزید حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔

قدوری:

ویجوز للمرءة ان تنظر من الرجل الی ما ینظر الیہ الرجل۔ (قدوری ص۲۴۷)

اور عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ مرد کے جسم کا وہ حصہ دیکھے جو مرد عورت کے جسم کا حصہ دیکھ سکتا ہے۔

قدوری کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ عورت مرد کے جسم کے اس حصہ کو (چہرہ) کو دیکھ سکتی ہے کہ مرد عورت کے جسم کے اس حصہ کو دیکھ سکتا ہے یعنی چہرہ کو۔

جوہر نیرہ: اسکی شرح جوہر نیرہ میں ہے۔

ذکر فی الاصل ان نظر المرءة الی الرجل الاجنبی بمنزلة نظر الرجل الی محارمہ۔

اصل میں (امام محمد نے) ذکر فرمایا ہے کہ عورت کا اجنبی مرد کی طرف دیکھنا ایسے ہے جیسے مرد اپنے محارم کو دیکھتا ہے۔

یعنی مرد جیسے اپنی محرم عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے یونہی عورت اجنبی مرد کے چہرہ کو دیکھ سکتی ہے۔ قدوری کے بعض نسخوں میں "اذا امنت الشہوة" کی قید بھی ہے یعنی یہ نظر شہوت سے امن کی صورت میں ہو۔

لباب: اور قدوری کی دوسری شرح اللباب مصنفہ علامہ عبد الغنی الغنیمی الدمشقی الحنفی م سنہ ۱۲۹۸ھ میں ہے۔

لاستواء الرجل والمرءة فی النظر الی مالیس بعورة کالثیاب۔ (اللباب ج ۲ ص۱۹۰)

کہ عورت اجنبی مرد کے چہرہ کو اس لئے دیکھ سکتی ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے جسم کے اس حصہ (چہرہ وہاتھوں پاؤں) کو دیکھ سکتے ہیں جو ان

کیلئے واجب الستر نہیں جیسے ایک دوسرے کے کپڑوں کو دیکھ سکتے ہیں“)

فقہ حنفی کی اس عبارت سے بھی واضح ہو گیا کہ حنفی مذہب یہی ہے کہ عورت اجنبی مرد کے چہرہ کو دیکھ سکتی ہے۔ علامہ علینی اور حضرت اسید صاحب اور مولانا محمد صادق کا موقف فقہ حنفی سے مختلف ہے۔

کنز الدقائق

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ”کنز الدقائق“ میں ہے:

والمرءة للمرءة والرجل کالرجل للرجل۔	عورت، دوسری عورت اور مرد کے جسم کے اس حصہ کو دیکھ سکتی ہے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے جسم کے اس حصہ کو دیکھ سکتا ہے

یعنی ایک عورت دوسری عورت کے جسم کے جس حصہ کو دیکھ سکتی ہے وہ اجنبی مرد کے جسم کے اس حصہ کو بھی دیکھ سکتی ہے یعنی ایک مرد دوسرے مرد کے ناف سے لیکر گھٹنہ تک کے سوا تمام جسم کو دیکھ سکتا ہے یوں ہی عورت بھی اجنبی مرد کے جسم کو دیکھ سکتی ہے۔

فتح المعین

اسکی شرح میں علامہ امام ابوالسعود مصری لکھتے ہیں۔

لان ما لیس بعورة لایختلف فیه النساء والرجال۔ (ج ۳ ص۳۹۵)	کیونکہ جسم کا جو حصہ عورت (واجب الستر) نہیں ہے اسمیں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ عورت اجنبی مرد کے چہرہ کو دیکھ سکتی ہے۔

زیلعی

اسی طرح شرح کنز امام زیلعی ج ۶ ص۱۸ پر ہے۔

البحر الرائق : اسی طرح البحر الرائق میں ہے (ملاحظہ ہو ج ۸ صـ۲۱۹)

شرح وقایہ : شرح وقایہ میں ہے۔

وتنظر المرءة من المرءة کالرجل من الرجل وکذا من الرجل ان امنت شهوتها۔ (ج ۴ صـ۵۲)	اور عورت دوسری عورت سے ایسے ہے جیسے مرد دوسرے مرد سے اور اسی طرح عورت دوسرے مرد سے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔

یعنی ایک مرد دوسرے مرد کے جسم کے جس حصہ کو دیکھ سکتا ہے عورت بھی دوسری عورت اور دوسرے مرد کے جسم کے اس حصہ کو دیکھ سکتی ہے یعنی ناف سے لیکر گھٹنہ تک کے سوا سارے جسم کو۔

ھدایہ : ہدایہ فقہ حنفی کی انتہائی معتبر کتاب ہے اس میں فرماتے ہیں۔

ویجوز للمرءة ان تنظر من الرجل الی ما ینظر الرجل الیه منه اذا امنت الشهوة لاستواء الرجل والمرءة فی المنظر الی ما لیس بعورة کالثیاب والدواب۔ (هدایة ج ۴ صـ۴۵۸)	اور عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ مرد کے اس حصۂ جسم کو دیکھے جسے دوسرا مرد دیکھ سکتا ہے جبکہ اسے شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ جسم کا جو حصہ عورت (واجب الستر نہیں) اسمیں مرد وعورت برابر ہیں جیسے کپڑے اور جانور۔

اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ عورت اجنبی مرد کے چہرے کو دیکھ سکتی ہے۔

درمختار : اسی طرح درمختار میں ہے :

فتاوٰی شامی : اسی طرح فتاوٰی شامی میں ہے (ج ۶ صـ۳۷۱)

مبسوط : اسی طرح امام شمس الائمہ سرخسی مبسوط میں لکھتے ہیں کہ

المرءة الحرة ان تنظر الی ماسوی العورة من الرجل۔ (ج ۱۰ صد ۱۵۴)

آزاد عورت کو جائز ہے کہ وہ اجنبی مرد کے جسم کے اس حصہ کو دیکھے جو شرمگاہ میں شمار نہیں ہوتا۔

اس سے بھی فقہ حنفی میں مذہب امام اعظم واضح ہو گیا۔

الحمد للہ یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ فقہ حنفی کے ائمہ نے یہ بات بہ اتفاق فرما دی ہے کہ عورت اجنبی مرد کے چہرہ وغیرہ (ناف کے نیچے سے گھٹنا تک کے سوا) تمام جسم کو دیکھ سکتی ہے جب کہ اسے شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔

اسکے بعد مولانا ابو داؤد صاحب کے لئے اور کیا حجت ہے جو پیش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

امام ابن ابی جمرہؒ

امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن ابی جعفر ابی جمرہ متوفی ۶۹۹ھ بہجۃ النفوس شرح النفوس مختصر صحیح بخاری میں مسجد نبوی میں حبشیوں کے کھیل کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دیکھنے والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وفیہ دلیل لما ذھب الیہ العلماء من جواز نظر النساء الی الرجال اذا کن متترات او امن من الفتنۃ۔ (بہجۃ النفوس ج ۱ صد ۱۲۶)

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جسکی طرف علماء گئے ہیں کہ عورتوں کا اجنبی مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے جبکہ وہ پردہ کئے ہوئے ہوں یا وہاں فتنہ کا خوف نہ ہو۔

اس سے بھی واضح ہو گیا کہ عورتیں اجنبی مردوں کی طرف دیکھ سکتی ہیں (یہ نظر جائز) جبکہ انہوں نے چہرہ کا پردہ کر رکھا ہو یا نہ ہو تو فتنہ وشر انگیزی کا خطرہ نہ ہو۔

امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث سے جواز پر استدلال کیا ہے۔

امام زین الدین عراقی

امام ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی م ۸۰۶ھ اور امام ولی الدین ابوزرعہ العراقی شافعی م ۸۲۶ھ طرح التثریب میں فرماتے ہیں کہ

استدل به علی جواز نظر المرءة للرجل۔	اس حدیث سے عورت کے مرد کو دیکھنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔

(طرح التثریب ج۷، ص۵٦)

منتقی

منتقی مذہب حنفی کی کتب اصول میں سے ہے اس کے مصنف امام مجتہد حاکم شہید علیہ الرحمۃ م ۳۳۴ھ۔ علامہ شامی نے جن ایسے مقلدین حنفیہ کا ذکر کیا جو اقوی و قوی وضعیف وظاہر الروایۃ اور نادر الروایۃ کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں جیسے اصحاب متون معتبرہ جیسے صاحب کنز وصاحب مختار وصاحب وقایہ وصاحب مجمع (مجمع الفتاوٰی معروف بہ نام خزانۃ الفتاوٰی) (شرح عقود رسم المفتی ص۱۲)

ایسے ہی امام محمد علیہ الرحمۃ کی کتب کے بعد امام حاکم شہید کی کافی اور منتقی کتب اصول مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ میں سے ہے چنانچہ عبدالحی لکھنوی فوائد بہیہ میں لکھتے ہیں کہ

کتاب الکافی والمنتقی اصلان من اصول المذهب بعد کتب محمد رحمه الله۔ (ص۱۸۵)

یہی امام حاکم شہید علیہ الرحمۃ منتقی میں فرماتے ہیں کہ

تمنع الشابة من کشف وجهها لئلا یؤدی الی الفتنة۔	نوجوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا تاکہ وہ شر وفتنہ کھڑا نہ کردے

(مجمع الانہر ج۱ ص۸۱)

یہ عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ نوجوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائیگا تاکہ فتنہ کھڑا کرنے والے لوگ موجود ہوں جن کا کام خواتین کو تنگ کرنا اور پریشان کرنا ہے۔

"لئلا یودی الی الفتنۃ" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ حکم محض وقتی ہے اصلی نہیں ہے کیونکہ حکم اصلی تو یہی ہے۔ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ عورت پر چہرے اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے، یہ حکم محض مصلحت وقتیہ کے تحت ہے چنانچہ "لئلا یودی الی الفتنۃ (فتنہ کے کھڑا ہونے کا باعث) نہیں ہو سکتا وہاں اسے چہرہ کھولنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ موّدی الی الفتنۃ" (فتنہ کھڑا ہونے کا باعث) وہاں ہو سکتا ہے جہاں مردوں کا اجتماع ہو کہ اسمیں ہر قسم کے لوگ ہوں گے صالح بھی اور فاسق و فاجر بھی یا ایک ہی شخص ہو جو فاسق و فاجر اور بدکردار ہو اسکے آگے بھی اسے چہرہ نہ کھولنا چاہیئے اس لئے نہیں کہ یہی حجاب شرعی و حکم اصلی ہے بلکہ اس لئے کہ یہ اس کہ یہ اس فاسق و بدکردار شخص کی وجہ سے فتنہ کا باعث ہو سکتا ہے لہٰذا یہ مصلحت وقتیہ ہے اسے حجاب عرفی بھی کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے پردہ مروجہ ہے۔ جو پردہ کرانے والوں کے گھروں میں عام طور پر مروّج ہے کہ ان کی خواتین چہرہ چھپا کر باہر باہر نکلتی ہیں جو لوگوں میں معروف و مشہور ہے یہ حجاب شرعی نہیں ہے بلکہ یہ حجاب عرفی ہے جو مصلحت وقتیہ کے تابع ہے یہ وہاں ضروری ہے جہاں مردوں کا ہجوم و اجتماع ہو یا جہاں کوئی فاسق و فاجر و بدکردار انسان موجود ہے کیونکہ فتنہ تو ایسے ہی لوگوں سے کھڑا ہوتا ہے شرفاء لوگ اور صلحاء لوگ تو فتنوں کے خاتمہ کا باعث ہوتے ہیں۔

درالمنتقی

چنانچہ "درالمنتقی شرح الملتقی میں ہے:

وجمیع بدن الحرۃ عورۃ الا وجہھا وکفیھا وقدمیھا (الی ان قال)	اور حرہ عورت کا تمام بدن واجب الستر ہے سوائے اس کے چہرہ ہاتھ اور پاؤں کے (الی ان قال)

تمنع من کشف وجھھا بین الرجال للفتنۃ ولا یجوز النظر الیھا بشھوۃ کوجہ الأمرد و اما بدونھا فیحل۔	عورت کو مردوں کے مجمع میں کشف وجہ سے منع کیا جائیگا فتنہ کی وجہ سے اور اسکے چہرہ کو شہوت سے دیکھنا جائز نہیں جیسے بے ریش حسین لڑکے کو اور شہوت کے بغیر دیکھنا حلال ہے۔
(ج ا صدا۸)	

اس عبارت میں بھی " باین الرجال " کا لفظ اور اسکے بعد " للفتنۃ " کا لفظ بتا رہا ہے کہ جہاں ایسے لوگ ہوں جو فسق وفجور میں مبتلا ، بدکردار اور فتنہ پرداز ہوں وہاں مصلحۃً عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائیگا نہ کہ ہر جگہ اور ہر موقع پر، گویا چہرہ چھپانے کا حکم، حکم اصلی نہیں ہے محض وقتی ومصلحتی ہے اس لئے یہ حکم ائمہ مجتہدین احناف کی کتابوں میں نہیں پایا جاتا بلکہ بعض متاخرین مقلدین کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ جس سے ان کا واحد مقصد خواتین کو فتنہ پردازوں کی متوقع فتنہ انگیزی سے بچنے کی تلقین کرنا ہے۔

سید صاحب علیہ الرحمۃ حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ کے رسالہ کے شروع میں بھی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

" عورت کا چہرہ زیادہ تر موجب فتنہ وفساد ہوتا ہے (الی ان قال)

لہٰذا عرفاً بھی ثابت ہے کہ چہرہ بالخصوص واجب الستر ہے۔"

(القول الصواب صد۲)

اسمیں بھی سید صاحب علیہ الرحمۃ نے لفظ " عرفاً " ارشاد فرما کر واضح کر دیا ہے کہ چہرہ کا پردہ محض عرفی ہے یعنی لوگ اسی کو پردہ سمجھتے ہیں پر شرعی پردہ نہیں ہے یہ مستحب ہے فرض نہیں ہے۔

اعلیحضرت علیہ الرحمۃ چنانچہ اعلیحضرت کے فتوٰی سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پردہ عرفی ہے شرعی نہیں ہے شرعی سے مراد پردہ واجب ہے۔ اعلیحضرت سے سوال ہوا۔

(۱) "اگر کوئی عورت جوان یا بڑھیا کسی عالم شریعت واقفِ طریقت جامع شرائط سے بیعت کرے اور اپنے پیر سے فیض لیوے حجاب شرعی تو ہو یعنی کل بدن چھپا ہوا بلا چہرے کے مگر حجابِ عرفی نہ ہو تو یہ بیعت کرنے اور اس طریق سے فیض لینا جائز ہے یا نہیں؟"

اعلیحضرت اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

"پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔"

کیونکہ حضرت کے ہاں اکثر و بیشتر ہر قسم کے لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اور ہر قسم کے لوگوں کا آنا جانا رہتا ہے۔ بلکہ ایک پیر صاحب نے راقم کو بتایا کہ ان کے ہاں خواتین بیٹھی ہوتی ہیں اس دوران ایسے مرد بھی آجاتے ہیں اور آکر خواتین کی موجودگی میں بیٹھ جاتے ہیں جنکی غیر شرعی صورت اور بے تکلفانہ گفتگو سے ہمیں بڑی کوفت ہوتی ہے آخر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ وہ باہر چلیں جائیں۔ جب خواتین چلی جائیں تب آئیں۔ انہوں نے کہا کہ اعلیحضرت کے زمانہ میں بہت سے مشاہیر پیروں کے ہاں ایسی صورتحال ہوتی تھی جس کا اعلیحضرت کو علم تھا اس لئے اعلیحضرت نے ایسے پیرانہ ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فتوٰی بطور احتیاط ارشاد فرمایا۔

راقم عرض کرتا ہے کہ راقم نے ایسے پیر بھی دیکھے ہیں جو نوجوان مرید خواتین سے پاؤں اور ٹانگیں تک دبوا تے تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ حرکتیں درحقیقت جاہل

پیروں کی ہیں اسلئے صوفیاء کرام نے جاہل پیروں کی بیعت سے منع کیا اور فرمایا کہ پیر کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحیح العقیدہ عالم دین اور ظاہر شریعت کا پابند ہو۔

پھر آپ نے درمختار کی یہ عبارت نقل فرمائی:

تمنع المرءة الشابة من کشف الوجه بین رجال لخوف الفتنة. (اسی میں ہے) اما فی زماننا فمنع من الشابة. (فتاوی رضویہ ج۱۰ ص۱۳۸)

یعنی نوجوان عورت کو اجنبی مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائیگا۔ تاکہ کوئی فتنہ و شر پیدا نہ ہو ہمارے زمانے میں تو فتنہ پرور لوگوں کی کثرت ہے تو نوجوان عورت سے منع کیا جائے گا۔

فتاوی کی مذکورہ بالا عبارت سے درج ذیل مسائل واضح ہوتے۔

(۱) ایک یہ کہ پردۂ شرعی جو واجب ہے اسمیں چہرہ کا پردہ شامل نہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ چہرہ کا پردہ محض اضافی اور مستحب ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ پیر یا مرد صالح کے سامنے جوان عورت کو اسوقت کھلے چہرے کے ساتھ جانا منع ہے جب وہاں کچھ اجنبی لوگ موجود ہوں جن کی موجودگی میں کھلے چہرے سے آنا اور بیٹھنا فتنہ کا موجب ہو سکتا ہو اور اگر یہ مفہوم مراد نہ ہو تو درمختار کی عبارت سے اعلیحضرت کا استدلال درست نہ ہوگا کیونکہ اس عبارت میں " بین رجال " اور " لخوف الفتنة " کی شرط و قید مذکور ہے۔ ورنہ اعلیحضرت کا یہ فتوی آپکے درج ذیل دیگر فتووں سے متصادم و متعارض ہوگا۔

(۲) مثلاً فتاوی رضویہ میں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جیسا مرد کے واسطے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے ویسا ہی عورت کو غیر مرد کی طرف نظر کرنا حرام ہے یا کچھ فرق ہے؟ ←

جواب : دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے کچھ فرق نہیں" فان نظر کل الی عورۃ الاٰخر محرم قطعا وکذا الی غیر العورۃ ان لم یومن الشھوۃ ھوالصحیح فی الفصلین، درمختار عن التاتارخانیہ عن المضمرات اما عندالامن فالمنع لخوف الافتتان لفساد الزمان وفیہ ایضا یتفق الفصلان - (فتاوٰی رضویہ جر ۱۰ صلہ)

مطلب : اعلیحضرت نے فتاوٰی میں جو عربی عبارات نقل فرمائی ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے کے واجب الستر عضو کو دیکھنا قطعاً حرام ہے - اور اسی طرح اس حصہ کو شہوت سے دیکھنا جو واجب الستر نہیں (چہرہ وغیرہ) بھی حرام ہے دونوں صورتوں میں یہی صحیح ہے - پھر فرماتے ہیں لیکن جب شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر جب (فاسقوں و بدکرداروں کے موجود ہونے کی وجہ سے) فتنہ انگیزی کا ڈر ہو کیونکہ اس دور میں فسادی لوگوں کی کثرت ہے اور چونکہ ان سے فتنہ اٹھانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے ایسے ماحول میں عورت کو چہرہ کھلا رکھنا ممنوع ہوگا -

اس سے واضح ہوگیا کہ جب ایسی صورت حال نہ ہو تو چہرہ چھپانا ضروری نہیں ہے گویا اعلیحضرت کے اس فتوٰی کا تعلق عمومی حالات سے نہیں بلکہ خاص صورتحال سے ہے - اگر اعلیحضرت کے اس فتوٰی کی یہ توجیہہ نہ کی جائے تو پھر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ فتوٰی اعلیحضرت کے درج ذیل فتوٰی کے ساتھ صراحۃً متعارض و متصادم ہوگا -

(۳) چنانچہ اعلیحضرت سے سوال ہوا کہ

سوال ہے : " جن اقوام میں مسلمان نمازی یا بے نمازی عورات اعوذ ہیں بموجب روایت قدیم کے پردہ نشین نہیں ہیں ان کے گھروں کا کھانا پینا

اور مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں؟"

جواب: اگر وہ موٹے اور خوب گھیر دار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھانپ کے نکلتی ہیں کہ سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے، بال یا گلا یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں ورنہ وہ عورتیں فاسقہ اور ان کے شوہر دیوث ہیں۔ ان سے احتراز چاہیئے اسی بنا پر کہ فاسقوں سے میل جول مناسب نہیں ورنہ اصل کھانے میں حرج نہیں۔"

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۰ صفحہ ۲۵)

استخراج مسائل از فتاوٰی رضویہ

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوٰی رضویہ کے اس فتوٰی سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ عورت پر چہرے کا پردہ واجب نہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ عورت کو گھر سے باہر نکلتے وقت چہرہ اور دو ہاتھوں اور دو پاؤں کے سوا سارے جسم کو مکمل ڈھانپنا واجب ضروری ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ ایسی حالت میں باہر نکلنے والی عورتیں فاسقہ (شریعت کی نافرمان) قرار نہیں پاتیں۔

(۴) چوتھا یہ کہ اپنی عورتوں کو اس طرح گھر سے نکلنے کی اجازت دینے والے مرد دیوث (بے غیرت) نہیں۔

(۵) پانچواں یہ کہ جو عورتیں ننگے سر اور ننگے سینہ باہر نکلتی ہیں وہ فاسقہ (شریعت کی نافرمان) ہیں۔

(۶) چھٹا یہ کہ جو مرد اپنی عورتوں کو یوں گھر سے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں وہ دیوث (بے غیرت) قرار پاتے ہیں۔

(۷) سوال یہ کہ شرعی پردہ کی کم از کم حد جس سے عورتیں گنہگار نہیں ہوتیں یہی ہے کہ وہ چہرہ و ہاتھوں و پاؤں کے سوا اپنے تمام جسم کو ڈھانپ کر باہر نکلیں۔ البتہ علی العموم ستر وجہ افضل و مستحب ضرور ہے۔ یہی حکم اصلی اور یہی حکم شرعی ہے البتہ جہاں اور جب چہرہ کھولنے سے فتنہ و فساد کا اندیشہ اور شریر لوگوں کے شر اٹھانے اور عورتوں کو ان کی حرکات سے تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو وہاں مصلحتِ وقتی کے طور پر چہرہ کا ستر ضروری ہے۔

بہارِ شریعت

بہار شریعت میں بھی غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنے کی ممانعت کو فتنہ کے اندیشہ کے ساتھ مقید کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"عورت کا چہرہ اگرچہ عورت (واجب الستر یعنی جس کا چھپانا ضروری ہو) ایسا نہیں مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے کھولنا منع ہے۔"

(بہار شریعت ج ۱۶ صہ ۴۶)

اس سے بھی ظاہر ہے کہ جہاں غیر محرم کے آگے چہرہ کھولنے سے فتنہ و فساد اور شر کے پیدا ہونے کا ڈر ہو وہاں چہرہ کھولنا منع ہے فی نفسہ منع نہیں۔ "اگرچہ عورت نہیں" کا یہی مطلب ہے کہ فی نفسہ چہرہ کا پردہ واجب نہیں ہاں فتنہ کی حالت میں مصلحۃً ضروری ہے۔

علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ

سید صاحب قبلہ کے بڑے بھائی حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر (الحسنات) میں لکھتے ہیں کہ علامہ زمخشری مذہب امام ابوحنیفہ اس طرح نقل کرتے ہیں کہ

ان مواقع الزین الظاھرۃ من الوجہ والکفین والقدمین لیست	مواقع زینت ظاہرہ میں چہرہ کے بعد ہتھیلیاں اور دونوں پیر عورت مطلقاً نہیں تو

بعورۃ مطلقا فلا یحرم النظر الیہا۔ تو ان پر نظر بھی حرام نہیں۔

چنانچہ ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں:

ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا وقال یا اسماء ان المرءۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح ان یری منہا الا ھذا وھذا واشار الی وجھہ وکفیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریک لباس پہنے حاضر ہوئیں تو حضور نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو بہتر نہیں کہ دیکھا جائے اسکی طرف مگر یہ اور یہ اور حضور نے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور نے "الا ما ظھر منہا" کی تفسیر میں فرمایا " رقعۃ الوجہ وباطن الکف" چہرے کی ٹکلک اور ہتھیلی۔ الخ

اس کے بعد سید صاحب لکھتے ہیں کہ کہیں خواتین یہ نہ سمجھیں کہ گیسو سنوار کر ربن کے ذریعے پھندے بناکر ریشمی لباس سے آراستہ ہوکر ہونٹوں پر لپسٹک (سرخی) لگاکر چہرہ پر پاوڈر مل کر گل گشت کرنے کے لئے باہر نکلنا بھی اس مستثنیٰ میں داخل ہے (معاذ اللہ) پھر اس پر کلب میں جاکر ڈانس کرنے اور کیا کیا خرافات ہیں، اس کا مرتکب ہونا بھی مشروع ہو یہ سب تہذیب مغربی کے کرشمے ہیں۔ اقبال خوب کہہ گئے ہے

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

(تفسیر الحسنات ج ۴ صہ ۶۵۵/۶۵۶)

بہارِ شریعت | نیز بہار شریعت میں ہے :

"مسئلہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا یہ حکم ہے کہ اسکے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اسکے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہوگا تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کے دیکھنے میں وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے بعض علماء نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔"

(بہارِ شریعت ج ۱۲ صـ۶۶ بحوالہ درمختار عالمگیری)

بہارِ شریعت کی مندرجہ بالا عبارت سے درج مسائل معلوم ہوتے :

(۱) ایک یہ کہ اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا جائز ہے۔

(۲) دُوسرا یہ کہ یہ ایک معاشرتی ضرورت ہے جو پیش آتی رہتی ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ یہ دیکھنا شہوت کے بغیر ہو۔

(۴) چوتھا یہ کہ ویسے بھی عورتوں کو گھر سے باہر آنے جانے کے لئے چہرہ کھُلا رکھنا پڑتا ہے اور چہرہ کے پردہ کو ضروری قرار دینے کی صُورت میں ان کو دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔ اسلام نے ان دشواریوں سے ان کو بچانے کے لئے ان پر چہرہ کا پردہ واجب نہیں ٹھہرایا۔

(۵) پانچواں یہ کہ ان کے قدموں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔

صاحب بہارِ شریعت تو اجنبی عورت کے چہرہ کو بلا شہوۃ دیکھنا جائز ٹھہرائیں مگر افسوس کہ مولانا ابو داؤد صاحب اس فقہی مسئلہ کو شوشہ قرار دیکر فقہ کی توہین فرمائیں۔ ھداہ اللہ۔

تحفۃ الفقہاء

یہ تحفۃ الفقہاء امام علاء الدین سمرقندی حنفی کی کتاب ہے یہ امام علاء الدین سمرقندی ملک العلماء صاحب بدائع الصنائع کے استاذ ہیں، حضرت سمرقندی کا انتقال ۵۳۹ھ میں ہوا۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"فانه يحرم النظر اليها اصلا من رأسها الى قدمها سوى الوجه والكفين فانه لا بأس بالنظر اليهما من غير شهوة فان كان غالب رايه انه يشتهى يحرم اصلا"
(تحفۃ الفقہاء ج ۳ ص ۳۳۳)

اجنبی عورت کے چہرے اور دو ہاتھوں کے سوا باقی سارے جسم کی طرف (بے ستر) نظر کرنا حرام ہے پس بلا شبہ شہوت کے بغیر اس کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے پس اگر اس کا غالب گمان ہو کہ اجنبی عورت کو دیکھنے سے اسے شہوت (بری نیت) آ جائیگی تو اسے دیکھنا سرے سے حرام ہوگا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اس بات کا جب تک گمان غالب نہ ہو اجنبی عورت کو دیکھنے سے شہوت پیدا ہو جائے گی اسوقت اسے دیکھنا جائز ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں یا فتووں میں لکھتے ہیں کہ اگر اس بات کا محض شک ہو کہ شہوت پیدا ہو سکتی ہے تو بھی دیکھنا حرام ہے امام سمرقندی کی رائے اس کے برعکس ہے کہ دیکھنا اس وقت تک حرام نہ ہوگا جب تک کہ اسے اس کا ظن غالب نہ ہو اور راقم کے نزدیک یہی صحیح ہے کیونکہ شریعت میں شک کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے شک پر شریعت کوئی حکم نافذ نہیں کرتی لہٰذا امام سمرقندی علیہ الرحمۃ کا ہی فرمان صحیح ہے۔

امام ابن رشد مالکی

فقیہ اجل حافظ قاضی قاضی امام ابو الولید محمد بن احمد بن رشد م ۵۲۰ھ کتاب المقدمات میں لکھتے ہیں۔

فلما امرت المرءة الحرة بالستر — پس جب عورت کو اس بات کا حکم کیا گیا کہ

من الاجنبيين وان لا تبدى
عند غير المحرم منها من زينتها
الا ما ظهر منها وهو والوجه
والكفان على ما قاله اهل
العلم بالتاويل وجب عليها
مثل ذلك فى الصلوٰة الخ
(كتاب المقدمات ص۱۳۳) .

کہ وہ اجنبیوں سے اپنے جسم کو ڈھانپے
اور ان کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں
کے سوا اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے اس
قول کی بنا پر کہ اہل علم مفسرین نے " مَا
ظَهَرَ مِنْهَا " سے چہرہ اور دو ہاتھ
مراد لئے ہیں تو اس پر واجب ہے کہ
وہ نماز میں بھی اسی طرح کرے کہ چہرہ
اور ہاتھ نہ چھپائے ۔

فقہاء کرام کے تمام حوالہ جات کے علاوہ یہ حوالہ بھی واضح کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ عورت پر چہرہ اور ہاتھوں کو اجنبیوں سے چھپانا واجب نہیں ٹھہرایا لہٰذا ضروری ہے کہ وہ نماز میں اپنے چہرے اور ہاتھوں کو نہ چھپائے یعنی مخلوق سے چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ نہیں تو خالق سے کیوں ۔ لہٰذا جو لوگ اسکو (چہرے اور ہاتھوں کے کھلا رکھنے کو) نماز سے مخصوص کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے ۔

یہی قرآن وسنت وجمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کا مذہب ہے ۔

فقہ اسلامی چنانچہ علامہ وہبہ زحیلی اپنی کتاب الفقہ الاسلامی وادلتہ میں لکھتے ہیں کہ

وان كانت المرءة اجنبية
حرم النظر اليها عند الحنفية
الا وجهها وكفيها لقوله
تعالى " ولا يبدين زينتهن
الا ما ظهر منها " قال على

اگر عورت اجنبی ہو تو فقہاء حنفیہ کے نزدیک
اسکے چہرے اور دو ہاتھوں کے سوا
باقی جسم کی طرف (بے ستر) نظر کرنا حرام
ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتیں اپنی
زینت ظاہر نہ کریں اسکے سوا جو ان

وابن عباس مامنها الکحل
والخاتم ای موضعهما وهو
الوجه والکف والمراد من
الزینة فی الایة موضعها
ولان فی ابداء الوجه والکف
ضرورة لحاجتها الی المعاملة
مع الرجال اخذا او عطاء (الی
ان قال) وان کان لا یامن
الشهوة لا ینظر الی وجهها
الا لحاجة ضروریة وبه
یظهر ان حل النظر مقید
بعدم الشهوة (الی ان قال)
وحد الشهوة تحرکة الالة
(الی ان قال) والمنع من النظر، لا
لان الستر واجب علیهن
فی حد ذاته بل لان فیه
مصلحة عامة فقد حکی
القاضی عیاض عن العلماء
انه لا یجب علی المرءة
ستر وجهها فی طریقها
وانما ذلك سنة وعلی الرجال

ے از خود ظاہر ہے حضرت علی و حضرت
ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو از خود ظاہر
ہے، وہ سُرمہ اور انگوٹھی ہے یعنی ان کا
محل، اور وہ چہرہ اور ہاتھ ہے اور
آیت زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے
اور اس لئے کہ چہرے اور ہاتھوں کے
ظاہر کرنے میں ضرورت ہے کیونکہ اسے
مردوں کے ساتھ لینے اور دینے کے
معاملہ کرنے میں اسکی حاجت ہوگی
(الی ان قال) اور اگر کوئی شہوت کا اندیشہ
محسوس کرے تو وہ سوائے مجبوری کے
اس کے چہرے کی طرف نہ دیکھے اس سے
واضح ہوگیا کہ عورت کے چہرہ اور ہاتھوں
کی طرف دیکھنے کا جواز عدم شہوت کے
ساتھ مقید ہے اور شہوت کی تعریف آلہ کا
متحرک ہونا ہے (الی ان قال) اور شہوت کے
کے اندیشہ کے وقت عورت کے چہرہ کی
طرف دیکھنے (اور خوف فتنہ عورت کو
چہرہ چھپانے کا حکم) اس لئے نہیں کہ عورت
پر فی نفسہ چہرہ کا) واجب ہے بلکہ یہ
اس لئے ہے کہ اس میں مصلحت عامہ ہے۔

غض البصر عنهن للآية:- (زیادہ بہتر یہ ہے) امام قاضی عیاض علما سے

(الی ان قال) نقل فرماتے ہیں کہ راستے میں جاتے ہوئے

عورت پر چہرہ کا پردہ واجب نہیں ہے صرف سنت (مستحبہ) ہے اور مردوں کو اپنی نظریں کچھ نیچی رکھنی چاہیئے۔

احوال استثنائیہ والاحوال الاستثنائية الخطبة و المعاملة كبيع و شراء والشهادة او القضاء والتعليم ونحو ذلك والنظر بقدر الحاجة الخ

(الفقه الاسلامی وادلته ج ۳ ص ۵۶۲)

اور وہ احوال جن میں اندیشہ شہوت کے باوجود عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے وہ نکاح کی غرض، علاج معالجہ اور خرید و فروخت کا معاملہ یا عدالت میں عورت کی حاضری اور تعلیم اور اسی طرح کی معاشرتی ضروریات ہیں اور نظر بھی ضرورت کی حد تک ہو ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔

فقہ اسلامی کے مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہو گیا کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ پردہ کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ نیز یہ کہ چہرہ کا پردہ واجب نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور یہ کہ اسکی طرف عدم شہوت کی صورت میں دیکھنا جائز ہے نیز خوف فتنہ کے وقت نوجوان عورت کو چہرہ کھولنے سے جہاں کہیں کسی فقیہ نے منع کیا ہے اس لئے کہ اس پر چہرے کا پردہ واجب ہے بلکہ اسکا مصلحت عامہ ہے اور یہ اندیشہ شہوت کی صورت میں دیکھنا حرام ہے گر مجبوری ہو تو ضرورت کی حد تک دیکھنا جائز ہے مجبوری کی صورتوں میں سے مثلاً نکاح کی غرض، علاج معالجہ و خرید و فروخت، شہادت گواہی اور عدالت میں اسکی حاضری اور تعلیم و تعلم وغیرہ۔

احکام الاحکام

امام فقہ علامہ فقیہ مجتہد شیخ الاسلام تیمیہ

تقی الدین ابوالفتح المعروف امام ابن دقیق العید م ۷۰۲ھ اپنی مشہور کتاب "احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام میں فاطمہ بنت قیس والی حدیث، جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت ابن ام مکتوم کے گھر جا کر عدت گزارنے کا حکم دیا جبکہ وہ اس کے لئے غیر محرم تھے، کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

قد يحتج به من يرى جواز نظر المرءة الى الاجنبي فانه علل بالعمى وهو مقتض لعدم رؤيته لا لعدم رؤيتها فيدل على ان جواز الاعتداد عنده معلل بالعمى المنافي لرؤيته واختار بعض المتأخرين تحريم نظر المرءة الى الاجنبي مستدلا بقوله تعالى (قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم) (وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن) وفيه نظر لان لفظة "من" للتبعيض ولا خلاف انها اذا خافت الفتنة حرم عليها النظر فاذا في هذه الحاله يجب فيها الغض

جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن ام مکتوم کے نابینا ہونے کو وہاں عدت گزارنے کے جواز کی علت قرار دیا جو ابن مکتوم کے نہ دیکھنے کا متقاضی ہے نہ کہ فاطمہ بنت قیس کے نہ دیکھنے کا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس بات کی دلیل قرار پاتا ہے کہ فاطمہ کو اس کے ہاں اس لئے عدت گزارنا جائز ٹھہرا کہ وہ نابینا ہے کہ اسے دیکھ نہیں سکتا اور بعض متاخرین نے عورت کے اجنبی مرد کو دیکھنے کے حرام قرار دیئے جانے کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بنایا کہ کہہ دیجئے مسلمان مردوں سے کہ وہ اپنی نظریں کچھ نیچی رکھیں اور کہہ دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نظریں کچھ نیچی رکھیں۔ ان متاخرین

فیمکن حمل الآیۃ علیہا ولا تدل الآیۃ حینئذ علی وجوب الغض مطلقا او فی غیر ھذہ الحالۃ الخ

کہ یہ دلیل درست نہیں کیونکہ قرآن کریم کے فرمان " من ابصارھم " میں لفظ " من " تبعیض کے لئے ہے (جس کے معنی ہیں نظریں کچھ نیچی رکھیں یہ معنی نہیں کہ نہ دیکھیں) اور اسمیں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت کو جب فتنہ (شہوت) کا اندیشہ ہو تو اسے اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے پس اس حالت میں اس پر اپنی نظروں کو کچھ نیچے رکھنا واجب ہے، پس آیت کریمہ کو اسی خوفِ فتنہ کی حالت پر محمول کرنا ممکن ہے اور اس وقت (اس تاویل کے احتمال میں) عورت پر ہر صورت نظریں نیچی رکھنا واجب نہ ہوگا، اس خوفِ فتنہ کی حالت کے علاوہ اس پر نظریں نیچی رکھنا واجب نہ ہوگا۔"

(احکام الاحکام ج ۴ صـ۵۶ ، ۵۷)

استخراجِ مسائل

امام ابن دقیق العید کی اس تحقیق سے درج ذیل احکام ومسائل معلوم ہوئے:

(۱) ایک یہ کہ فاطمہ بنت قیس والی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اجنبی مرد کی طرف دیکھ سکتی ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ آیت کریمہ " قل للمؤمنین ان یغضوا من ابصارھم وقل للمؤمنات ان یغضضن من ابصارھن " کہ مسلمان مردوں اور عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں کچھ نیچی رکھیں " سے اس بات کی دلیل پکڑنا کہ اجنبی مرد وعورت کا ایکدوسرے کو دیکھنا حرام ہے " درست نہیں ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ آیت کریمہ میں لفظ " من " سے پتہ چل رہا ہے کہ نظریں کچھ نیچی رکھیں نہ یہ کہ بالکل ہی دیکھنا حرام ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ آیت کریمہ میں جو نظروں کو کچھ نیچی رکھنے کا حکم ہے اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب فتنہ (شہوت انگیزی) کا خوف ہو تو نظریں کچھ نیچی رکھیں۔

(۵) پانچواں یہ کہ جب فتنہ (شہوت انگیزی) کا خوف نہ ہو دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔

نوٹ:۔ ہم بار بار یہ عرض کر چکے ہیں کہ ہم یہ تحقیق ایک شرعی حکم کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں تاکہ مسلمان بھائیوں کو اس مسئلہ کی شرعی نوعیت دلائل کی روشنی میں معلوم ہو جائے جہاں تک احتیاط و استحباب کا تعلق ہے وہ ستر دَرجہ اور عدم نظر ہے مگر اسے وجوب کا درجہ دینا اور اس کے ترک پر فسق کا حکم لگانا درست نہیں البتہ فتنہ (شہوت انگیزی) کا گمان غالب ہو تو دیکھنا منع و حرام اور موجب فسق ہے۔

بدائع الصنائع

نیز ملک العلماء امام علاء الدین ابوبکر مسعود الکاسانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ ۵۸۷ھ اپنی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں ارشاد فرماتے ہیں:

(وأمّا) النوع السادس وهو الاجنبيات الحرائر فلا يحل النظر للاجنبي من الاجنبية الحرة الى سائر بدنها الا الوجه والكفين لقوله تبارك وتعالىٰ قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم الا ان النظر الى مواضع الزينة الظاهرة وهي الوجه والكفان رخص لقوله تعالىٰ ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها

اور چھٹی قسم اجنبی آزاد عورتوں کا قسم ہے پس اجنبی مرد کے لئے حلال نہیں کہ وہ اجنبی عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کے سوا اسکے جسم کو دیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مومن مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں سوائے زینت ظاہرہ کی جگہ کو دیکھنے کے اور زینتِ ظاہرہ چہرہ اور دو ہاتھ ہیں اسکی اجازت اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی وجہ سے ہے اور

والمراد من الزينة مواضعها
ومواضع الزينة الظاهرة
الوجه والكفان فالكحل
زينة الوجه والخاتم زينة
الكف ولانها تحتاج الى البيع
والشراء والاخذ والعطاء ولا
يمكنها ذلك عادة الا بكشف
الوجه والكفين فيحل لها
الكشف وهذا قول ابي حنيفة
رضي الله عنه وروى الحسن
عن ابي حنيفة رحمهما الله
انه يحل النظر الى القدمين
ايضًا (وجه) هذه الرواية ما
روى عن سيدتنا عائشة
رضي الله تعالى عنها في قوله تبارك
وتعالى الا ما ظهر منها القلب
والفتخة وهي خاتم اصبع
الرجل فدل على جواز النظر
الى القدمين ولان الله تعالى
نهى عن ابداء الزينة واستثنى
ما ظهر منها والقدمان ظاهرتان

زینت سے مراد زینت ظاہرہ کے مواضع
ہیں اور زینت ظاہرہ کے مواضع چہرہ
اور دو ہاتھ ہیں پس سُرمہ چہرہ کی زینت
ہے اور انگوٹھی ہاتھ کی زینت ہے اور
اس لئے کہ عورت کو خرید و فروخت اور
لینے دینے کی ضرورت پڑتی ہے اور عادۃً
یہ کام چہرہ اور ہاتھ کھولنے سے ہی ممکن
ہیں لہٰذا عورت کے چہرہ اور ہاتھوں
کو کھلا رکھنا حلال ہوا اور یہ امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور امام حسن نے امام ابو
حنیفہ سے روایت کی ہے کہ عورت کے
قدموں کو بھی دیکھنا جائز ہے اور ظاہر الروایۃ
کی وجہ وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے قول "الا ما
ظہر منہا" کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ
قُلب اور فَتَخہ ہے فتخہ پاؤں کی
انگلی کی انگوٹھی ہے (اور قلب ہاتھوں کے کنگن)
تو اس سے قدموں کی طرف دیکھنے کا جواز
معلوم ہوا اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت
کو زینت کے ظاہر کرنے سے منع کیا اور اس
عضو کو جو از خود ظاہر ہے ممانعت سے

ألا ترى انهما يظهران عند
المشي فكانا من جملة المستثنى
من الحظر فيباح ابداؤهما
(وجه) ظاهر الرواية ما روى
عن عبد الله بن عباس رضي الله
عنهما انه قال في قوله جل
شانه الا ما ظهر منها انه
الكحل والخاتم وروى
عنه في رواية أخرى انه
قال الكف والوجه فيبقى ما
وراء المستثنى على ظاهر
النهي ولان اباحة النظر الى
وجه الاجنبية وكفيها للحاجة
الى كشفها في الاخذ والعطاء
ولا حاجة الى كشف القدمين
فلا يباح النظر اليهما ثم
انما يحل النظر الى مواضع
الزينة الظاهرة منها من
غير شهوة فاما عن شهوة
فلا يحل لقوله عليه الصلوٰة
والسلام العينان تزنيان

مستثنیٰ فرما دیا اور دونوں قدم ظاہری ہوتے
ہیں کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ چلتے وقت
ظاہر ہوتے ہیں پس دونوں قدم ممانعت
سے مستثنیٰ ہوئے پس ان کا ظاہر کرنا جائز ہوا
اور ظاہر الروایۃ کی وجہ وہ حدیث ہے جو حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان " الا
ما ظہر منہا " کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ سرمہ
اور انگوٹھی ہے اور انہی سے ایک دوسری روایت
میں ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ ہاتھ اور چہرہ
ہے لہٰذا عورت کے ہاتھ اور چہرے کے
مستثنیٰ ہونے کے بعد باقی سارا جسم ناقابل
اظہار ہوا اور کیونکہ اجنبی عورت کے چہرہ اور
ہاتھوں کو دیکھنے کا جواز تو اس لئے ہوا کہ اسے
لینے دینے کے وقت ان کے کھولنے کی ضرورت
ہوتی ہے اور لینے دینے کے لئے قدموں
کو کھولنے کی ضرورت نہیں لہٰذا اس روایت
کی رو سے انہیں دیکھنا جائز نہ ہوا پھر عورت کے زینت
ظاہرہ کے مواضع (چہرہ اور ہاتھوں) کو دیکھنا
بغیر شہوت کے ہی حلال ہے اور شہوت کے
حلال نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ولیس زنا العینین الا النظر عن شهوة ولان النظر عن شهوة سبب الوقوع فی الحرام فیکون حراما الا فی حالة الضرورة بان دعی الی شهادة او کان حاکما فاراد أن ینظر الیها لیجیز اقرارها علیها فلا بأس ان ینظر الی وجهها وان کان لو نظر الیها لاشتهی او کان اکبر رأیه ذلک لان الحرمات قد یسقط اعتبارها لمکان الضرورة ألا تری انه خص النظر الی عین الفرج لمن قصد اقامة حسبة الشهادة علی الزنا ومعلوم ان النظر الی الفرج فی الحرمة فوق النظر الی الوجه ومع ذلک سقطت حرمته لمکان الضرورة فهذا أولی وکذا اذا أراد أن یتزوج امرأة فلا بأس أن ینظر الی وجهها

ہیں کہ دو آنکھیں زنا کرتی ہیں اور آنکھوں کا زنا شہوت کی نظر سے ہی ہے اور اس لئے کہ شہوت کی نظر حرام میں پڑنے کا سبب ہے لہٰذا شہوت کی نظر حرام ہوگی مگر مجبوری کی حالت میں مثلاً کسی گواہ کو عورت سے متعلق گواہی کے لئے بلایا گیا یا حاکم ہے تو اس نے عورت کو دیکھنا چاہا تاکہ اس کے خلاف اس کے اقرار کو جائز کرے تو اسے عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے اگرچہ اس بات کا اندیشہ ہو کہ اس کے دیکھنے سے شہوت پیدا ہو جائیگی یا اس کا ظن غالب ہو کیونکہ کبھی ضرورت کے وقت حرمتیں ساقط ہو جاتی ہیں کیا آپ نے دیکھا یا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص زانی پر زنا کی حد قائم کرانے کا ارادہ کرے اسے عین زنا کے وقت عین شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے ورنہ اس کی گواہی معتبر نہ ہوگی اور یہ بات واضح ہے کہ شرمگاہ کی طرف دیکھنا چہرہ کی طرف دیکھنے سے بڑھ کر ہے تو اس کے باوجود ضرورت کی وجہ سے شرمگاہ کو دیکھنے سے حرمت ساقط ہو گئی تو چہرہ کے دیکھنے کی حرمت بطریق اولیٰ ساقط ہو گی اور اسی طرح جو شخص کسی عورت سے

وان كان عن شهوة لان
النكاح بعد تقديم النظر
أدل على الالفة والموافقة
الداعية الى تحصيل المقاصد
على ما قال النبي عليه الصلوٰة
والسلام للمغيرة بن شعبة
رضي الله عنه حين أراد
ان يتزوج امرأة اذهب
فانظر اليها فانه احرى ان
يدوم بينكما دعاه عليه الصلوٰة
والسلام الى النظر مطلقا
وعلل عليه الصلوٰة والسلام
بكونه وسيلة الى الالفة و
الموافقة (وأما) المرأة
فلا يحل لها النظر من الرجل
الاجنبي ما بين السرة الى
الركبة ولا بأس أن تنظر
الى ما سوى ذلك اذا كانت
تأمن على نفسها والافضل
للشاب غض البصر عن وجه
الاجنبية وكذا الشابة

نکاح کرنا چاہے تو اسے اس کا چہرہ دیکھنا جائز
ہے اگرچہ شہوت سے ہو کیونکہ عورت کو
دیکھ لینے کے بعد نکاح زیادہ الفت و
انس کا باعث ہوتا ہے اور اس موافقت کا
سبب جو تحصیل مقاصد کی موجب ہے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بنا پر جو آپ
نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے لئے جاری کیا
جب انہوں نے نکاح کرنے کا ارادہ کیا فرمایا
کہ جاؤ اسے خود دیکھ لو کہ اس سے تمہارے
درمیان محبت کو دوام ملے گا۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ کو بلا کر مطلق دیکھنے
کا فرمایا (اس میں عدم شہوت کی قید نہ لگائی) اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان فرمائی
کہ یہ دیکھنا ان کے لئے الفت و محبت کا ذریعہ
ثابت ہوگا۔ اور عورت کو اجنبی مرد کی ناف
سے لیکر گھٹنا تک کے درمیان جسم کے کسی حصہ
کو دیکھنا حلال نہیں اور اس کے سوا اس کے
جسم کو دیکھ سکتی ہے جبکہ اسے شہوت کا
ڈر نہ ہو اور نوجوان آدمی کے لئے افضل
یہ ہے کہ وہ اجنبی (نوجوان) عورت کے
دیکھنے سے نظریں کچھ نیچی رکھے اور اسی طرح

لما فيه من خوف حدوث الشهوة
والوقوع في الفتنة يؤيده المروي
عن عبد الله بن مسعود رضي
الله عنهما انه قال في قوله
تبارك وتعالى الا ما ظهر
منها انه الرداء الثياب
فكان غض البصر وترك النظر
أزكى وأطهر وذلك قوله
عز وجل قل للمؤمنين يغضوا
من ابصارهم ويحفظوا فروجهم
ذلك ازكى لهم وروي ان
اعميين دخلا على رسول الله
صلى الله عليه وسلم وعنده
بعض ازواجه سيدتنا عائشة
رضي الله تعالى عنها وأخرى
فقال لهما قوما فقالتا انهما
اعميان يارسول الله فقال
لهما اعميا وان انتما.

بدائع الصنائع جه ص ١٢١)

نوجوان عورت کے لئے بھی افضل ہے کیونکہ
اسمیں شہوت کے پیدا ہونے اور فتنہ میں
پڑنے کا ڈر ہے اور اسکی اس سے تائید ہوتی
ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول
" الا ما ظھر منھا " کے بارے میں فرمایا
کہ وہ چادر اور کپڑے ہیں پس نظروں کو
کچھ نیچی رکھنا اور نہ دیکھنا زیادہ پاکیزگی
اور زیادہ ستھرائی کا کام ہے اور یہ
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مومن مردوں سے
کہدو کہ وہ اپنی نظر کچھ نیچی رکھیں اور اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے
زیادہ پاکیزگی کا کام ہے اور مروی ہے کہ
دو نابینا اشخاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس
آپ کی کچھ ازواج مطہرات تھیں، سیدہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کوئی دوسری
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں سے
اٹھ جانے کا فرمایا تو انہوں نے عرض کی
کہ یہ آدمی تو اندھے ہیں آپ نے ان سے
فرمایا کہ تم بھی اندھی ہو۔"

بدائع الصنائع سے مسائل کا استخراج

ملک العلماء امام کاسانی علیہ الرحمۃ کی مندرجہ بالا عبارت سے درجِ ذیل مسائل واضح ہو گئے :

(۱) ایک یہ کہ اجنبی آزاد عورت کے چہرے اور دو ہاتھوں کے سوا اس کے جسم کے کسی حصہ کو بے پردہ دیکھنا حلال نہیں۔

(۲) دُوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں زینتِ ظاہرہ کے مواضع کے بغیر اجنبی عورت کی طرف (بلاسترِ) دیکھنے سے منع فرمایا۔

(۳) تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان " الا ما ظھر منھا " سے عورت کا چہرہ اور دو ہاتھ ہیں۔

(۴) چوتھا یہ کہ قرآن کی اس آیت سے عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔

(۵) پانچواں یہ کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے چہرہ اور ہاتھ کھُلا رکھنے کی اجازت دی ہے۔

(۶) چھٹا یہ کہ یہ اجازت عورت کی معاشرتی ضروریات کی وجہ سے ہے مثلاً خرید و فروخت کرنا اور لینا دینا وغیرہ۔

(۷) ساتواں یہ کہ یہ کام عادۃً چہرہ اور ہاتھوں کو کھُلا رکھے بغیر عورت کے لئے ممکن نہیں لہٰذا اسے ان اعضا کا کھُلا رکھنا حلال ہے۔

(۸) آٹھواں یہ کہ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

(۹) نواں یہ کہ حضرت امام حسن بن زیاد کی امام صاحب سے ایک روایت ظاہرہ کے مطابق اس کے قدموں کو دیکھنا بھی حلال ہے۔

(۱۰) دسواں یہ کہ اسکی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان " الا ما ظھر منھا " سے مراد ہاتھوں کے کنگن اور پاؤں کی انگلی کی انگوٹھی فرمائی تو معلوم ہوا کہ قدموں کو دیکھ سکتے ہیں۔

اور اسلئے کہ چلتے وقت دونوں پاؤں ظاہر ہی ہوتے ہیں لہٰذا یہ ممانعت سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(۱۱) گیارہواں یہ کہ چہرہ اور دو ہاتھوں کو دیکھنے کی ظاہر الروایۃ کی وہ حدیث دلیل ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ کے فرمان "اِلّا ما ظھر منھا" سے مراد سرمہ اور انگوٹھی لی اور انہیں سے دوسری روایت ہے کہ اس سے مراد ہاتھ اور چہرہ ہے۔

(۱۲) بارہواں یہ کہ اس صورت میں عورت کے قدم ظاہر نہی کی بنا پر غیر مستثنیٰ رہیں گے اور اس لئے کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی اجازت تو اس بنا پر ہے کہ اسے لینے دینے کے وقت چہرے اور ہاتھوں کے کھولنے کی حاجت ہوتی ہے مگر پاؤں کے کھولنے کی اسے حاجت نہیں لہٰذا پاؤں کی طرف نظر جائز نہ ہوگی۔

(۱۳) تیرہواں یہ کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنے کی اجازت بھی تب ہے جب شہوت (بری نیت) سے نہ ہو۔

(۱۴) چودہواں یہ کہ شہوت سے جائز نہیں عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو شہوت سے دیکھنا جائز نہیں ہے۔

(۱۵) پندرہواں یہ کہ یہ جو حدیث میں ہے کہ آنکھوں کا بھی زنا ہے اس سے مراد آنکھوں سے شہوت کے ساتھ دیکھنا ہے۔

(۱۶) سولہواں یہ کہ شہوت کے ساتھ دیکھنا برائی میں واقع ہونے کا سبب ہے۔

(۱۷) سترہواں یہ کہ بعض اوقات ضرورت کے وقت اگرچہ شہوت پیدا ہو نظر کرنا حرام نہیں جیسے گواہ کا گواہی کے لئے یا حاکم کا یا نکاح کرنے والے کا عورت کو دیکھنا اگرچہ شہوت بھی پیدا ہو جائے تب بھی یہ دیکھنا جائز ہے۔

(۱۸) اٹھارہواں یہ کہ ضرورت شرعیہ کے وقت (یعنی جسکو شریعت ضرورت

(مجبوری قرار دے اس کے لئے) حرام بھی حلال ہوجاتا ہے۔

(۱۹) انیسواں یہ کہ نوجوان مرد کے لئے افضل (وبہتر و مستحب) یہ ہے کہ وہ اجنبی عورت کے چہرے سے اپنی نظریں کچھ نیچی رکھے۔

(۲۰) بیسواں یہ کہ عورت اجنبی مرد کی ناف سے لیکر گھٹنا تک کے درمیان کے اس کے سارے جسم کو دیکھ سکتی ہے جبکہ اُسے شہوت کا ڈر نہ ہو۔

(۲۱) اکیسواں یہ کہ نوجوان عورت کے لئے بھی افضل (وبہتر و مستحب) یہ ہے کہ وہ بھی اجنبی مرد کی طرف دیکھنے سے احتراز کرے اور بچے۔

(۲۲) بائیسواں یہ کہ ترک نظر افضل و مستحب ہے اسمیں زیادہ پاکیزگی اور زیادہ ستھرائی ہے۔

(۲۳) تیئیسواں یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی ازواج مطہرات کو نابینا سے حجاب کرنے کا حکم دیا تھا وہ (بقول امام کاسانی) حکم استحباب تھا یعنی وہ مستحب وافضل کام کا حکم تھا۔

(۲۴) امام کاسانی کا یہ فرمان حجاب ازواج مطہرات کے بارے میں حکم خاص کی توجیہہ سے مختلف ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ امام کاسانی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے بھی زیر بحث مسئلہ پر روشنی پڑگئی کہ قرآن وسنت کی رُو سے عورت پر چہرہ اور ہاتھوں اور پاؤں کا پردہ واجب نہیں اور یہ کہ اسے بلا شہوت دیکھنا جائز ہے اور یہ کہ فتنہ سے بچنے کے لئے اجنبی نوجوان مرد وعورت کے لئے افضل و مستحب و بہتر یہ ہے کہ وہ ایکدوسرے کو دیکھنے کی بجائے نظریں نیچی رکھیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو نابینا سے حجاب کرنے کے حکم سے عام مسلمان عورتوں کے حق میں ستر وجہ (چہرہ ڈھانپنے) کا حکم ثابت کرنا درست نہیں۔

(فائدہ) یہ جو ہم نے اس سے پہلے بعض متاخرین علماء کا یہ قول لکھا ہے

کہ خوفِ فتنہ کے وقت نوجوان عورت کو اجنبی مرد کے سامنے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔ امام کاسانی علیہ الرحمۃ اسے ضروری قرار دینے کی بجائے محض افضل و اولیٰ و مستحب تر اور زیادہ مناسب، زیادہ پاکیزگی اور زیادہ ستھرائی کی بات قرار دے رہے ہیں اس سے بھی ہماری رائے کی تائید ہوگئی کہ نوجوان عورت پر بھی اجنبی مرد سے چہرہ چھپانا واجب شرعی نہیں ہے بلکہ فساد و فتنہ کے ڈر کی بنا پر محض مصلحت و حکمت کے پیش نظر ہے جس سے مقصد حکم شرعی وُجوبی کا بیان نہیں بلکہ عورت کی عفت و عصمت و شرافت کو فتنوں سے بچانے اور خود اسکے اپنے فائدہ کے لئے ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگی اور نہ ہی شریعت کی نافرمان، جیسا کہ اعلیحضرت کے اس فتویٰ کے حوالہ سے بھی یہی ثابت ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ عورتیں اگر خوب گھیر دار اور موٹے کپڑے پہن کر اس طرح باہر نکلتی ہیں کہ چہرہ کی ٹکلی کے سوا ان کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہیں ہوتا تو اسمیں کوئی حرج نہیں۔

حجّت تامہ

فقہاء کی عبارات کے سلسلے میں یہ حوالہ بھی قارئین ملاحظہ فرمائیں جو مولانا ابو داؤد صاحب پر ایک عظیم الشان حجت تامہ ہے۔ چنانچہ امام مجتہد ربانی ابو عبداللہ محمد بن حسن الشیبانی شاگرد رشید و فاضل مذہب امام الائمہ سراج الامۃ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، اپنی مشہور کتاب "الاصل" شریف میں فرماتے ہیں:

واما المرأة التي لا نكاح بينه وبينها ولا حُرمة ممن يحل له نكاحها فليس ينبغي له ان ينظر الى شئ منها مكشوفا الا الوجه	اور وہ آزاد عورت کہ آدمی اور اس عورت کے درمیان نکاح نہیں ہے اور نہ ہی وہ ان میں سے جس پر اس کا نکاح حرام ہے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس عورت کے جسم سے کسی حصہ

والکف ولا بأس بان ینظر
الی وجهها والی کفها ولا
ینظر الی شیء غیر ذٰلك
منها وهذا قول ابی حنیفة
وقال الله تبارك وتعالیٰ "قل
للمومنات یغضضن من
ابصارهن ویحفظن فروجهن
ولا یبدین زینتهن الا ما
ظهر منها" وفسر المفسرون
ان ما ظهر منها الکحل
والخاتم والکحل زینة
الوجه والخاتم زینة الکف
فرخص فی هاتین الزینتین
الا ان یکون انما ینظر
الی ذلك اشتهاء منه
لها فان کان ذٰلك
فلیس ینبغی له ان ینظر
الیه ۔
(کتاب الاصل ج ۲ ص ۵۶-۵۷)

کو بے پردہ دیکھے سوائے چہرے اور
ہاتھ کے اور اس کے لئے اس بات میں
کوئی حرج نہیں کہ وہ اسکے چہرہ اور
ہاتھ کی طرف دیکھے اور اسے اس عورت
کے بدن سے چہرہ اور ہاتھ کے سوا کسی
حصہ کو دیکھنا جائز نہیں اور یہ امام اعظم ابوحنیفہ
کا قول ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مومن
عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی آنکھیں
کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت
کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے
اس کے جو ان سے از خود ظاہر ہے اور
مفسرین نے تفسیر کر دی ہے کہ "از خود ظاہر"
سے مراد سُرمہ اور انگوٹھی ہے اور سُرمہ
چہرے کی زینت ہے اور انگوٹھی ہاتھ کی
تو قرآن میں عورتوں کو اجازت دی گئی
ہے کہ وہ ان دو زینتوں (چہرے اور ہاتھ)
کو ظاہر کریں لیکن کسی کو ان کا شہوت سے
دیکھنا جائز نہیں۔ پس اگر شہوت ہو تو
اسے لائق نہیں کہ وہ اس کے (چہرہ اور ہاتھ) کی
طرف دیکھے۔

∴ ∴ ∴

واضحات: امام محمد علیہ الرحمۃ کے اس فرمان سے درج ذیل مسائل واضح ہو گئے:

(۱) ایک یہ کہ اجنبی مرد عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کے سوا اسکے جسم کے کسی حصّہ کو بے پردہ نہ دیکھے۔

(۲) دُوسرا یہ کہ اجنبی مرد عورت کے چہرہ اور ہاتھ کو بے پردہ دیکھ سکتا ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ یہی امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ جو اس کا قائل نہیں وہ مذہب امام اعظم پر نہیں۔ (یہ ضمناً معلوم ہوا)

(۵) پانچواں یہ کہ "اللہ تعالیٰ کے فرمان "الا ما ظهر منها" سے مراد عورت کا چہرہ اور ہاتھ ہیں جن کا پردہ قرآن نے ضروری قرار نہیں دیا۔

(۶) چھٹا یہ کہ عورتوں کو چہرہ اور دو ہاتھوں کو بے پردہ رکھنے کی قرآن نے اجازت دی ہے۔

(۷) ساتواں یہ کہ عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو بلا شہوت دیکھنا جائز ہے۔

(۸) آٹھواں یہ کہ ان کو شہوت سے دیکھنا جائز نہیں۔

اب مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب اگر اپنے حنفی ہونے میں صادق ہیں تو امام محمد علیہ الرحمۃ کے بیان کردہ مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کو مانیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور راقم کو جو سب و شتم کیا ہے اس پر معذرت کریں۔

فُقہاءِ احناف کا اجماع

اب ہم زیر بحث مسئلہ یعنی مرد کا اجنبی عورت کے چہرے کو دیکھنے کے جواز کے سلسلے میں ایک آخری حوالہ پیش کرتے ہیں، قارئین ملاحظہ فرمائیں، امام ابراھیم بن محمد الحلبی م ۹۵۶ھ اپنی مشہور کتاب "غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی" المعروف بکبیری میں فرماتے ہیں کہ

وبدن المرءة الحرة كلها عورة لما اخرج الترمذی	عورت حرہ کا تمام بدن عورت (واجب الستر) ہے اس حدیث کی وجہ سے

فی الرضاع عن ابن مسعود
عنه علیه السلام انه قال
"المرءة عورة فاذا خرجت
استشرفها الشیطان" وقال
حسن صحیح غریب. والاجماع
منعقد علی ذلك الا وجهها
وکفیها فانهما لیستا بعورة
بالاجماع لا فی حق الصلوٰة
ولا فی حق نظر الاجنبی
حتی انه یباح نظره الی
وجه المرءة الاجنبیة و
کفیها اذا کان بغیر
شهوة والاصل فی هذا
قوله تعالیٰ "ولا یبدین زینتهن
الا ما ظهر منها" اجمع
المفسرون علی المراد
بما ظهر الوجه الذی هو محل
الکحل والکف الذی هو
محل الخاتم وقال فی الکافی
استثناء هذه الاعضاء
للابتلاء بابدائها فانها

جسے امام ترمذی نے کتاب الرضاع میں حضرت
ابن مسعود اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ عورت
واجب الستر ہے جب وہ نکلتی ہے
تو شیطان اسے غور سے دیکھتا ہے
اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح
غریب ہے اور اس بات پر اجماع منعقد
ہے سوائے اس کے چہرہ اور دو ہاتھوں
کے کیونکہ یہ دونوں عضو بہ اجماع واجب
الستر نہیں ہیں نہ نماز کے حق میں اور نہ
ہی اجنبی کے دیکھنے کے حق میں یہاں
تک کہ اجنبی کو اجنبیہ عورت کے
چہرہ اور دو ہاتھوں کا دیکھنا جائز ہے
جبکہ شہوت کے بغیر ہو اور اس مسئلہ میں
بنیاد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "عورتیں
اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو
ان سے از خود ظاہر ہے۔" مفسرین نے
اس پر اجماع کیا ہے کہ اس مستثنیٰ
(جو از خود ظاہر ہے) میں عورت کا چہرہ ہے
جو سرمہ کی جگہ ہے اور دو ہاتھ ہے جو
انگوٹھی کی جگہ ہے اور امام حاکم شہید نے

لا تجد بدا من مزاولة الاشياء بيديها ومن الحاجة الى كشف وجهها خصوصا فى الشهادة و المحاكمة فى النكاح وتضطر الى المشى فى الطرقات الخ (ملخصا) كبیری ص۱۹۰، ۱۹۱)	کافی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کو چھپانے سے مستثنیٰ فرمانا اس لئے ہے کہ ان کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ عورت کو ہاتھوں سے چیزیں لینا دینا پڑتی ہیں اور اسے چہرہ کے کھولنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خصوصاً گواہی میں اور نکاح کے معاملہ میں اور راستوں میں چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ، امام ابراہیم بن محمد حلبی حنفی جو ایک عظیم الشان مفسر و محدث اور فقیہ گزرے ہیں اور فقہ کی مشہور و معتبر کتاب "ملتقی الابحر" کے بھی مصنف ہیں، رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا اس سے درج ذیل مسائل واضح ہو گئے۔

(۱) ایک یہ کہ عورت کل کی کل واجب الستر چیز ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ اسکے دو اعضاء، چہرہ اور دو ہاتھ واجب الستر نہیں ہیں۔ یعنی ان کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ اجنبی شخص بلا شہوت اسکے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ یہ مسئلہ قرآن سے ثابت ہے۔

(۵) پانچواں یہ کہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ قرآن نے عورت کے جن اعضاء کے پردہ کو ضروری قرار نہیں دیا اور انہیں پردہ سے مستثنیٰ کیا ہے وہ عورت کا چہرہ اور اسکے دو ہاتھ ہیں۔

(۶) چھٹا یہ کہ اسکے ان دو اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے عورت کی ضرورت کی وجہ

سے مستثنیٰ کیا ہے۔

(۷) ساتواں یہ کہ اسکی یہ ضرورت ایک معاشرتی ضرورت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور وہ ضرورت گواہی، نکاح اور اپنے گھر سے ضرورت کے لئے باہر جانا اور راستوں پر چلنا ہے۔ اور اسی طرح کی دیگر ضروریات ہیں جن کی تفصیل ہماری گذشتہ تحقیقات میں آچکی ہے۔

حضرت مولانا صاحب سے گزارش ہے کہ وہ براہ کرم اس مسئلہ کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ حق کو پہچانیں اور اسے بلا تاخیر قبول کرنے کا اعلان فرمائیں کہ حق کے متلاشیوں سے اسی کی توقع ہے۔

فصل الخطاب

فی التبصرۃ علی

القول الصواب

پردہ کے موضوع پر حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان
سید ابو البرکات علیہ الرحمۃ کے رسالہ
" القول الصواب فی مسئلۃ الحجاب "
پر مفتی غلام سرور قادری کی طرف سے
تلمیذانہ ومؤدبانہ نہایت ہی مدلل تبصرہ۔
(ملاحظہ فرمائیں)

اس رسالہ کی اکثر عبارات ہمارے حنفی موقف کی تائید میں ہیں اور بعض عبارات غیر فقہ حنفی سے خلافِ مذہب امام اعظم وائمہ احناف بھی رسالہ میں درج ہو گئیں۔ چنانچہ اسکی تفصیل سے قارئین کو معلوم ہو جائے گا۔ حضرت قبلہ نے شاید وہ عبارات جو خلافِ مذہب احناف ہیں اسلئے درج فرمادیں کہ آپ نے اسمیں زیادہ احتیاط کا پہلو مقصود فرمایا ہوگا۔ لِکُلِّ امرئٍ ما نوی " فجزاهم الله تعالیٰ احسن الجزاء بحسن نیتهم۔

لیکن ہم نے فقہ حنفی کو ہی قرآن وسنت سے زیادہ ہم آہنگ پایا ہے اس لئے اسی پر زیادہ اعتماد کرتے ہوئے اسی فکر کو اختیار کیا ہے جو ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کی فکر ہے۔

القول الصّواب پر نیازمندانہ تبصرہ ملاحظہ ہو

(۱) ایک تو فتاویٰ عالمگیری کا درجِ ذیل حوالہ دیا ہے،

النظر الى الاجنبيات فنقول يجوز النظر الى مواضع الزينة الظاهرة وذلك الوجه والكف فى ظاهر الرواية كذا فى الذخيرة وان غلب على ظنه انه يشتهى فهو حرام كذا فى الينابيع.	مطلب یہ ہے کہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مواضع زینت ظاہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اور چہرہ اور کف دست (ہاتھ) ہے اور اگر ظن غالب ہو شہوت کا تو دیکھنا دکھانا حرام ہے۔

(القول الصواب ص۸)

پھر سید صاحب لکھتے ہیں،

" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خوفِ شہوت فتنہ نہ ہونے کی صورت میں جائز ہے اور جہاں گمان شہوت ہو وہاں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔"

مولانا ابو داؤد صاحب کو خدا ہدایت دے کہ حضرت سیّد صاحب قبلہ کی اس عبارت پر غور کریں کہ اسمیں سیّد صاحب قبلہ نے وہی بات فرمائی ہے جو ہم نے کی ہے کہ شہوت کے بغیر عورت کا چہرہ اور ہاتھ دیکھنا دکھانا جائز ہے اور بصورت گمان غلبہ شہوت دیکھنا دکھانا منع ہے۔

جناب مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی سیّد صاحب قبلہ کے اس رسالہ کو ہمارا ردّ قرار دے رہے تھے مگر اسمیں ہماری بجائے خود مولانا محمد صادق صاحب کا ہی ردّ ہو گیا ہے

کل میاں حجام سب کا مونڈھتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں ان کی بھی حجامت ہو گئی۔

اس سے پہلے سیّد صاحب نے لکھا ہے کہ "کتب فقہ و تفاسیر میں تمام تر روایات و عبارات اجازت قیدِ عدم شہوت و عدم فتنہ کے ساتھ مقیّد ہیں کہیں بھی مطلقاً اجازت و رخصت نہیں ہے۔ " القول الصواب، صـ۸ "

لیجئے اسمیں بھی سیّد صاحب کا وہی موقف ہے جو ہمارا ہے۔ کہ عورت کے چہرہ کو دیکھنا عدمِ شہوت کے ساتھ جائز ہے اور تمام تفاسیر و کتب فقہ میں اسی شرط کے ساتھ جواز ثابت ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں تو سیّد صاحب کے اس فرمان سے ہماری تائید اور جناب مولانا محمد صادق صاحب کی تردید ہو گئی (فالحمد للہ)

(۲) "القول الصواب" کا دوسرا حوالہ فتاویٰ سراجیہ کا ہے:

النظر الی وجہ الاجنبیۃ اذا لم یکن عن شھوۃ لیس	یعنی اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا حرام نہیں مگر وہ

بحرام لکنہ مکروہ۔ مکروہ ہے۔

اس کے بعد سید صاحب فرماتے ہیں کہ "اس سے بھی صاف واضح ہے کہ اگر خوفِ شہوت ونظر بد ہو تو اظہار حرام ہے ورنہ مکروہ ہے" (القول الصواب ص۸/۹)

یاد رہے کہ حرام کے مقابلہ میں جب لفظ مکروہ آتے تو اس مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد ہوتا ہے جس کے معنی جائز وخلاف اولیٰ ہوتے ہیں۔ الحمدللہ اس سے بھی بلاشہوت نظر کا جواز ثابت ہوا۔

(۳) القول الصواب کا تیسرا حوالہ قہستانیہ کا ہے۔

ینظر الرجل من الحرۃ الاجنبیۃ الی الوجہ وھذا فی زمانھم اما فی زماننا منع من الشابۃ۔	یعنی مرد اجنبی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے لیکن یہ اجازت زمانہ صحابہ وتابعین میں تھی مگر ہمارے زمانہ میں جوان عورتوں کی طرف ممنوع ہے۔

قہستانی کی اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد حضرت سید صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

"علامہ قہستانی اپنے زمانہ مبارک کی نسبت فرما رہے ہیں کہ "فی زماننا منع من الشابۃ" یعنی ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے تو پھر اس زمانہ موجودہ میں بطریق اولیٰ ممنوع ہوا" (القول الصواب ص۹)

تطفل بحضور سید صاحب علیہ الرحمۃ

راقم کی حیثیت اپنے اکابر کے حضور ایک ادنیٰ تلمیذ اور ایک ادنیٰ نیازمند کی ہے۔ اس کے وجود کا برے بہ وقت ضرورت اختلاف لانے کی اجازت ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

خود اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے بھی تو اپنے اکابرین سے بے شمار مسائل میں اختلاف فرمایا اور اسے تطفل سے تعبیر کیا (یعنی چھوٹے کا بڑے سے اختلاف کرنا)

ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ہی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔

نمبر۱: تطفل علی الکافی وغیرہ: اسمیں اعلیحضرت نے ایک نیاز مند کی حیثیت سے امام محمد بن محمد حنفی پر تنقید فرمائی ہے۔ امام "الحاکم الشہید" کے نام سے جن کو یاد کیا جاتا ہے جنکی وفات شریفہ ۳۳۴ھ میں ہوئی جن کی مذکورہ کتاب نقل مذاہب احناف میں معتمد ہے۔ اور بڑے بڑے ائمہ نے ان کی کتاب ھذا کی شروح لکھی ہیں۔ امام سرخسی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے جو مبسوط شریف کے نام سے مشہور ہے جس کا ہم نے حوالہ پیش کیا ہے۔

(کشف الظنون ج ۲ صـ۱۳۷۸)

یہ امام محمد بن محمد بن احمد حاکم شہید المروزی البلخی شہید ربیع الآخر ۳۴۴ھ (جبکہ کشف الظنون ۳۳۴ھ ہے) جنکی تصانیف فقہ حنفی میں خصوصاً ان کی المنتقیٰ اور الکافی کے بارے میں ہے: اصلان من اصول المذہب بعد کتب محمد" کہ یہ دونوں کتابیں امام محمد کی کتب کے بعد بنیاد ہیں۔ (الفوائد البہیہ صـ۱۸۵)

کہ یہ دونوں کتابیں امام محمد کی کتابوں کے بعد مذہب امام اعظم میں بنیاد ہیں۔"

نمبر۲: تطفل علی البحر، پھر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے ایک نیاز مند کی حیثیت سے امام ابن نجیم مصری پر تنقید فرمائی ہے۔

نمبر۳: صاحب نہر فائق اور علامہ طحطاوی اور علامہ شامی پر نیاز مندانہ تنقید فرمائی ہے۔

نمبر۴ : امام ابن الہمام علیہ الرحمۃ پر۔

غرضیکہ بے شمار ائمہ وعلماء احناف اکابرین پر نیازمندانہ وتلمیذانہ تنقیدیں فرمائی ہیں۔ جس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ اصاغر (چھوٹوں) کو اکابر (بڑوں) پر نیازمندانہ و مؤدبانہ تنقید کرنے کا حق ہے گناہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم بھی بحضور مفتی اعظم پاکستان قبلہ سیدی سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ سے تطفل (نیازمندانہ وتلمیذانہ طور پر اختلاف رائے کرنے) کا حق رکھتے ہیں اس کی رُو سے ہم عرض کرتے ہیں کہ حضور نے قہستانی کا حوالہ دیا ہے۔

اولاً : قہستانی فقہ حنفی میں ایسی معتبر کتاب نہیں کہ اسکی ہر بات آنکھیں بند کر کے قبول کر لی جائے بلکہ دیکھنا ہوگا کہ جو بات ہم قہستانی سے لے رہے ہیں وہ بات فقہ حنفی کی ظاہر الروایۃ کے خلاف تو نہیں ہے۔ اگر خلاف نہیں ہے تو اسے قبول کر لیں گے اور اگر خلاف ہے تو اسے چھوڑ دیں گے۔ زیر بحث مسئلہ میں جو بات انہوں نے فرمائی کہ ہمارے زمانہ میں منع کیا جائیگا کتب ظاہر الروایہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ظاہر الروایۃ میں صرف اسقدر لکھا ہے کہ شہوت کی نظر سے دیکھنا منع ہے اسمیں شابہ (نوجوان عورت) وغیر شابہ (غیر نوجوان) کی کوئی قید نہیں ہے)

ثانیاً : حضرت سید صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ نے ترجمہ میں ارشاد فرمایا :

"لیکن یہ اجازت زمانہ صحابہ و تابعین میں تھی" (رسالہ القول الصواب ص۹)

ہمیں بڑے ادب و احترام و نیازمندی کے ساتھ حضور سید صاحب علیہ الرحمۃ کے اس خیال شریف سے اختلاف ہے۔ کہ "یہ اجازت زمانہ صحابہ و تابعین میں تھی" بعد میں نہیں کیونکہ شمس الائمہ امام سرخسی کا زمانہ تو پانچویں صدی کا زمانہ ہے۔ اور ان کی مبسوط شریف مذہب حنفی کی معتبر ترین کتاب ہے۔ اسمیں امام شمس الائمہ فرما رہے ہیں کہ :

انہ لا باس بالنظر الی الوجہ والکف (المبسوط ج ۱۰ ص ۱۵۳)	عورت کے چہرے اور ہاتھ کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ امام سرخسی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا وصال ۴۹۰ھ میں ہوا۔ یہ پانچویں صدی ہجری ہے۔ صحابہ و تابعین بلکہ اتباع تابعین کے بھی بہت بعد کا زمانہ ہے یہ اسے جائز قرار دے رہے ہیں بلکہ خوفِ فتنہ کی جو علت بیان کی جاتی ہے جسے قہستانی وغیرہ بعض متاخرین مقلدین محض بیان فرما رہے ہیں۔ شمس الائمہ نے اس کا بھی رد فرما دیا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ

وخوف الفتنة قد يكون بالنظر الى ثيابها ايضا ثم لا شك انه يباح النظر الى ثيابها ولا يعتبر خوف الفتنة فى ذلك فكذلك الى وجهها وكفها۔

(المبسوط ج ۱۰ ص ۱۵۳)

اور خوفِ فتنہ کی بات درست نہیں کیونکہ کبھی خوف فتنہ تو عورت کے لباس کی طرف دیکھنے سے بھی ہوتا ہے پھر اسمیں شک نہیں کہ اسکے کپڑوں کو دیکھنا جائز ہے اور اسمیں خوف فتنہ کا کوئی اعتبار نہیں پس یونہی عورت کے چہرہ کو اور اس کے ہاتھ کو دیکھنا جائز (اور خوف فتنہ کا یہاں بھی کوئی اعتبار نہیں)

امام سرخسی علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق خوفِ فتنہ، جوازِ نظر کو عدم جواز سے تبدیل نہیں کر سکتا۔

صورتِ تطبیق | البتہ متقدمین احناف جو بلا شہوت عورت کے چہرہ کو دیکھنے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض متاخرین مقلدین علماء جو خوفِ فتنہ کی علت کے پیشِ نظر منع کرتے ہیں، دونوں کے اقوال کے درمیان تطبیق کی یہ صورت نکالی جاسکتی ہے کہ فی نفسہٖ دیکھنا تو جائز ہے اور چہرہ کا پردہ بھی فی نفسہٖ واجب نہیں ہے لیکن جہاں فتنہ اور شر کا اندیشہ ہو مثلاً مردوں کے جلسوں میں اور

میلوں میں اور بازاروں میں جہاں فاسق و فاجر اور بدکار قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں ایسے موقع پر عورتوں کو جاتے ہوئے مصلحتِ وقتی کے طور پر چہرہ کو چھپانا اور پردہ کی مکمل و اکمل و افضل و احسن صورت پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ فتنہ و شر کے پیدا ہونے کا امکان باقی نہ رہے۔ چنانچہ حضرت مفتی اعظم پاکستان قبلہ سیدی سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ممانعت کی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

" ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرمائیں اور ہم اپنی بہن، بیٹی، ماں، بہو، ساس وغیرہ کو بسوں اور میلوں میں لے جائیں۔"

(القول الصواب۔ ص ۱۱)

(۴) القول الصواب کا چوتھا حوالہ فتاویٰ شامی سے ہے۔

وشرط لحل النظر الیہا الامن بطریق الیقین عن الشہوۃ۔ یعنی اجنبیہ کے چہرہ کی طرف اس شرط سے دیکھنا جائز ہے کہ امن شہوت یقینی ہو۔

پھر لکھتے ہیں " یعنی نظر بد اور خیالِ فاسد کا شائبہ بھی نہ ہو۔ تو آج کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم صاف باطنی سے دیکھتے ہیں۔" (القول الصواب ص ۹)

ظاہر ہے ہر شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا بلکہ وہی یہ بات کہہ سکتا ہے جس کا باطن صاف ہو اور اسکے دل میں خوفِ خدا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

" وذروا ظاہر الاثم وباطنہ " گناہ کے ظاہر اور باطن کو چھوڑ دو۔

(سورۃ انعام آیۃ ۱۲۰)

یعنی عمل کے لحاظ سے بھی گناہ سے بچو اور دل میں گناہ کا ارادہ بھی نہ کرو۔ تو ایسے لوگ جو قرآن کریم کی ان تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہیں ان کے لئے تو جواز ہے اور جنہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ عورت کو دیکھ کر ان کے دل میں گناہ کا خیال

آجائے گا وہ نہ دیکھیں، ان کے لئے ممانعت ہے۔ الحمدللہ سید صاحب کی یہ بات بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے۔

⑤ القول الصواب کا پانچواں حوالہ ہدایہ سے ہے۔

ان كان لا يأمن الشهوة لا ينظر الى وجهها الا لحاجة لقوله عليه الصلوة والسلام من نظر الى محاسن امرءة اجنبية عن شهوة صب فى عينه الآنك يوم القيمة فاذا خاف الشهوة لم ينظر من غير حاجة تحرزا عن المحرم

مطلب یہ ہے کہ اگر شہوت سے خوف نہ ہو تو اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف ہرگز نہ دیکھے مگر کبھی خاص حاجت سے کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے جس نے اجنبیہ کے محاسن وخوبی کی طرف نظر شہوت سے دیکھا، اسکی آنکھوں میں بروز قیامت سیسہ گلا کر ڈالا جائے گا۔

اسکے بعد فرماتے ہیں کہ "اس سے بھی ہمارا دعوٰی ثابت ہے۔ (القول الصواب) حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل سے بھی مولانا ابو داؤد محمد صادق کے دعوٰی کی تردید ہوگئی اور ہماری تائید۔ کیونکہ اسمیں یہ واضح اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ شہوت سے دیکھنا منع ہے، نہ کہ شہوت کے بغیر۔ پھر آپ نے جو حدیث ارشاد فرمائی اسمیں "عن شهوة" کا لفظ صریح موجود ہے جس کے مولانا ابوداؤد منکر ہیں۔ اگر مولانا لفظ "شہوت" پر نظر فرمائیں۔ تو انہیں اپنی تردید خود ہی نظر آجائیگی لیکن اگر ضد اور تعصب کی پٹی بدستور آنکھوں پر باندھے رہیں تو پھر انہیں اللہ تعالٰی ہی سمجھائے، ہمارے بس کی بات نہیں کیونکہ "میں نہ مانوں" کا کوئی علاج نہیں ہے۔

⑥ اسکے بعد "القول الصواب" کا چھٹا حوالہ شامی سے بحوالہ تاتارخانیہ منقول ہے۔

وفی شرح الکرخی النظر الی وجه الاجنبیة الحرة لیس بحرام ولکنه یکره بغیر حاجة ظاهرة الکراهة (ولو بلا شهوة والا فحرام) ای ان کان عن شهوة حرم (واما فی زماننا فمنع من الشابة) لا لانه عورة بل بخوف الفتنة۔

(القول الصواب ص۹)

شرح کرخی میں ہے کہ اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ مکروہ تب ہے جب بلا شہوت ہو ورنہ حرام ہے یعنی اگر شہوت سے ہو تو حرام ہے لیکن ہمارے زمانے میں جوان عورت کی طرف بوجہ خوف فتنہ کے دیکھنا ممنوع ہے۔

اس عبارت کے متعلق سید صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت ما نحن فیہ کی مؤید ہے۔

حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ کی نقل کردہ عبارت سے یہ بات واضح ہے کہ عورت کے چہرہ کو بلا شہوت دیکھنا حرام نہیں ہے البتہ بلا ضرورت دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے جس کا مفادِ جواز ہے اور اس کے بعد یہ فرمانا کہ ہمارے زمانہ میں تو جوان عورتوں کو دیکھنے سے منع کیا جائے گا اس لئے نہیں کہ وہ عورت ہے جس کا ستر شرعاً واجب ہو بلکہ محض بلا ضرورت خوف فتنہ کی وجہ سے گویا ایک زمانی اور وقتی مصلحت و حکمت کا تقاضا ہے۔ یہ بھی ہمارے خلاف نہیں کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ جہاں فتنہ و شر انگیزی کا ڈر ہو وہاں خواتین کا ستر کرنا ان کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ضروری ہے

اور اصل مسئلہ اپنی جگہ رہا ہو کہ خوف فتنہ اور شر انگیزی کا ڈر نہ ہو تو جواز نظر مسلم ہے یعنی بلا شہوت دیکھنا جائز اور بلا خوف فتنہ و شر کشف وجہ بھی جائز ہے۔ (چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے:

ان مجرد النظر واستحسانہ لذلک الوجہ الجمیل وتفضیلہ علی الوجہ القبیح کاستحسان المتاع الجزیل لا بأس بہ فانہ لا یخلو عنہ الطبع الانسانی۔ (فتاویٰ شامی ج ۶ صـ ۳۶۵)

عورت کے چہرے کو محض (بلا شہوت) دیکھنا اور خوبصورت چہرے کو پسند کرنا اور اسے بدصورت چہرے پر فضیلت دینا ایسے ہے جیسے عمدہ سامان کو انسان پسند کرتا ہے اسمیں کوئی حرج نہیں کہ اس سے طبع انسانی خالی نہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ کے اس فرمان سے بھی ثابت ہوا کہ عورت کے چہرے کو شہوت و بدنیتی کے بغیر دیکھنا ایسے ہے جیسے انسان کسی عمدہ سامان کو دیکھتا ہے اور اس میں شہوت و بدنیتی نہیں ہوتی۔ اس قسم کی نظر گویا آثار الٰہیہ کی طرف نظر کرنا ہے تاہم چونکہ اس قسم کا ذوق ہر شخص کو حاصل نہیں ہے اس لئے زیادہ احتیاط بلا ضرورت دیکھنے سے پرہیز کرنا ہے۔

چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں

ولا یخفی ان الاحوط عدم النظر مطلقا۔ (شامی ج ۶ صـ ۳۶۵)

کہ پوشیدہ نہ رہے کہ زیادہ احتیاط مطلقاً نہ دیکھنے میں ہے۔

یہ لفظ "احوط"، صیغہ اسم تفضیل ہے۔ جس کا معنی زیادہ احتیاط ہے گویا فی نفسہ جواز جواز تو ہے مگر زیادہ احتیاط یہ ہے کہ دیکھنے سے پرہیز کرے۔

۷۔ اس کے بعد سید صاحب نے "القول الصواب" میں ساتواں حوالہ البحر الرائق سے لکھا ہے کہ

حرم النظر الی وجہہا ووجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ قال

اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش لڑکے کے چہرہ کی طرف دیکھنا حرام ہے

مشائخنا تمنع المرءة الشابة من کشف وجهها بین الرجال فی زماننا للفتنہ۔ (القول الصّواب ص۱۰)	اگر خوفِ شہوت ہو مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جوان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائیگا۔ ہمارے زمانہ میں بہ وجہ فتنہ کے۔

اس میں بین الرجال کا لفظ کا بتا رہا ہے کہ جوان عورت اجنبی مردوں کے درمیان محفل زینت نہ بنے یہ بھی ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں ہم بھی یہی کہتے ہیں

۸۔ القول الصواب کا آٹھواں حوالہ بیضاوی سے۔

سید صاحب علیہ الرحمۃ نے القول الصواب میں آٹھواں حوالہ تفسیر بیضاوی سے دیا ہے فرماتے ہیں۔

"مندرجہ بالا تحقیق تو مسئلہ نظر میں تھی جبکہ "ولا یبدین زینتھن "کو "نظرالی وجہ العورۃ" میں مخصوص رکھا جائے اب ذرا علامہ بیضاوی کی تحقیق بھی ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں کہ "ولا یبدین زینتھن " کا حکم محض نماز کے لئے ہے اور نظرالی الغیر سے اس کو کوئی تعلق نہیں بعینہٖ عبارت حاضر ہے "الاظھر ان ھذا فی الصّلوۃ لا فی النظر فان کل بدن الحرۃ عورۃ ولا یحل لغیر الزوج والمحرم النظر الی شئ منھا الا لضرورۃ کالمعالجۃ وتحمل الشھادۃ "یعنی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے ہاتھ اور قدموں کے چھپائے یہ نظر کا حکم، حکم ہی نہیں۔ اس لئے کہ حرہ از سرتاپا واجب الستر ہے اور سوائے خاوند اور محرم کے کسی کو وہ اپنا بدن یا بدن کا حصہ نہ دکھائے اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بہ ضرورت شدید معالجہ وغیرہ اور تحمل شہادت کے یعنی جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے۔ اس تحقیق کی بنا پر شرط حفظ امن وعدم شہوت بھی بیکار ہے بلکہ صاف طور پر ثابت ہے۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اقوال سے متضاد ہوتا ہے۔"

تطفل بحضور سید صاحب علیہ الرحمۃ

ہم ایک ادنیٰ سے نیاز مند و تلمیذ کی حیثیت سے حضرت سید صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے حضور عرض کریں گے کہ حضرت والا نے قاضی بیضاوی کی عبارت نقل فرما کر مذہب شافعیہ کو بیان کیا ہے۔ مگر اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ یہ مذہب بعض شوافع ہے نہ کہ مذہب احناف ہے اب ہم ادب سے عرض کریں گے۔ یہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ چونکہ شافعی ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنی فقہ کے مطابق آیت کی تفسیر کی جبکہ حنفی فقہ میں اس کے برعکس ہے اور اسی قسم کی تسامحات ہمارے بعض دیگر حنفی علماء سے بھی ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنی تفسیروں میں کہیں اپنے حنفی نقطۂ نظر کو بیان کیا اور کہیں فقہ شافعی کو بیچ میں داخل کر دیا۔ جیسا کہ ملا جیون اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہما اللہ نے اپنی تفسیروں میں کیا ہے۔

لیکن قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ اپنے مذہب کو بیان کرنے سے قبل مذہب حنفی کو بھی بیان کر دیا۔

چنانچہ قاضی بیضاوی سید صاحب کے پیش کردہ حوالہ سے پہلے لکھتے ہیں۔

والمستثنیٰ هو الوجه والكفان — یعنی عورت کا چہرہ اور دو ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔

(بیضاوی)

لیکن حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت کی طرف توجہ نہ فرمائی حالانکہ مذہب حنفی یہی ہے۔ چنانچہ امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی شرح تفسیر بیضاوی علامہ بیضاوی کی اسی عبارت کے تحت لکھتے ہیں کہ۔

"قوله والمستثنى" اى على هذا القول وهو قول ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ (ج ۶ ص ۳۷۲) — قاضی بیضاوی کا مستثنیٰ کا قول حضرت امام ابوحنیفہ کا ہی قول ہے۔

اس سے ثابت ہوگیا کہ قاضی بیضاوی کی جو عبارت سید صاحب علیہ الرحمۃ نے نقل فرمائی ہے وہ فقہ شافعی سے متعلق ہے اور جو انہوں نے یہ کہا کہ "عورت کا چہرہ اور ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں" یہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول اور ان کا مذہب ہے۔

چنانچہ امام ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمۃ بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں ارشاد فرمایا ہے کہ،

والدلیل علی جواز النظر ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا اسماء ان المرءۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح ان یری منہا الا ھذا وھذا واشار الی وجہہ وکفیہ۔ (شرح کنز الدقائق ج ۸ ص ۲۱۸)	اور عورت کے چہرہ کو دیکھنے کے جائز ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت اسمار بنت ابی بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آتی اور اس نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا اے اسمار جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی عضو نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے اپنے چہرہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا

اس حدیث پر مولانا محمد صادق صاحب توجہ فرمائیں۔ اس حدیث سے حنفیوں کے ایک عظیم الشان فقیہ عورت کے چہرہ کا پردہ واجب نہ ہونے اور اس کو دیکھنے کا جواز ثابت فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد امام ابن نجیم لکھتے ہیں۔

والاصل فی ھذا ان المرءۃ عورۃ مستورۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام المرءۃ عورۃ مستورۃ	اور اس مسئلہ کی بنیاد یہ ہے کہ عورت کُل کی کُل واجب الستر چیز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت واجب الستر

الا ما استثناه الشرع وهما عضوان (الوجه والكف) ولان المرءة لابد لها من الخروج للمعاملة مع الاجانب فلابد لها من ابداء الوجه لتعرف فتطالب بالثمن ويرد عليها بالعيب ولابد من ابداء الكف للاخذ و الاعطاء۔

(البحرالرائق ج ۸ ص۲۱۸)

ہے سوا اس کے ان عضار کے جن کو شریعت نے پردہ سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور وہ دو عضو ہیں (چہرہ اور ہاتھ) اور اس لئے بھی چہرے کا پردہ ضروری نہیں کہ عورت کو غیر مردوں سے معاملہ (لینے دینے وغیرہ) کے لئے گھر سے نکلنا پڑتا ہے اور اس کو چہرہ کو کھلا رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ لین دین کے سلسلے میں پہچانی جائے۔ تاکہ اس سے پیسوں کا تقاضا کیا جا سکے اور عیب کیوجہ سے لوٹانے کے قابل چیز اسے لوٹائی جا سکے اور اسے پکڑنے اور پکڑانے کے لئے ہاتھوں کو بھی ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے۔

مولانا ابوداؤد سے رحم کی اپیل ہے کہ خدارا رحم کریں تعصب اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیں انصاف پر آئیں۔ یہ بحرالرائق ہم احناف کی کتاب اور اس کے مصنف فقہاء احناف میں سے ہیں۔ جو کچھ اب تک راقم نے عرض کی امام الائمہ شمس الائمہ سرخسی کی مبسوط شریف کے ساتھ بحرالرائق پر بھی رحم کریں۔ اپنے احناف علماء کی بات مانیں۔ ہماری تحقیق کو تو آپ "شوشے" ٹھہراتے ہیں۔ اب ان فقہاء کو بھی شوشے چھوڑنے والا ٹھہرائیں گے۔ خدا کا خوف کیجئے امام ابن نجیم حضرت اسماء والی حدیث سے دو باتیں چہرے کے پردہ کا واجب نہ ہونا اور اسے دیکھنے کا جواز بیان کرنے کے بعد واضح فرما رہے ہیں کہ شریعت نے یوں تو عورت کو مستور واجب الستر چیز قرار دیا ہے مگر اس کے دو عضو چہرے اور ہاتھوں کو ستر کی ضرورت سے مستثنیٰ ٹھہرایا ہے۔ پھر فرما رہے ہیں کہ عورت کو غیر مردوں سے لین دین کرنے کے لئے گھر

سے نکلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ان کے لئے چہرے کو کھلا رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ آدمی جس سے عورت لین دین کر رہی ہیں اسے پہچان لے تاکہ اس سے پیسوں کا مطالبہ کر سکے۔ مثلاً ایک ہی وقت میں چند خواتین ایک رنگ کے مثلاً کالے برقعہ میں ایک دوکان دار کے پاس سودا لینے آجاتی ہیں اور اگر سب نے منہ چھپا رکھا ہوگا تو اسے پتہ نہیں چلے گا کہ ان خواتین میں سے کس نے کیا لیا اور کس کے ذمہ کس قدر رقم ہے کیونکہ منہ چھپے ہونے کی وجہ سے وہ کسی کو پہچان نہیں سکتا۔ یوں لینے دینے کا معاملہ چوپٹ ہو جائے گا اس لیے فقہا فرماتے ہیں کہ خواتین پر چہرہ کا پردہ واجب نہیں بلکہ لین دین کے وقت اسے چہرہ کھلا رکھنا ضروری ہے تاکہ دوکان دار پہچان لے اور اس سے رقم کا تقاضا کر سکے اور خریدی ہوئی چیز میں عیب نکل آئے تو اسے پہچان کے ذریعے واپس کیا جا سکے۔ اسی طرح ہاتھوں کو کھلا رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ سامان پکڑ سکے اور پکڑا سکے۔

الحمد للہ راقم کی فقہ حنفی سے اور حدیثوں سے مکمل تائید ہو گئی اور جناب محترم ابو داؤد صاحب اگر ان سب کو شوشے قرار دیں تو ان سے خدا ہی نمٹے گا ہم کیا کر سکتے ہیں

حضرت قبلہ سید صاحب علیہ الرحمتہ کی قاضی بیضاوی کی پیش کردہ عبارت پر تفسیر بیضاوی کے شارح حضرت علامہ امام محی الدین حنفی المعروف شیخ زادہ رحمہ اللہ ۹۵۰ھ اپنے حاشیہ علی البیضاوی میں لکھتے ہیں۔

لا بأس علیه فی النظر من الحرة الاجنبیة الی وجھھا وکفیھا۔ (شیخ زادہ ج ۳ ص ۲۲۲) کہ احناف کے نزدیک اجنبی عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔

اس سے واضح ہو گیا ہے کہ حضرت قبلہ سیدی سید ابو البرکات علیہ الرحمۃ کا تفسیر بیضاوی سے پیش کردہ حوالہ تسامح پر مبنی ہے جس کا فقہ حنفی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۹۔ اس کے بعد سید صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے "القول الصواب" میں حضرت ابن مسعود حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی اقوال نقل فرمائے ہیں۔

اور فرمایا کہ ان اقوال سے بھی یہی مُستفاد ہے کہ عورت از سرتا پا عورت ہے اس کا کوئی حصہ غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں (ص ۱۰-۱۱-۱۲)

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ یہی اقوال امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب "المبسوط شریف کے جلد ۱۰ ص ۱۵۲ پر نقل فرمائے ہیں کہ ہم پہلے بھی مبسوط کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ ان اقوال کو فقہاء احناف نے نہیں لیا بلکہ ان کے مقابلہ میں احادیث مرفوعہ اور حضرت ابن عباس وحضرت علی رضی اللہ عنہم کے اقوال کو لیا جنمیں عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کے پردہ کو مستثنیٰ کرتے ہوئے اس کی طرف نظر کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے چنانچہ امام شمس الائمہ مبسوط میں حضرت ابن مسعود وحضرت عائشہ صدیقہ وحضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کو جنہیں سید صاحب نے نقل فرمایا نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

ولکنا ناخذ بقول علی وابن عباس رضی اللہ عنہم فقد جاءت الاخبار فی الرخصۃ بالنظر الی وجھہا وکفہا "(اور لکھتے ہیں) والاصح انہ لا بأس بذلک اذا امن الشھوۃ علی نفسہ (المبسوط ج ۱۰ ص ۱۵۲)

لیکن ہم حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کو لیتے ہیں، بلا شبہ عورت کے چہرے اور ہاتھ کو دیکھنے کی اجازت آئی اور صحیح ترین بات یہ ہے کہ جب شہوت و بدنظری، کا اندیشہ نہ ہو تو عورت کے چہرے اور ہاتھ کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

الحمد للہ ائمہ احناف کا موقف واضح ہو گیا۔ اس کے بعد مولانا ابوداؤد صاحب ضد نہ چھوڑیں تو ان کی مرضی ہے۔ ہمارا کام تو حق پہنچا دینا ہے۔ منوانا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

۱۰۔ اس کے بعد سید صاحب قبلہ نے "القول الصواب" میں بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ۔

یعنی جو شخص اجنبی عورت کو دیکھے اس پر اور جو عورت بے حجاب رہ کر غیر مرد کو دیکھنے کا موقع دے ان دونوں پر خدا کی لعنت،

تطفل: حضرت والا کا حوالہ شعب الایمان کے جلد ۶ ص ۶۲ پر موجود ہے اور مشکوٰۃ کتاب النکاح باب النظر الی المخطوبہ وبیان العورات کی فصل ثالث کے آخر میں موجود ہے۔

اس حدیث کا تعلق عورت کے چہرے کے دیکھنے سے ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق دوسروں کی شرمگاہ کو دیکھنے سے ہے چنانچہ امام بیہقی نے اس حدیث کو ننگے نہانے کی ممانعت کے عنوان کے تحت روایت کیا، اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ عورت کا چہرہ شرمگاہ نہیں ہے۔ ورنہ نماز میں اس کا چھپانا واجب ہوتا۔ اور اسکی تائید حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے ترجمہ سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس کا ترجمہ یوں فرما رہے ہیں۔ ترجمہ

"لعنت کند خدا تعالیٰ نظر کننده رابسوئے عورت غیر وکسے کہ نظر کرده شده است بسوئے او اگر بقصد و رغبت باشد"

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھے اور اس پر جو دکھائے اگر بہ اختیار و رغبت دیکھے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۱۱۳)

اس ترجمہ سے بھی واضح ہوگیا کہ اس حدیث کا تعلق شرمگاہ کے ساتھ ہے نہ کہ عورت کے چہرہ سے، اسے عورت کے چہرہ پر پردہ کے وجوب اور اسکے دیکھنے کے عدم جواز پہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

اضافہ: اس پہ مزید ایک روایت کا حوالہ عرض ہے کہ مشکوٰۃ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلام کے ہمراہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے آپ اس غلام کو دیکھ کر پردہ کرنے لگیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"انه لليس عليك بأس انما هو ابوك وغلامك"

پردہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تیرے باپ ہیں اور ایک تیرا غلام ہے۔

یعنی سیدہ کو غلام سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں، اس کے تحت حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حالانکہ خاتونِ جنت کے سر اقدس پر دوپٹہ تھا اور غلام سے اپنا چہرہ چھپانے لگیں تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چہرہ چھپانے کی عدم ضرورت سے آگاہ فرمایا اسکے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

نزد ابی حنیفہ جائز نیست مملوک را کہ نظر کند بر سیدہٴ خود مگر ہمہ مقدار کہ جائز است مراجنبی را نظر بسوئے او۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک غلام اپنی سیدہ کے جسم کا اسی قدر حصہ دیکھ سکتا ہے جس قدر اجنبی شخص اسکی طرف دیکھ سکتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ جیسے اجنبی شخص کسی اجنبی عورت کا چہرہ دیکھ سکتا ہے ایسے ہی اس عورت کا غلام اپنی سیدہ کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اسلئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ ان کو غلام سے پرداہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیز اسکی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فتاویٰ قاضی خاں کے حوالہ سے لکھتے ہیں: والعبد فی النظر الی مولاتہ الحرۃ التی لا قرابۃ بینہ و بینہا بمنزلۃ الرجل الاجنبی الحر ینظر الی وجہہا وکفیہا

یعنی غلام اپنی آزاد مالکہ جس کے اور غلام کے درمیان کوئی قرابت نہیں وہ اس کیلئے آزاد اجنبی مرد کی طرح ہے وہ اسکے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۳)

اس حدیث سے اور شارحینِ حدیث کے فرمان سے اور فتاویٰ قاضیخان سے اور مرقاۃ سے واضح ہوگیا کہ عورت پر اجنبی مرد سے منہ کا پردہ ضروری نہیں اور یہ کہ اجنبی مرد اجنبی عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھ سکتاہے۔ محترم مولانا ابو داؤد کیلئے

یہ جائے عبرت ہے جسے ائمہ کرام کی باتوں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو شوشے کا نام دے کران کے انکار کی جسارت کئے جارہے ہیں۔

فرمان حضرت ملا علی قاریؒ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

ومذهبنا ومذهب الجمهور انه انما يحرم النظر اذا كان على وجه الشهوة۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ صفحہ ۴۰۹)	کہ ہمارا (احناف کا) اور جمہور علماء امت کا مذہب یہ ہے کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا اسوقت حرام ہے جب شہوت (بری نیت) کے ساتھ ہو۔

حضرت مولانا ابو داؤد صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت ملا علی قاری احناف کا اور جمہور کا مذہب بیان فرمارہے ہیں جسے آپ "شوشہ" قرار دیتے ہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) خدارا توبہ کیجئے۔ اسقدر تعصب میں مبتلا ہوکر احکام شرعیہ کا مذاق اڑانے اور ان کو شوشہ قرار دینے کی بجائے اپنی ہی اصلاح فرمائیے۔

(۱۱) "القول الصواب" کا گیارہواں حوالہ ملاحظہ ہو۔ حضرت قبلہ سید صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"المرءة عورة اذا خرجت استشرفها الشيطان"	عورت قابل پردہ ہے (چاہیئے کہ غیروں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی

ہے شیطان اسکی طرف نظر اٹھاتا ہے۔ اور اسکو اغواء کرنے اور

اسکے ذریعے مردوں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے ؟
ممکن ہے کہ اجنبیہ کی طرف دیکھنے والے مرد کو شیطان فرمایا ہو ؟
اس حدیث سے بھی اجنبیہ کی طرف بلا شہوت نظر کرنے کی حرمت ثابت نہیں

ہوتی کیونکہ اسمیں متعدد معنوں کا احتمال ہے اور کوئی معنی بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے معنی میں تین احتمال بیان کئے ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ حدیث کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ عورت کا گھر سے (بلا ضرورت) نکلنا قبیح بات ہے پس جب وہ نکلے گی تو شیطان اسکی طرف گھور گھور کر اور بدی کے ساتھ اسے دیکھتا ہے تاکہ اس عورت کو کسی مرد کے ساتھ گمراہی میں ڈالدے یا کسی مرد کو اسکے ساتھ گمراہی میں ڈالدے یا دونوں کو گمراہی میں ڈال دے یعنی یا تو عورت کو غیر مرد کے پیچھے ڈال دے یا غیر مرد کو اس کے پیچھے ڈال دے یا دونوں کے درمیان ایکدوسرے کے حق میں فریفتگی پیدا کر کے دونوں کو گناہ میں مبتلا کر دے۔ یہ معنی بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں۔

(۲) دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ اسے نگاہ بد سے دیکھنے والا شیطان ہے۔ یہ بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں۔

(۳) تیسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ اس عورت کو شیطان دیکھتا ہے اور اس کے دل میں برے وسوسے ڈالتا ہے۔ جب عورت اس کے برے وسوسے کو قبول کر لیتی ہے اور بدنیت ہو جاتی ہے تو وہ اسکے بعد کہ اچھی تھی شیطان قرار پاتی ہے (مرقاۃ ج ۳ ص۱۱۴) یہ بھی معنی ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے۔

ان تمام معنوں کا مقصد واحد یہ ہے کہ عورت بلا ضرورت گھر سے نہ نکلے اور اگر نکلے تو اپنے دل کی حفاظت کرے، شیطانی خیالات کو دل و دماغ میں نہ آنے دے۔

اور جونہی اسکی ضرورت پوری ہو واپس گھر میں لوٹ آئے اور مرد کے لئے بھی مناسب ہے کہ حتی الامکان بلا ضرورت عورتوں کی طرف نظر بازی کرنے سے پرہیز کرے اگر اس کی نظر عورت پر بار بار بھی پڑتی ہے تو پھر وہ بھی اپنے دل و دماغ کو برے خیالات سے محفوظ رکھے چنانچہ خود حدیث میں شہوت سے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ حدیث میں لفظ "عن شهوة" صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی حدیث کو خود سید صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے رسالہ "القول الصواب" کے صفحہ ۹ پر نقل فرمایا ہے تو اگر ہم بلا شہوت دیکھنے کو بھی حرام ٹھہرائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی مخالفت ہوگی جس میں آپ نے لفظ "شهوة" کی تصریح فرمادی ہے اس لئے مسئلہ یہی مسلم رہا کہ عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا منع ہے اور جن حدیثوں میں "شہوت" کی قید نہیں ہے وہاں بھی شہوت کی قید کو ملحوظ رکھنا ہوگا یعنی مطلق کو مقید پر محمول کرنا ہوگا ورنہ حدیثوں میں تعارض واقع ہوگا جسکے رفع کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

(۱۲) (بارہواں حوالہ) سید صاحب علیہ الرحمۃ نے "القول الصواب" میں بخاری و مسلم کے حوالہ سے حدیث نقل فرمائی ہے:

"حضرت شیبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یارسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت"۔

ترجمہ "حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم اپنے آپ کو عورتوں میں داخل ہونے سے بچاؤ، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیور، جیٹھ وغیرہ؟ یعنی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر کے رشتہ دار ہوں؟ حضور نے فرمایا "حمو" موت ہے یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت ضروری ہے۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اجنبیہ کی طرف نظر کرنے کی ممانعت میں صریح نہیں ہے کیونکہ اسمیں متعدد معنوں کا احتمال ہے جنھیں سے متبادر الی الذہن اقارب زوج (بھائی وغیرہ) کا اپنی بھاوج کے ساتھ خلوۃ کرنا ہے کہ دونوں ایک مکان میں اس طرح جمع ہوں کہ ان کے لئے برائی میں مبتلا ہونے سے کوئی امر مانع نہ ہو چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ" خلوۃ الرجل مع الحموۃ یعنی مرد کا اپنی بھاوج کے ساتھ بالکل علیحدگی میں جمع ہونا ہے۔ خلوت کے معنی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں (مرقاۃ ج ۳ ص ۴۰۹/۴۱۰)

لہٰذا اس حدیث کا زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال، کہ جہاں متعدد معنوں کا احتمال ہو وہاں دلیل نہیں لی جا سکتی۔

چنانچہ اسکی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ لا یدخلن رجل علی امرءۃ الا وعندھا ذو حرمۃ ۔ کہ کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ہاں نہ جائے مگر اس وقت جب کہ اس کے پاس اس کا محرم ہو یعنی جب وہ بالکل اکیلی ہو تو یہ اکیلا وہاں داخل نہ ہو۔
(الکامل لابن عدی ج ۴ ص ۱۴۷)

اور دوسری حدیث میں ہے:

لا یدخلن رجل علی مغیبۃ الا ومعہ رجل او رجلان۔
(تمہید ج ۱ ص ۲۲۶)

یعنی کوئی مرد گھر میں اکیلی عورت کے ہاں اکیلا ہرگز نہ جائے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا ایک مرد یا دو مرد نہ ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ کوئی اجنبی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ جب وہ اکیلی ہو مکان میں جمع نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ اس سے مقصود خلوۃ اجنبی سے روکنا ہے لہٰذا انقول الصواب والی حدیث کا زیر بحث مسئلہ سے تعلق ثابت نہ ہوا۔ نیز ایک اور

حدیث میں ہے لا یخلون رجل بأمرءة فان الشیطان ثالثهما۔"

(نصب الروایۃ ج ۴ ص ۲۲۹۔ ۲۵۰، مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۶)

کہ کوئی مرد اکیلی عورت کے ساتھ خلوۃ نہ کرے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہے یعنی ان کو شیطان گمراہ کر سکتا ہے۔ الحمدللہ ہمارے بیان کردہ مفہوم کی تائید متعدد حدیثوں سے ہوگئی۔

۹۶ امام ابن دقیق العید م ۷۰۲ھ فرماتے ہیں کہ

"کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوۃ میں ہونا اس وقت ممنوع ہے جب مرد خلوۃ کی نیت سے ہوس کے جائے اگر کوئی کسی غیر محرم عورت سے کسی الگ جگہ میں تنہائی میں ملتا ہے اس کا مقصد اس سے خلوۃ کرنا نہیں کوئی اور ضرورت ہے تو ایسی خلوۃ منع نہیں۔"

(احکام الاحکام ج ۴ ص ۴۲)

(۱۳) "القول الصواب" میں تیرہواں حوالہ بخاری و مسلم کا ہے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"لا یدخلن ھٰؤلاء علیکم" یہ لوگ ہرگز تم پر داخل نہ ہوں۔

اس حدیث کا بھی زیرِ بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس سے ہیجڑوں کو گھروں میں آنے سے منع کرنا مراد ہے کیونکہ ہیجڑے (مخنث) بدمعاش ہوتے ہیں۔ عورتوں کو بدنظری سے دیکھتے ہیں پھر باہر جاکر لوگوں کو ان عورتوں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ فلاں عورت ایسی ہے ایسی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک ہیجڑے نے ایک گھر میں ایک خاتون کو دیکھا تو باہر آکر ایک شخص کے آگے اس عورت کے محاسن اور ڈیل ڈول والی ہونے کا بیان کیا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر ہوگئی جس کے بعد آپ نے ہیجڑوں کے گھر میں آنے کی ممانعت فرمادی۔ غرضیکہ اس سے ہیجڑے مراد ہیں چنانچہ اس حدیث کی شرح مرقاۃ میں ہے:

قال الطیبی رحمه الله و هذا یدل علی منع المخنث والخصی والمجبوب من الدخول علی النساء۔

امام طیبی نے فرمایا کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ مخنث و خصی و مقطوع الذکر شخص عورتوں کے ہاں نہ جائیں۔

(مرقاۃ ج ۳ ص ۴۱۴)

یعنی خصی اور مقطوع الذکر بھی ہیجڑوں کے حکم میں ہیں یہ عورتوں کو بدنظری سے دیکھتے اور باہر جاکر فاسق لوگوں کو ان کے محاسن سے آگاہ کرتے ہیں لہٰذا ان کو گھر میں نہ آنے دیا جائے۔ ثابت ہوا کہ اس حدیث کا بھی زیرِ بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۴) القول الصواب میں ترمذی و ابو داؤد کے حوالہ سے ہے کہ

"حضرت اُم سلمہ سے مروی ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حضور اقدس کی خدمت میں حاضر تھیں کہ جناب ابن اُم مکتوم جلیل القدر صحابی (نابینا) حرم نبوی میں تشریف لائے۔ تو سرکار نے ازواجِ مطہرات سے فرمایا کہ بیلیو پردہ کرلو انہوں نے عرض کی حضور ابن اُم مکتوم تو نابینا ہیں۔ وہ ہمیں کیا دیکھیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو اور انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔"

پھر آپ نے حدیث کی عبارت نقل فرمائی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد غیر محرم خواہ عورت کو دیکھے یا نہ دیکھے اس پر عورت کو نظر کرنا حرام ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم کا واقعہ اس مسئلہ کا عملی پہلو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ گمان کرنا کہ ان کے کپڑوں میں پردہ کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا یا (معاذ اللہ) ازواجِ مطہرات ان کو غور سے دیکھتی تھیں یا یہ تاویل کرنا کہ حضور نے نظر بند کرنے کا حکم دیا محض یا درہوا باتیں ہیں اس لئے کہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان سے قطعی بعید ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں خلاف لباس شرعی یا بے ستری کی حالت میں حاضر ہو نیز اگر ان کے ستروں میں کسی قسم کی کمی تھی تو حضور بھی رُخِ انور پھیر لیتے یا آنکھیں بند کرکے ان کو ہدایت فرماتے اور اگر نامحرم کو دیکھنا جائز ہوتا تو آقا نے نامدار بیبیوں پر حجاب کی تاکید نہ فرماتے۔ (القول الصواب صد ۱۴، ۱۵)

اس کے کئی ایک جوابات ہیں:

ایک جواب تو یہ ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں "وھو حدیث مختلف فی صحتہ" کہ یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کے صحیح ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

(فتح الباری ج ۱ صد ۳۶۴)

توجس حدیث کے صحیح ہونے میں ہی اختلاف ہو اس سے یہ مسئلہ نکالنا کہ عورت کا اجنبی مرد کو صحیح نہیں ہے کیونکہ

ثبوتِ حرمت کے لئے نص قطعی کی ضرورت ہے

کیونکہ ثبوتِ حرمت کے لئے نص قطعی کی ضرورت ہے اور خبرِ واحد صحیح بھی ثبوتِ حرمت کے لئے ناکافی ہے چہ جائیکہ ایسی ہے اسکی صحت میں محلِ نظر ہو۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ صحابی نابینا تھے اور نابینا انسان چونکہ دیکھنے سے معذور ہوتا ہے اس لئے اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے اس کا ستر کھل جائے اور اسے پتہ نہ چلے یہ بات کئی ایک نابینا حضرات میں دیکھی گئی ہے لہذا آپ نے احتیاط کے طور پر ازواجِ مطہرات کو پردہ کے پیچھے چلے جانے کا حکم دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے جس کا امکان ہے۔

چنانچہ نیل الاوطار میں فتح الباری کے حوالہ سے ہے

لعله لكون الاعمى مظنة ان ينكشف منه شئ ولا يشعر به فلا يلزم عدم جواز النظر مطلقا۔

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو شاید حجاب کا اس لئے حکم دیا کہ نابینا انسان کا بے خبری میں ستر کھل سکتا ہے لہذا اس سے خواتین کے حق میں غیر محرم کو دیکھنے کی مطلق ممانعت ثابت نہ ہوگی۔

(نیل الاوطار ج ۶ صد ۱۱۷)

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ حکم محض ورع وتقویٰ کی رُو سے تھا۔

چنانچہ صحیح ترمذی کے حاشیہ پر امام المحدثین فی الہند ایمان والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کی لمعات شریف کی عبارت درج ہے اس کا ملاحظہ ہو۔

دل هذا الحديث على انه ليس للمرءة النظر الى الاجانب مطلقا و دل حديث لعب الحبشة على خلافه فحمله بعضهم على الورع وقيل لم تكن عائشة اذ ذاك بالغة والمختار جواز نظر المرءة الى الرجل فيما فوق السرة تحت الركبة واستدل بحضورهن الصلوة ولا بد ان يقع نظرهن الى الرجال فلولم يجز لم يؤمرن بحضور المسجد والمصلى وهذا اذا لم يكن النظر عن الشهوة۔

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حبشہ کے کھیل کو دیکھنا دیکھنے کے جواز کی دلیل بنتا ہے تو بعض محققین نے نابینا والی حدیث کو تقوی پر محمول کیا ہے اور حضرت عائشہ کے عمل کو جواز پر یعنی اگرچہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا جائز ہے تاہم نہ دیکھنا بہتر ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بالغ نہ تھیں اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ عورت اجنبی مرد کو ناف کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے دیکھ سکتی ہے اور عورتوں کے اجنبی مردوں کو دیکھنے کے جواز کی دلیل عورتوں کا نمازوں کے لئے مسجدوں میں آنا ہے اور اس طرح ان کی نظر کا مردوں پر پڑنا ایک مسلم بات ہے تو اگر عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا جائز نہ ہوتا تو انہیں مسجدوں اور عیدگاہوں میں نمازوں کے لئے آنے کا حکم نہ دیا جاتا اور یہ دیکھنا اس صورت میں جائز ہے کہ شہوت

دبُری نیت اسے نہ ہو۔

(حاشیہ اللمعات علی الترمذی ج ۲ ص ۱۰۱)

نیز حضرت شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ اپنی دوسری کتاب "اشعۃ اللمعات" میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

مختار جواز نظر زن است بمرد فوق سرہ وتحت رکبہ واستدلال کردہ شدہ است براں بحضور زناں نماز راولابد نظر ایشاں بر مرداں مے افتادہ باشد وایں ہمہ بر تقدیر یکہ نظر بہ شہوت نباشد،	پسندیدہ بات یہ ہے کہ عورت کا مرد کو ناف کے اوپر اور گھٹنوں کے نیچے دیکھنا جائز ہے اس سلسلہ کی دلیل یہ ہے کہ عورتیں نماز میں حاضر ہوتی تھیں اور یقیناً ان کی نظر مردوں پر پڑتی ہوگی اور اس میں شرط ہے کہ یہ دیکھنا بُری نیت سے نہ ہو۔
(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۱۱۰)	

حضرت شاہ صاحب نے دونوں کتابوں میں لفظ "مختار" سے واضح کر دیا کہ احناف کا مذہب پسندیدہ یہی ہے کہ عورت اجنبی مرد کو اور مرد اجنبی عورت کو شہوت کے بغیر دیکھ سکتے ہیں۔ اب ہم حضرت سید صاحب کی بات کو کیا قرار دیں سوائے اس کے کہ مذہب مختار کے مقابلہ میں قول غیر مختار۔ مگر افسوس تو حضرت مولانا محمد صادق صاحب پر ہے جو مذہب مختار کو شوشہ قرار دے کر مذہب مختار کی توہین کر کے اپنے عمر بھر کے تقویٰ و تبلیغ کو غیر مختار راستے پر لگا دیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین۔

حضرت مولانا محدث علی بن سلطان القاری کا فرمان۔

اور حضرت مولانا علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ،

والاصح انہ یجوز نظر المرءۃ	اور صحیح تر یہ ہے کہ عورت کا مرد کو دیکھنا ناف

الی الرجل فیما فوق السرة
وتحت الرکبة بلا شهوة و
هذا الحدیث محمول
علی الورع والتقوىٰ
قال السیوطی رحمه الله كان
النظر الی الحبشة عام قدومهم
سنة سبع ولعائشة رضی الله
تعالی عنها یومئذ ست عشرة
سنة وذٰلك بعد الحجاب
یستدل به علی جواز النظر المرأة
الرجل وبدلیل انهن كن یحضرن
الصلوٰة مع رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی المسجد ولا بد ان یقع نظرهن الی
الرجال فلو لم یجز لم یؤمرن بحضور
المسجد والمصلی. (مرقاة ج ۳ ص ۲۱۲)

کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے شہوت (بری خواہش)
کے بغیر جائز ہے اور یہ (نابینا والی) حدیث
تقویٰ پر محمول ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ حضرت عائشہ کا حبشہ (حبشی لوگوں)
کی طرف دیکھنا سن سات ہجری کی بات ہے
جب وہ آئے اور حضرت عائشہ کی عمر
اس وقت ۱۶ سال تھی اور یہ واقعہ پردہ
کے حکم کے بعد کا ہے اور اس سے یہ دلیل
ملتی ہے کہ عورت کا غیر محرم مرد کو دیکھنا جائز
ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ عورتیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں نماز
کے لئے آتی تھیں اور یقیناً ان کی نظر مردوں
پر پڑتی ہوگی اگر عورتوں کا مردوں کو دیکھنا جائز
نہ ہوتا تو انہیں مسجد اور عیدگاہ میں حاضر ہونے
کا حکم نہ دیا جاتا۔

ان بزرگوں کی تحقیق سے بھی درج ذیل مسائل واضح ہو گئے۔

۱۔ ایک یہ کہ عورت کے لئے اجنبی مرد کے جسم کو ستر کے بغیر ناف کے اوپر اور گھٹنا سے نیچے بلا شہوت دیکھنا جائز ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس نابینا سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے وہ اہلبیت کے لئے ورع و تقویٰ کی خصوصی تعلیم تھی : ۔ کے ساتھ خاص تھی۔

۳۔ تیسرا یہ کہ ان کے لئے بھی اگرچہ یہ خصوصی تقویٰ کی تاکید تھی تاہم ان کے لئے اجنبی مردوں کو دیکھنا جائز تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے حبشی لوگوں کا کھیل دیکھا تھا جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف اس وقت سولہ سال تھی۔

۴۔ چوتھا یہ کہ عورتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد اور عیدگاہ میں نماز باجماعت کے لئے آنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے کیونکہ آتے جاتے ان پر نظر کا پڑنا مسلم بات ہے نیز حضرت عائشہ صدیقہ کا جنگ جمل میں شریک ہونا جواز نظر کی بڑی دلیل ہے

حضرت امام ابوداؤد صاحبِ سنن کا فرمان:

امام ابوداؤد صاحب سنن ابی داوٗد علیہ الرحمۃ بھی اس کو ازواج مطہرات کی خصوصیت قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو۔

چنانچہ ابوداوٗد علیہ الرحمۃ (نابینا) اندھے والی حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں

هٰذا لازواج النبي صلى الله عليه وسلم خاصة۔
(سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۶۴)
طبع دار الفكر بيروت

کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نابینا شخص سے بھی پردہ کا حکم دینا آپ کی ازواج مطہرات کی خصوصیت کی بنا پر ہے۔

امت کی دوسری خواتین کے لئے اجنبی مرد کو دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ امام ابوداؤد اس سلسلے میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ تم ابن مکتوم کے ہاں جا کر عدت گزارو کیونکہ وہ نابینا ہیں تم اس کے پاس ہوتے ہوئے کپڑے بدل سکتی ہو۔ (سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۶۴)

تو اگر کسی عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت قیس کو حضرت ابن مکتوم کے ہاں جا کر عدت گزارنے کا حکم نہ دیتے کیونکہ وہ ان کے لئے اجنبی وغیر محرم تھے۔

غرضیکہ اجنبی مرد و عورت شہوت کے بغیر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں غضِ بصر نظریں نیچی رکھنے کا یہی مفہوم ہے کہ شہوت و خواہش نفسانی و بُری نیت سے ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔ البتہ معالج و قاضی و گواہ و نکاح کی خواہش رکھنے والا عورت کو دیکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ شہوت کے پیدا ہونے کا قوی امکان بھی ہو۔

امام طحاوی کا فرمان،

امام طحاوی علیہ الرحمۃ بھی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث نابینا کا حکم (جسے حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ نے تمام مسلمان خواتین کے لئے عام قرار دیا) عام نہیں ہے۔ بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ مخصوص ہے۔ ملاحظہ ہو امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ (شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲۸)

قال ابو جعفر (الطحاوی) کن امہات المؤمنین قد خصصن بالحجاب ما لم یجعل فیہ سائر الناس مثلہن۔

کہ ابو جعفر (طحاوی) نے کہا کہ یہ حکم حجاب امہات المومنین کے ساتھ خاص ہے جس میں امت کی عورتیں ان کی طرح (پردہ کی) پابند نہیں بنائی گئیں۔

نیز امام طحاوی ایک اور جگہ اسی شرح معانی میں فرماتے ہیں۔

قد یجوز ان یکون ما اراد بذلک حجاب امہات المومنین فانہن قد کن حجبن عن الناس جمیعا الا من کان منہم ذو رحم محرم فکان لا یجوز لاحد ان یراہن اصلا الا من کان بینہن وبینہ رحم محرم وغیرہن من النساء لسن

کہ حدیث نابینا میں جس حجاب کا ذکر ہے اس سے مُراد خاص امہات المومنین کا حجاب ہے کیونکہ انہیں تمام لوگوں سے حجاب کا حکم تھا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ان کے محارم تھے پس کسی کے لئے بالکل جائز نہ تھا کہ وہ انکو دیکھے سوائے محارم کے اور دوسری عورتوں کا یہ حکم نہیں کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص ایسی عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں

كذلك لانه لا بأس ان ينظر الرجل من المرأة التي لا تحرم بينه وبينها وليست عليه بحرمة الى وجهها وكفيها وقد قال الله عز وجل ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها۔ (شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲۷)

کی طرف دیکھے کہ اس مرد و عورت کے درمیان محرمیت نہ ہو۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر وہ از خود ظاہر ہے یعنی چہرہ اور ہاتھ

مولانا محمد صادق صاحب کیلئے سبق

اگرچہ توقع نہیں کہ مولانا محمد صادق ائمہ احناف کے حوالوں سے سبق حاصل کریں۔ کیونکہ انہوں نے اسے اب ذاتی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے تاہم ان کے لئے سبق ضرور موجود ہے۔ سید صاحب قبلہ اپنی جگہ مفتی اعظم پاکستان برحق مگر یہ امام ابوجعفر طحاوی حجۃ الاسلام اور حجۃ الاحناف ہیں اور احناف کے مسلم مجتہد ہیں۔ کیا مولانا موصوف کے نزدیک یہ سب حوالے شوشے قرار پائیں گے۔ (ولا حول ولا قوۃ)

نیز یہی امام طحاوی علیہ الرحمۃ اسی شرح معانی الآثار میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

ان النظر الى وجهها حلال لمن اراد نكاحها ثبت انه حلال ايضا لمن لم يرد نكاحها اذا كان لا يقصد بنظره ذلك معنى هو عليه حرام. وقد قيل في قول الله عز وجل ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها ان ذلك المستثنى

کہ جو شخص عورت سے نکاح کرنا چاہے اسے اسکے چہرے کو دیکھنا جائز ہے اس سے ثابت ہوا کہ اس شخص کے لئے بھی عورت کا چہرہ دیکھنا حلال ہے جو نکاح کا ارادہ نہ رکھتا ہو جبکہ اس کے دیکھنے میں کسی حرام بات (گناہ) کا قصد نہ کرے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان " ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا " میں کہا گیا ہے کہ مستثنیٰ چہرہ اور ہاتھ ہیں، لہٰذا شروع میں عورت پر اجنبی

هوالوجه والكفان و وافق ما ذكرنا من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا التاويل ومن ذهب الى هذا التاويل محمد بن الحسن رحمة الله عليه كما حدثنا سليمان بن شعيب بذلك عن ابيه عن محمد وهذا كله قوله ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين (شرح معانی الآثار ج ۲ ص۱)

سے اپنا چہرہ اور ہاتھ چھپانا ضروری نہیں اور یہ جو ہم نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی اس تفسیر کے مطابق ہے کہ آیت میں مستثنیٰ چہرہ اور دو ہاتھ ہی ہیں اور جو اس تفسیر کی طرف گئے ہیں کہ آیت میں چہرہ اور دو ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں، امام رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں جیسا کہ ہم سے سلیمان بن شعیب اس کو اپنے باپ انہوں نے امام محمدؒ سے روایت کی اور یہ تمام امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا قول ہے۔

حنفیوں کے لئے سبق

الحمد للہ، امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "الا ما ظهر منها" میں عورت کے چہرہ اور دو ہاتھوں کو پردہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور یہ کہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمدؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے اس میں تمام حنفیوں کے لئے سبق ہے کہ وہ اپنے امام کا فرمان مانیں اور تسلیم کریں کہ عورت کا چہرہ اور دو ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں اس لئے چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے اور یہ کہ اجنبی شخص عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھ سکتا ہے جبکہ وہ حرام (شہوت اجنبی بدنیتی) کے قصد سے نہ دیکھے۔

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کو خدا تعالیٰ سمجھ دے کہ وہ بھی ناجائز ضد بازی سے باز آئیں اور اسے انا کا مسئلہ نہ بنا دیں اگر حنفی ہیں تو اپنے امام کے مسلک پر چلیں آمین

چہرہ کا پردہ واجب نہیں مستحب ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں (ملاحظہ ہو)

قال القاضی، قال العلماء فی هذا حُجّة انه لا یجب علی المرءة ان تستر وجهها فی طریقها وانما ذلك سنة مستحبة لها ویجب علی الرجال غض البصر عنها فی جمیع الاحوال الا لغرض صحیح شرعی وهو حالة الشهادة والمداواة وارادة خطبتها اوشری الجاریة او المعاملة بالبیع والشری وغیرها ونحو ذلك وانما یباح فی جمیع هذا قدر الحاجة دون ما زاد۔ والله اعلم۔

امام قاضی عیاض نے فرمایا علماء نے کہا اس حدیث میں اس کی حجت و دلیل ہے کہ عورت پر راستہ پر چلتے ہوئے منہ کا چھپانا واجب نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور مردوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی نظریں کچھ نیچی رکھیں۔ تمام احوال میں۔ البتہ اگر صحیح شرعی غرض ہو تو دیکھ سکتا ہے اور صحیح شرعی غرض گواہی دینے کی حالت ہے اور دوا کرنے کی اور نکاح کی نیت سے اور لونڈی کے خریدتے وقت یا کسی عورت کا اجنبی مرد سے بیع وشری کا معاملہ کرنا اور کسی طرح کی معاشرتی ضروریات اور جائز امور ہیں اور ان امور میں حاجت وضرورت کے بقدر اجنبی عورت کو دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔

(شرح صحیح مسلم امام نووی ج ۲ ص ۲۱۲)

اسی طرح حضرت محدث علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ حنفی اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوۃ میں بھی امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

انه لا یجب علی المرءة ان تستر وجهها فی طریقها انما ذلك سنة مستحبة

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۴۱۰)

عورت پر اپنے راستے میں (چلتے ہوئے) اپنے چہرہ کو چھپانا واجب نہیں یہ تو سنت مستحبہ ہے۔

معلوم ہوا کہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ منہ کا پردہ عورت پر واجب نہیں جن بعض فقہاء نے نوجوان حسین وجمیل خاتون کو چہرہ چھپانے کا حکم دیا ہے وہ محض مصلحت اور شریر وفاسق قسم کے لوگوں کے شر سے اسکو بچانے کے لئے ہے اور یہ ہر وقت یا ہر جگہ کے لئے بھی نہیں بلکہ اسوقت اور اس موقع کے لئے ہے جہاں فتنہ اور شر کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہ بھی اور یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے جو محض وقتی وزمانی نوعیت کی ہے مذہب امام ابوحنیفہ میں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی جس قدر مذہب امام اعظم کی کتب متون ہیں جو "ظاہر الروایہ" اور مذہب امام اعظم پر مشتمل ہیں انمیں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے یہی وجہ ہے امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ کی مبسوط شریف جو امام اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ کرام کی کے مذہب سے متعلق ظاہر الروایہ پر مشتمل امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح ہے اسمیں صاف صاف لکھا ہے کہ . .

"اللہ تعالیٰ کے فرمان "الا ما ظهر منها" کی رُو سے عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ پردہ سے مستثنیٰ ہیں عورت پر ان کا پردہ واجب نہیں ہے"۔ اسمیں نوجوان یا جوان یا بوڑھی کی کوئی قید نہیں ہے اور ساتھ ہی فرماتے ہیں "يباح النظر الى الاجنبيات" کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ "اذا امن الشهوة" جب دیکھنے والا اس بات کا اندیشہ محسوس نہ کرے کہ اس کے دیکھنے سے اسکی نیت خراب ہوگی۔ پھر فرمایا کہ محض خوفِ فتنہ (قلبی رغبت ومیلان جیسے انسان طبعی طور پر ایک خوبصورت چیز کے دیکھنے کو پسند کرتا ہے) اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

ولا يعتبر خوف الفتنة في ذلك . فكذلك الى وجهها۔ کہ جیسے خوبصورت لباس کے دیکھنے سے طبعًا میلان ہونے کا اعتبار نہیں

(المبسوط ج ١٠ ص ١٥٣) اسی طرح اس کے چہرے کے دیکھنے سے بھی خوفِ فتنہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتنہ کے متعدد معانی

فتنہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے کئی ایک مختلف معانی آئے ہیں ان میں سے ایک معنی کسی کو عملی طور پر ایذاء و تکلیف پہنچانے اور ستانے کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ۔

بے شک جنہوں نے ایذاء دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کیلئے جہنّم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

(سورۃ البروج : ١٠)

جہاں ایسے فتنہ کا اندیشہ ہو کہ بدمعاش پیچھے پڑ جائیں گے ایذاء دیں گے وہاں نوجوان عورت منہ چھپا کر گذر جائے۔ آج بھی بے شمار واقعات اخبارات میں آتے ہیں کہ اوباش نوجوان بچیوں لڑکیوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ان پر آوازے کستے ہیں ان کو ایذاء پہنچاتے ہیں حتی کہ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ مدرسہ انوارالقرآن ملتان کے مولانا وجاہت رسول صاحب کے ایک دوست کی بیٹی کالج سے گھر آنے کو بس کا انتظار کر رہی تھی کہ ایک بدمعاش نے اس پر تیزاب پھینک دیا جس سے اس کا چہرہ اور بازو وغیرہ جل گئے اب وہ بیچاری ہسپتال میں پڑی کراہ رہی ہے۔ ایسے ایذا رساں حوادث سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ نوجوان خواتین ایسے مواقع پر بدمعاشوں کے شر سے بچنے کے لئے اپنا منہ چھپا لیا کریں اسلئے نہیں کہ شریعت میں عورت پر منہ کا پردہ واجب ہے بلکہ اس لئے کہ اسمیں دانائی و مصلحت وقتی ہے۔ اس دانائی و

مصلحت کی وجہ سے کہ نوجوان عورت کے حسین وجمیل چہرہ کو دیکھ کر بدباطن وبدمعاش اسے پریشان کریں گے ایسے بہت سے اُمور ہیں جو شریعت ہیں فی نفسہ واجب تو نہیں مگر شریعت نے محض انسان کی بھلائی کے لئے ان کاموں سے روکا ہے مثلاً حدیث میں زمین یا دیوار کے سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے اس لئے کہ کہیں اسمیں خطرناک اور موذی جانور رہو جوا چانک باہر نکل کر انسان کو ایذاء دے اور تکلیف پہنچائے تو یہ ممانعت ہر وقت کے لئے نہیں ہے محض اس وقت کے لئے جب اس بات کا اندیشہ ہو - یہ حکم احتیاطی ہے وُجوبی نہیں ہے اسے اَمر ارشادی کہتے ہیں نہ کہ اَمرِ تکلیفی اَمرِ ارشادی کے ترک سے اُنسان گنہگار نہیں ہوتا فاسق دفاجر نہیں جبکہ امرِ تکلیفی کے ترک سے فاسق ہو جاتا ہے - یُوں ہی جہاں بدمعاش لوگوں کا آنا جانا اور گذرنا اور اٹھنا بیٹھنا ہو اور گذرنے والی خاتون کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ اُن کے کھُلے منہ گزرنے سے اسکو ایذاء پہنچا سکتے ہیں تو وہ وہاں سے وقتی طور پر منہ چھپا کر گذرے کھُلے منہ نہ گزرے تاکہ ان کی ایذا سے محفوظ رہے - فقہاء کرام کی "خوف فتنہ" کی اِصطلاح سے ایک تو یہی فتنہ عملی مراد ہے جو عملاً ایذاء رسانی کا مترادف ہے

اور فتنہ کا دوسرا معنی شوق واشتیاق بھی ہے یعنی کسی چیز کی چاہت اور اسے پسند کرنا چنانچہ لسان العرب میں ہے۔

(اعجابك بالشئ) کسی چیز کو پسند کرنا (شہوت کے تصور کے بغیر) جیسے کسی حسین وجمیل چیز کو طبع انسانی پسند کرتی ہے۔

صاحبِ مبسوط نے جو کہا کہ فتنہ کے خوف کا کوئی اعتبار نہیں ان کی مراد یہی فتنہ ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ہے جس نے اپنے سارے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ رکھا ہے سوائے چہرے کے، تو ایسی صُورت میں اسے دیکھنا جائز جبکہ شہوت

پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو البتہ یہ تقاضے بشری دیکھنے والے انسان کا اس صورت کو پسند کرنا اس کے حق میں ایک فتنہ و آزمائش ہے بغیر اسکے کہ (حسب اصطلاح فقہ) اس کے دل میں شہوت پیدا ہو۔ امام شمس الائمہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے خوفِ فتنہ کے اندیشہ کا اعتبار نہیں یہ تو کپڑوں کو اور دیگر حسین و جمیل چیزوں کے دیکھنے سے بھی پیدا ہوتا ہے لہٰذا اسکے باوجود نظر کرنا جائز ہے۔ نظر تو اس وقت منع ہے جب اس سے بڑھکر شہوت کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ خود امام سرخسی نے اس سے آگے اس صورت میں نظر کرنے کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی اجنبی عورت کو دیکھ کر اپنے دل میں محض پسندیدگی کا میلان محض پائے جو ایک طبعی چیز ہے جیسا کہ شامی کے حوالہ سے گذرا یہ بھی فتنہ و آزمائش ہے اس قسم کے خوفِ فتنہ سے نظر حرام نہ ہوگی جب تک کہ اس سے آگے شہوت بدنظری و بدنیتی پیدا نہ ہو اس صورت میں تو صرف نظر واجب ہوگا اور اسکے باوجود دیکھنا حرام ہوگا چنانچہ خود امام سرخسی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ جوازِ نظر اس وقت ہے جب کہ شہوت نہ ہو۔

یہ جو امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ عورت پر چہرے کا پردہ واجب نہیں اور اجنبی اس کا چہرہ اور اس کے ہاتھ دیکھ سکتا ہے اگرچہ خوفِ فتنہ ہو کیونکہ خوفِ فتنہ تو کپڑوں کے دیکھنے سے بھی ہوتا ہے اس سلسلے میں آپ نے ایک شعر بھی ارشاد فرمایا جس کا مطلب ہے کہ محبوبہ کی جن خوبیوں نے مجھے اس سے متاثر کیا اور اسکی طرف مجھے مائل کیا اور فریفتہ کیا ان خوبیوں میں سے اس کے خوبصورت کپڑے ہیں۔

تو جب خوفِ فتنہ کے باوجود بہ اتفاق فقہاء اس کے لباس کو دیکھنا جائز ہے اور خوف فتنہ (کسی دیکھنے والے کے دل میں اسکی طرف دیکھنے کے میلان ہونے

کا کوئی اعتبار نہیں تو یُوں ہی چہرہ دیکھنے سے بھی خوفِ فتنہ کا اعتبار نہیں۔ یہاں خوفِ فتنہ سے محض میلانِ قلبی ہے اور دل کا وہ ناپائیدار خیال ہے جسے دُوسرے لفظوں میں اشتیاقِ محض یا شوقِ مطلق کہتے ہیں پر چونکہ شہوت سے خالی ہوتا ہے لہٰذا معاف ہے۔ جیسا کہ حدیث کے حوالے گذرا کہ میری اُمت کو اللہ تعالیٰ نے نامناسب خیالات معاف کر دیئے ہیں جو وسوسوں کی صُورت میں ان کے دِلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے وسوسوں کے پیدا ہونے کے امکان کے باوجود عورت پر نہ تو چہرے کا پردہ واجب اور نہ ہی اسے دیکھنے کی ممانعت البتہ افضل و مستحب و احتیاط اور بہتر پرہیز کرنا ہے ہاں اگر خدانخواستہ یہ اندیشہ ہو کہ عورت کو دیکھ کر بدنظری ہو گی تو پھر نہ دیکھے۔ امام شمس الائمہ کی تمام عبارتِ مبسُوط کا ہی یہی خلاصہ ہے۔

امام ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ

امام حافظ ابن عبدالبر تمہید میں فرماتے ہیں کہ

واجمعوا علی انها لا تصلی متنقبة ولا عليها ان تلبس قفازين فی الصلوٰة وهذا اوضح الدلالة علی ان ذلك منها غير عورة وجائز ان ينظر الی ذلك منها كل من نظر اليها بغير ريبة ولا مكروه واما النظر للشهوة فحرام تأملها من فوق ثيابها لشهوة فكيف

تمام عُلماء و فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت نقاب ڈال کر اور دستانے پہن کر نماز نہ پڑھے یہ اس بات کی واضح ترین دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ عورت (واجب الستر چیز) نہیں اور ہر اس شخص کو جو عورت کی طرف دیکھے اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو شہوت اور ناپسندیدہ نظر کے بغیر دیکھے اور شہوت سے اسے کپڑوں کے اوپر سے دیکھنا بھی حرام ہے پس اس کے کھلے چہرے

بالنظر فکیف الیٰ وجهها مسفرة۔

(کو شہوت سے کیسے ہوگا (یعنی کس قدر برا ہوگا)

(التمہید ج ۶ ص ۳۶۵)

امام حافظ ابن عبد البر علیہ الرحمۃ تو مالکی ہیں یہ بھی عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف بلا شہوت (بری خواہش کے بغیر) دیکھنے کو جائز قرار دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ فقہار مالکیہ کا بھی وہی موقف ہے جو فقہار احناف کا موقف ہے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ

امام نووی علیہ الرحمۃ روضۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ

نظر الرجل الی المرءۃ فیحرم نظره الی عورتها مطلقا والی وجهها وکفیها ان خاف فتنة وان لم یخف فوجهان ، قال اکثر الاصحاب لاسیما المتقدمون لا یحرم لقول الله تعالیٰ « ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها » وهو مفسر بالوجه والکفین لکن یکره الخ

(روضۃ الطالبین ج ۵ ص ۳۶۶)

مرد کا اجنبی عورت کی واجب الستر چیزوں کو دیکھنا مطلقاً حرام ہے اور چہرے اور ہاتھوں کی طرف نظر کرنے میں اگر شہوت کا خوف ہو تو حرام اگر شہوت کا خوف نہ ہو اسمیں شوافع علمار کے دو گروہ ہیں اکثر فقہار شوافع خصوصاً متقدمین نے کہا حرام نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها اور " ما ظهر منها " کی تفسیر چہرے اور دو ہاتھوں سے کی گئی ہے لیکن دیکھنا (اگرچہ حرام نہیں) تاہم مکروہ (غیر اولیٰ) ہے

یہی فقہاءِ احناف کا موقف ہے کہ اولیٰ بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت دیکھنے سے احتراز کرے اگرچہ بلا شہوت دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔

(١٥) القول الصواب کا پندرہواں حوالہ بخاری شریف کی حدیث کا ہے، حضرت قبلہ سید صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"بخاری شریف میں ہے: ان عائشۃ قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما علی باب حجرتی والحبشۃ یلعبون فی المسجد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی بردائہ انظر الی لعبھم"

ارشاد الساری میں امام قسطلانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں" والی آلاتھم لا الی ذواتھم اذ نظر الاجنبیۃ الی الاجنبی غیر جائز"۔

اُم المؤمنین فرماتی ہیں میں نے حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک روز اپنے حجرہ کے دروازے پر دیکھا اور حبشی لوگ تلواروں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک سے مجھے چھپالیا اور میں ان کے کھیل کی طرف دیکھ رہی تھی، امام قسطلانی فرماتے ہیں یعنی ان کے آلات (تلواروں) کی طرف دیکھتی تھیں ان کے جسم کی طرف نہیں۔ اس لئے کہ عورت اجنبیہ کو اجنبی مرد کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔"

اس کے بعد سید صاحب امام بدرالدین عینی حنفی کا حوالہ دیتے ہیں انہوں نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے۔

"فیہ جواز اللعب بالسلاح للتدریب علی الحرب والتنشیط علیہ وجواز نظر النساء الی فعل الاجانب واما نظرھن الی وجہ الاجنبی فان کان بشھوۃ فحرام اتفاقا وان کان لغیرھا فالاصح التحریم

وقیل کان ھذا قبل نزول "قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن" یعنی اس واقعہ سے چند فوائد حاصل ہوئے ایک تو تلوار وغیرہ آلاتِ حرب سے کھیلنے کا جواز تاکہ شوق ورغبت علی الجہاد پیدا ہو، ثانیاً عورتوں کو اجانب کے افعال کی طرف دیکھنا جائز ہوا لیکن عورتوں کو اجنبی مردوں کے چہرہ کی طرف بہ شہوت دیکھنا بالاتفاق حرام ہے اور بلاشہوت بھی بنا بر قول اصح حرام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ قبل نزول حجاب کا ہے اس قول کی بنا پر تو مخالفین پردہ کا استدلال بالکل باطل ہو جاتا ہے۔"

(القول الصواب ص ۱۵، ۱۶)

اسکے مندرجہ ذیل جوابات ہیں :

(۱) پہلا یہ کہ امام بدرالدین عینی نے درحقیقت یہ عبارت من وعن امام نووی کی شرح مسلم سے نقل کی ہے جو شرح مسلم کے جلد ا ص ۲۹۱ پر موجود ہے۔

امام بدرالدین عینی سے تطفل ہم اس قابل تو نہیں کہ امام عینی علیہ الرحمۃ اور مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ پر تنقید کریں البتہ تطفلاً جیسے ایک شاگرد اپنے استاذ کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے ایسے ہی) ہم عرض کرتے ہیں کہ ان بزرگوں نے جو یہ ارشاد فرمایا وہ شوافع کا مسلک ہے یعنی یہ ان کے ایک گروہ کا مسلک ہے جن میں سے ایک امام نووی بھی ہیں اور امام بدرالدین عینی نے اس مسئلہ میں فقہ حنفی کی بجائے فقہ شافعی کے امام محی الدین نووی کے موقف کو ترجیح دی ہے چنانچہ وہ خود شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں :

قلت الاولی فی ھذا الزمان ۔ میں کہتا ہوں اس زمانے میں لوگوں

ان یفتی بقول الشیخ محی الدین النووی لظہور الفسق و الشناعة بین الناس۔
(البنایہ شرح الہدایہ ج ۱۱ صہ ۱۵۱)

کے درمیان فسق وفجور کے عام ہونے کی وجہ سے امام محی الدین نووی کے قول پر فتوی دینا چاہیئے۔

سب کا نہیں جبکہ ان کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ عورت اجنبی مرد کے چہرہ کو بلا شہوت دیکھ سکتی ہے چنانچہ یہی امام نووی علیہ الرحمۃ روضۃ الطالبین میں لکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔

نظر المرءة الی الرجل وفیہ اوجہ اصحہا لہا النظر الی جمیع بدنہ الا ما بین السرة والرکبة الخ۔
(روضۃ الطالبین ج ۵ ص ۳۷)

عورت کے مرد کو دیکھنے کے بارے میں شوافع کے مختلف اقوال ہیں ان میں سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ عورت اجنبی مرد کے تمام بدن کو دیکھ سکتی ہے سوائے ناف اور گھٹنوں کے درمیان کے حصّہ کے۔

لہٰذا فقہاء شوافع کے ایک گروہ کا مسلک فقہاء احناف کے مطابق ہے اور وہ اسی کو صحیح ترین قول قرار دیتے ہیں کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے۔ (یعنی بلا شہوت)

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ جو علامہ عینی نے لکھا ہے وہ مسلکِ احناف نہیں ہے مسلک یہ ہے کہ عورت اجنبی مرد کے چہرہ کو دیکھ سکتی ہے چنانچہ ہماری فقہ حنفی کی تمام متون جو فقہ حنفی کی ظاہر الروایات سے بھری پڑی ہیں اور ان کی معتبر روایات میں یہی لکھا ہوا ہے لہٰذا خلاف مذہب بات کی کوئی اہمیت نہیں۔

(۱۶) القول الصواب کا حوالہ نمبر ۱۶ صحیح بخاری شریف کا حوالہ ہے،

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

کان الفضل ردیف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت امرءۃ من خثعمہ فجعل الفضل ینظر الیہا وینظر الیہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصرف وجہ الفضل الی الشق الاخر"

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت سواری پر سوار تھے۔ ایک عورت قبیلہ خثعم کی حاضر ہوئی حضرت فضل اسکی طرف دیکھتے اور وہ ان کی طرف۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔"

اگر اجانب مرد و زن کو چہرہ دیکھنا ممنوع نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فضل کا چہرہ پھیرتے؟

علامہ امام زرقانی

علامہ امام ابو عبداللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی م ۱۱۲۲ھ شرح مؤطا میں اس استدلال کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

ان اراد النووی تحریم النظر عند خوف الفتنۃ فھو محل وفاق من العلماء وان اراد الاعم من خوفھا وامنہ ففی حالۃ امنھا خلاف مشھور العلماء وھما وجھان ولا یصح الاستدلال

اگر امام نووی کی مراد یہ ہو کہ فتنہ کے خوف کے وقت نظر کرنا حرام ہے تو یہ علماء کی طرف سے اتفاق کا محل ہے اور اگر امام نووی کی یہ مراد ہو کہ خواہ فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو تو اسمیں علماء میں اختلاف مشہور ہے اسمیں دو قول ہیں اور اس حالت میں اس حدیث سے تحریم

بالحديث على التحريم في هذه الحالة لان الامر محتمل لكل منهما بل الظاهر ان المصطفى صلى الله عليه وسلم خشي عليهما الفتنة وبه صرح جابر في حديثه الطويل عند الترمذي الخ

(شرح الزرقانی علی الموطا ج ۳ ص ۱۰۹)

(نظر کے حرام قرار دیئے جانے) پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ واقعہ دونوں باتوں کا محتمل ہے (حرمت کا بھی اور جواز کا بھی) بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فتنہ میں پڑنے کا خوف محسوس کیا تھا (تب ان کا منہ پھیرا) اور ترمذی کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں اس بات کی وضاحت فرمائی۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس واقعہ سے اس بات کی دلیل لینا کہ عورت اجنبی مرد کو عدم خوفِ فتنہ کے وقت بھی نہ دیکھے اور یہ کہ مرد اجنبی عورت کو بھی عدم خوفِ فتنہ کے وقت نہ دیکھے صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خوفِ فتنہ سے ان کا چہرہ دوسری طرف پھیرا۔ لہٰذا خوفِ فتنہ (یعنی شہوت یا کسی دوسری نوعیت کے شر کے پیدا ہونے کے اندیشہ کے وقت) اجنبی مرد وعورت کو ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنے سے احتراز کرنا چاہیئے گویا اصل مسئلہ جواز ہے مگر شریعت چونکہ فتنوں میں پڑنے سے روکتی ہے اس لئے جہاں بھی اور جس بات سے بھی فتنہ انگیزی کا خدشہ ہو شریعت وہاں اور اس بات سے منع کرتی ہے تو اس ممانعت کا تعلق نفسِ مسئلہ سے نہیں دفعِ فتنہ سے ہے۔

علامہ عینی

علامہ عینی امام داؤدی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

قال الداؤدی فیہ احتمال

امام داؤدی نے فرمایا کہ اس حدیث

ان لیس علی النساء غض ابصارھن عن وجوہ الرجال انما یغضضن عن عوراتھم۔ (عینی شرح بخاری ج ۹ ص ۱۲۵)

میں اس بات کا احتمال ہے کہ عورتوں کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے چہروں کو نہ دیکھیں بلکہ وہ ان کی واجب الستر چیز کو نہ دیکھیں۔

نیز اس حدیث کو بخاری کے علاوہ مسلم و ابو داؤد و نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ہم ترمذی شریف کے متن کا ترجمہ پہلے شمارہ جولائی میں بھی نقل کر چکے ہیں اب دوبارہ بخوف طوالت اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

" حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے روز عرفہ میں وقوف کیا پھر فرمایا کہ یہ عرفہ ہے اور یہ موقف ہے اور عرفہ سارا موقف ہے بعد غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف پلٹے اور حضرت اسامہ بن زید کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اسی حالت میں اشارہ فرماتے چلے آئے جبکہ لوگ آپ کے دائیں اور بائیں سواریوں پر تھے اور سواریوں کو بھگاتے تھے آپ ان کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے لوگو سکون سے چلو اور ہاتھوں سے سکون اختیار کرنے کے لئے اشارے فرماتے پھر مزدلفہ آ پہنچے تو وہاں مغرب وعشاء اکٹھے جماعت سے ادا فرمائی پھر صبح کو جبل قزح پر تشریف لائے اور اس پر کھڑے رہے اور فرمایا یہ قزح ہے اور یہ تمام کا تمام موقف ہے پھر وہاں سے پلٹے یہاں تک کہ وادی محسّر کی طرف پہنچے پھر اپنی اونٹنی کو دوڑایا حتیٰ کہ اس وادی سے نکل گئے پھر رکے اور حضرت فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سوار کیا پھر شیطان کو کنکر مارنے کی جگہ تشریف لائے اور شیطان کو کنکر مارے پھر آپ

قربان گاہ پر تشریف لے گئے (اور قربانی فرمائی) اور فرمایا کہ یہ قربان گاہ ہے اور منیٰ تمام کا تمام قربان گاہ ہے اور بنی خثعم کی ایک جوان لڑکی نے آپ سے مسئلہ پُوچھا اور عرض کی کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور اس پر حج اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض ہے تو اگر میں اسکی طرف سے حج کروں تو کیا اسے کافی ہو جائے گا آپ نے فرمایا کہ تو اپنے باپ کی طرف سے حج کرا دی (حضرت علی) فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت فضل کی گردن کو (جو لسے دیکھ رہے تھے اور وہ ان کو دیکھ رہی تھی) دُوسری طرف کو موڑا تو حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کی گردن کو کیوں موڑ دیا ہے آپ نے فرمایا کہ

رأیت شابا وشابه فلم آمن الشیطن علیهما.

میں نے ایک جوان مرد اور ایک جوان عورت کو دیکھا تو مجھے ان پر شیطان کے وسوسہ کا اندیشہ ہوا۔

(ترمذی ج ا صٓ۱۰۸)

پھر ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے سر منڈانے سے پہلے اپنی بیوی سے مباشرت کی ہے فرمایا سر منڈا لو کوئی بات نہیں یا فرمایا بال چھوٹے کرا لو کوئی حرج نہیں۔ پھر راوی نے کہا کہ ایک اور آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے شیطان کو کنکر مارنے سے پہلے قربانی کی فرمایا کنکر مارو کوئی حرج نہیں حضرت علی نے فرمایا کہ پھر آپ بیت اللہ تشریف لے گئے اور اس کا طواف زیارت فرمایا (جو احرام کھولنے کے بعد ہوتا ہے)۔

(صحیح ترمذی ج ا صٓ۱۰۸)

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ امام ابن القطان رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح

میں فرمایا کہ

فیہ جواز النظر عند امن الفتنۃ من حیث انہ لم یأمرھا بتغطیۃ وجھہا، ولولم یفھم العباس ان النظر جائز ماسأل ولولم یکن ما فھمہ جائزا لما اقرہ علیہ.

(تلخیص الحبیر ج ۳ ص۱۴۵)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر محرم عورت کو دیکھنا جائز ہے جبکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چہرے کے چھپانے کا حکم نہ دیا اور اگر حضرت عباس اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کو جائز نہ سمجھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کرتے اور اگر ان کا یہ خیال درست نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح فرماتے۔

رہا یہ سوال کہ وہ احرام میں تھی اسلئے آپ نے اسے چہرہ چھپانے کا حکم نہ دیا جیساکہ عمدۃ القاری میں امام عینی نے فرمایا کہ اسمیں اس بات کی دلالت ہے کہ عورت احرام میں سر، چہرہ کھلا رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو چہرے کے چھپانے کا حکم نہ دیا لہٰذا یہ دلیل اس صورت میں قرار پاتی ہے جب اس کا چہرہ ڈھانپنا ممکن ہوتا اور وہ صورت احرام سے باہر کی صورت ہے اور صحیح بھی یہی ہے کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محل نظر ہے کیونکہ امام ابن القطان رحمہ اللہ نے اسے اس بات کی دلیل قرار دیا کہ یہ واقعہ قربانی کے بعد کا ہے اور قربانی کے بعد احرام کھول دیتے ہیں چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ اسکے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف زیارت کو تشریف لے گئے۔ اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے امام ابن القطان نے اس حدیث سے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے جواز کا مسئلہ اخذ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کیلئے چہرہ کا پردہ ضروری نہیں ہے۔ اور یہ کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو یعنی نفس میں بری نیت

کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اجنبی عورت کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ نوجوان آدمی اور نوجوان عورت ہے جو ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے مجھے اندیشہ ہوا کہ ان کے دل میں شیطانی خیال نہ آجائے۔ معلوم ہوا کہ ابھی تک ان کے دلوں میں کوئی شیطانی خیال نہیں آیا تھا اسلئے ان کا دیکھنا گناہ و حرام نہ تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے صرف یہ فرمایا کہ مجھے ان کے بارے میں شیطان کے وسوسے کا اندیشہ ہے۔ اگر حرام ہوتا تو آپ دونوں کو مسئلہ بتاتے کہ یہ دیکھنا حرام ہے اور تم حرام کے مرتکب ہوئے ہو لہٰذا توبہ بھی کرو۔ مگر آپ نے نہ تو حرام فرمایا اور نہ ہی انہیں توبہ کرنے کا فرمایا تو ثابت ہوا کہ دیکھنا حرام نہ تھا ورنہ آپ توبہ کا حکم دیتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ توقع نہیں کہ ان کے سامنے کوئی حرام کام ہو اور آپ کرنے والے کو اس کے حرام ہونے سے آگاہ نہ فرمائیں اور اس سے توبہ نہ کرائیں پھر یہ موقع بھی کوئی ابتداء اسلام کا نہ تھا بلکہ حجۃ الوداع کا موقع تھا جب حلال و حرام کے احکام مکمل نازل ہو چکے تھے۔ لہٰذا یہاں دونوں مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ مرد اجنبی عورت کو دیکھ سکتا ہے بلاشہوت دوسرا یہ کہ عورت بھی (بلاشہوت) اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے۔

امام عینی اسکے بعد لکھتے ہیں:

وقال بعض المالكية ليس على المرأة تغطية وجهها لهذا الحديث وانما على الرجال غض البصر۔

کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ عورتوں پر مردوں سے چہرہ چھپانا ضروری نہیں۔ البتہ مردوں کو نظر نیچی رکھنی چاہیئے۔

(عینی شرح بخاری ج ۹ ص ۱۲۵)

غرضیکہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو مردوں سے چہرہ چھپانا ضروری

ہیں البتہ مردوں کو اجنبی عورتوں کی طرف خصوصی دلچسپی سے مسلسل نہیں دیکھتے چلے جانا چاہیئے کہ اس سے فتنہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

(۱۵) القول الصواب کا حوالہ بخاری شریف سے ہے چنانچہ سید صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ

"احتجبی منہ لما رای من شبہہ بعتبۃ فما راٰھا حتی لقی اللہ عزوجل مع انہ کان اخو سودۃ ام المومنین"

یعنی آپ نے حضرت سودہ سے فرمایا کہ تم اپنے بھائی سے پردہ کیا کرو کیونکہ وہ عتبہ کے مشابہ ہے اس وقت سے انتقال کے وقت تک آپ نے اپنی بہن کو نہیں دیکھا۔ باوجودیکہ بھائی تھے، لیکن ادنیٰ شبہ کہ مبادا اجنبی ہوں حضورؐ نے حجاب کی تاکید فرمائی"

(القول الصواب صہ ۱۶)

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اس بات کا شبہ ہو گیا تھا کہ حضرت سودہ کے بھائی یعنی عبد الرحمٰن بن زمعہ ان کے بھائی نہ ہوں یعنی زمعہ کے بیٹے نہ ہوں بلکہ عتبہ کے بیٹے ہوں اور حضرت سودہ کے لئے اجنبی ہوں تو ازواج مطہرات کی چونکہ یہ خصوصیت ہے جسے ہم پہلے دلائل سے ثابت کر چکے ہیں اس خصوصیت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے احتیاطاً پردہ کا حکم فرمایا۔

چنانچہ امام ولی الدین عراقی علیہ الرحمۃ طرح التثریب میں لکھتے ہیں:

قال ابو العباس القرطبی بعد ذکرہ ان ھذا امر بابہا الاحتیاط وتوقی المشبہات یحتمل ان

امام ابو العباس القرطبی رحمہ اللہ اس حدیث کے بیان کے بعد فرمایا کہ یہ فرمان باب احتیاط اور شبہات سے بچنے کے لئے

یکون ذٰلک لتغلیظ امر الحجاب فی حق سودۃ لانھا من زوجاتہ وقد غلظ ذٰلک فی حقھن ولذٰلک قال صلی اللہ علیہ وسلم لحفصۃ وعائشۃ (رضی اللہ عنھما) فی حق ابن ام مکتوم " افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ وقال انتقلی بیت ام مکتوم تضعین ثیابک عندہ فاباح لھا ما منعہ لازواجہ.

(طرح التثریب ج ۷، ص ۱۲۹)

صادر ہوا کیونکہ حضرت سودہ آپ کے ازواج مطہرات سے تھیں اور آپ نے ان کے حق میں پردہ کو سخت رکھا اور اسی وجہ سے حضرت حفصہ و حضرت عائشہ سے ابن ام مکتوم کے بارے میں فرمایا کہ کیا تم اندھی ہو تم اسے نہیں دیکھتی ہو اور (اس کے برعکس) فاطمہ بنت قیس کو فرمایا کہ تو ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جا اسکے ہاں کپڑے اتار اکرو گی (کہ وہ نابینا ہیں تمہیں نہیں دیکھ سکیں گے) تو آپ نے فاطمہ کے لئے اس بات کو (ابن ام مکتوم کے دیکھنے کو) جائز رکھا جسے اپنی ازواج کے لئے ممنوع ٹھیرایا۔

* * *

الحمد للہ اس سے مسئلہ واضح ہو گیا کہ یہ حکم خاص حضرت سودہ کے لئے تھا اسے عام مسلمان خواتین کے لیے ثابت کرنا درست نہیں۔ عام خواتین کے لئے وہی حکم ہے جو آپ نے فاطمہ بنت قیس کے لئے فرمایا کہ وہ اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہیں۔

ایک عرض

ہم نے حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان سید ابو البرکات علیہ الرحمۃ کے رسالہ " القول الصواب " کے تمام دلائل کا تفصیل کے ساتھ جائزہ پیش کر دیا ہے۔ اب اس کا فیصلہ ہم انصاف پسند اہل علم و تحقیق قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ اگر ہم نے درست عرض کیا ہے یا نہ، اگر درست عرض کیا ہے تو ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور تائید فرمائیں اگر ہم نے درست عرض نہیں کیا تو دلائل کے ساتھ ہماری راہنمائی فرمائیں انشاء اللہ ہمیں قبول حق میں وسیع الظرف پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق بخشے۔ آمین

مفتی غلام سرور قادری مدظلہ العالی کی دیگر تصانیف

- معاشیات نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- خلافت اسلامیہ اور مغربی جمہوریت
- ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- صلوٰۃ و سلام قبل اذان
- داڑھی کی شرعی حیثیت
- پردے کی شرعی حیثیت
- علمی و تحقیقی جائزہ
- تحفہ مومن
- عید اسلام
- مسئلہ رفع الیدین
- فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حج اور قربانی
- تہتر ۷۳ اسلامی فرقے
- مسئلہ تصویر
- تفسیر تسمیہ
- بیعت کی اہمیت و ضرورت
- الفیضان العظیم
- مسئلہ سود
- معرفت خداوندی
- توبہ استغفار
- نجات والدین
- معجزہ شق القمر
- قیام تعظیم
- قاضی اور سربراہ مملکت
- معجزات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- تفسیر تاویل یا تحریف

ملنے کا پتہ: اشاعت القرآن پبلی کیشنز ۴- جلال بلڈنگ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور